سلسلۂ انجمن ترقی اردو نمبر ۱۲

اِخوان الصّفا

مولوی اکرام علی مرحوم نے عربی سے اردو میں ترجمہ کیا

اور اب بہت سے نسخوں سے مقابلہ کرنے کے بعد

انجمن ترقی اردو (ہند) دہلی

نے شایع کیا

۱۹۳۹ء

دی اسٹینڈرڈ انگلش اُردو ڈکشنری

جس قدر انگلش اردو ڈکشنریاں اب تک شائع ہوئی ہیں ان میں سب سے زیادہ جامع اور مکمل یہ ڈکشنری ہے۔ اس میں تخمیناً دو لاکھ انگریزی الفاظ اور محاورات کی تشریح کی گئی ہے۔ چند خصوصیات ملاحظہ ہوں۔ (۱) یہ بالکل جدید ترین لغت ہے۔ انگریزی زبان میں اب تک جو تازہ ترین اضافے ہوئے ہیں وہ تقریباً تمام کے تمام اس میں آگئے ہیں۔ (۲) اس کی سب سے بڑی اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ادبی، مقامی، اور بول چال کے الفاظ کے علاوہ ان الفاظ کے معنی بھی شامل ہیں جن کا تعلق علوم و فنون کی اصطلاحات سے ہے۔ اسی طرح ان قدیم اور متروک الفاظ کے معنی بھی درج کیے گئے ہیں جو ادبی تصانیف میں استعمال ہوئے ہیں۔ (۳) ہر ایک لفظ کے مختلف معانی اور فروق الگ الگ لکھے گئے ہیں اور امتیاز کے لیے ہر ایک کے ساتھ نمبر شمار دے دیا گیا ہے۔ (۴) ایسے الفاظ جن کے مختلف معنی ہیں اور ان کے نازک فروق کا مفہوم آسانی سے سمجھ میں نہیں آتا، ان کی وضاحت مثالیں دے دے کر کی گئی ہے۔ (۵) اس امر کی بہت احتیاط کی گئی ہے کہ ہر انگریزی لفظ اور محاورے کے لیے ایسا اردو مترادف لفظ اور محاورہ لکھا جائے جو انگریزی کا مفہوم صحیح طور سے ادا کر سکے اور اس غرض کے لیے تمام اردو ادب، بول چال کی زبان اور پیشہ وروں کی اصطلاحات وغیرہ کی پوری چھان بین کی گئی ہے۔ یہ بات کسی دوسری ڈکشنری میں نہیں ملے گی۔ (۶) ان صورتوں میں جہاں موجودہ اُردو الفاظ کا ذخیرہ انگریزی کا مفہوم ادا کرنے سے قاصر ہے، ایسے نئے مفرد یا مرکب الفاظ وضع کیے گئے ہیں جو اردو زبان کی فطری ساخت کے بالکل مطابق ہیں۔ (۷) اس لغت کے لیے کاغذ خاص طور پر باریک اور مضبوط تیار کرایا گیا تھا جو بائبل پیپر کے نام سے موسوم ہے۔ طباعت کے لیے اردو اور انگریزی ہر دو خوبصورت ٹائپ استعمال کیے گئے ہیں۔ جلد بہت پائدار اور خوشنما بنوائی گئی ہے۔

(ڈمائی سائز۔ صفحات ۷ ۳ ۱۵، قیمت سولہ رُپے علاوہ محصول ڈاک

اسٹوڈنٹس انگلش اُردو ڈکشنری

یہ بڑی لغت کا اختصار ہے۔ لیکن باوجود اختصار کے بہت جامع ہے۔ صرف متروک اور غریب الفاظ یا بعض ایسی اصطلاحات جن کا تعلق خاص فنون سے ہے اور ادب میں شاذ و نادر استعمال ہوتی ہیں، خارج کردی گئی ہیں۔

۱۸×۲۲ سائز، حجم ۱۴۸۱ صفحے، قیمت پانچ رُپے علاوہ محصول ڈاک۔

انجمن ترقی اُردو (ہند) دہلی

سلسلۂ انجمنِ ترقّیِ اُردو نمبر ۱۲

اِخوانُ الصّفا

مولوی اکرام علی مرحوم نے عربی سے اُردو میں ترجمہ کیا

اور اب بہت سے نسخوں سے مقابلہ کرنے کے بعد

انجمنِ ترقّیِ اُردو (ہند) دہلی

نے شایع کیا

۱۹۳۹ء

خانصاحب عبداللطیف نے لطیفی پریس دہلی میں چھاپا
اور
مینجر انجمن ترقی اردو (ہند) نے دہلی سے شائع کیا

فہرست مضامین اخوان الصفا

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	مقدمہ	۱-۴
۲	بنی آدم کی ابتدائے پیدائش اور حیوانات کے ساتھ اُن کے مناظرے اور جنوں کے بادشاہ بیوراسپ حکیم کے حضور اُن کے استغاثہ کرنے اور اُس حکیم کے انسان کو بلانے میں	۵
۳	قضیہ انسان و حیوان کے فیصلے کے لیے بادشاہ جنات کے متوجہ ہونے کے بیان میں	۱۲
۴	صورتوں اور قدوں کے اختلاف کے بیان میں	۱۴
۵	انسان کی شکایت میں کہ ہر ایک حیوان نے جُدی جُدی بیان کی ہر	۱۹
۶	گھوڑے کی تعریف میں	۲۵
۷	بادشاہ اور وزیر کے مشورے میں	۳۰
۸	انسان اور جنوں کی مخالفت کے بیان میں	۳۵
۹	انسانوں کے مشورے میں	۴۳
۱۰	حیوانوں کے مشورے میں	۴۷
۱۱	پہلے قاصد کے احوال میں	۴۹
۱۲	قاصد کے بیان میں	۵۳
۱۳	دوسرے قاصد کے بیان میں	۵۹
۱۴	تیسرے قاصد کے احوال میں	۶۶
۱۵	چوتھے قاصد کے احوال میں	۶۹
۱۶	پانچویں قاصد کے احوال میں	۷۳
۱۷	چھٹے قاصد کے بیان میں	۷۸
۱۸	لخ کے خطبے کے بیان میں	۸۰
۱۹	حیوانوں کے وکیلوں کے جمع ہونے کے بیان میں	۸۷
۲۰	شیر کے احوال میں	۹۶
۲۱	ثعبان اور تنین کے بیان میں	۹۸
۲۲	مکھیوں کے سردار کے احوال میں	۱۰۴
۲۳	جنوں کی اپنے بادشاہوں اور سرداروں کی اطاعت کے بیان میں	۱۰۷
۲۴	انسان اور طوطے کے مناظرے میں	۱۲۹
۲۵	دیمک کے احوال میں	۱۳۲
۲۶	عالم ارواح کے بیان میں	۱۵۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

سپاسِ بے قیاس اُس واجب الوجود کو لائق ہو جس نے اجسام ممکنات میں باوجود وحدتِ ہیولا کے مختلف صورتیں بخشیں۔ اور ماہیتِ انسانی کو جنس و فصل سے ترکیب دے کر ہر ایک فرد کو علیحدہ علیحدہ قوتیں عطا کیں۔ حمد بے حد واسطے اُس خالق کے سزاوار ہو جس نے نوعِ انسان کو نہاں خانۂ عدم سے عرصہ گاہِ وجود میں لا کر تمام مخلوقات پر مرتبہ فضیلت کا بخشا۔ اور وجودِ بشر کو زیورِ نُطق سے آراستہ کر کے خلعت علم کا پہنایا۔ انسانِ ضعیف البُنیان کی کیا طاقت کہ اُس کی نعمتوں کا شُکر بجا لائے۔ اور قلمِ شکستہ رقم میں کتنی قدرت کہ اس عہدے سے برآوے

ابیات

بھلا حمد اُس کی ہم سے کب ادا ہو — جہاں قاصر زبانِ انبیا ہو
یہاں سب عارفانِ بزمِ ادراک — نہیں کہتے ہیں غیر از ما عرفناک
پھر اس مُمکن نے کب یہ عقل پائی — کہ واجب تک کرے اپنی رسائی
بھلا انسان میں اِتنا ہو مقدور — کہ ہووے حمد اُس کی اِس سے معمور

درودِ نامحدود واسطے سید المرسلین خاتم النبیین محمد مصطفیٰ کے لائق ہے جس نے گمراہوں کو وادیٔ ضلالت سے نکال کر منزلِ ہدایت پر پہنچایا۔ اُسی کے سبب ہم نے ہر ایک اُمّت پر بموجب آیۂ کریمہ کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ کے مرتبہ فضیلت کا پایا۔ ابیات۔

محمدؐ سرورِ کون و مکاں ہے ۔ محمد پیشوائے انس و جاں ہے

اُسی سے عاصیوں کی ہے شفاعت وہی ہے حامیٔ روزِ قیامت

صلوٰۃ و سلام اُس کی آل و اصحاب پر جن کے سبب دینِ اسلام نے قوت پائی اور اُنھوں نے ہم کو راہ ہدایت کی دکھلائی۔

بعد اِس کے عاصی سراپا معاصی اِکرام علی یہ کہتا ہے کہ جب میں بموجب حُسنِ ایمائے جناب صاحبِ نامدار، عالی منزلت والا اقتدار حکمت میں تمام حکمائے زمانہ سے برتر، دانائی میں عقلِ حادی عشر، خداوند نعمت، مسٹر ابرہم لاکٹ صاحب بہادر دام اقبالہٗ کے اور موافق طلبِ اخی و اُستاذی جناب بھائی صاحب قبلہ مولوی تراب علی صاحب دام ظلّہم کے شہر کلکتے میں اور رہنمویٔ طالع سے بعد حُصولِ شرفِ ملازمت کے مورد عنایت و مرحمت کا ہُوا۔ از بسکہ صاحبِ موصوف کو کمالِ پرورش منظور تھی سرکارِ کمپنی بہادر میں نوکر رکھوا کر اپنے پاس متعین کر لیا۔

بعد چند روز کے باستصواب جناب صاحبِ عالی شان، زبدۂ دانایانِ روزگار، سر دفترِ عُقلائے عالی مقدار، مدرّسِ ہندی کپتان جان ولیم ٹیلر صاحب بہادر دام دولتہٗ کے فرمایا کہ رسالۂ اِخوانُ الصّفا کہ انسان و بہائم کے مناظرے میں ہے تو اُس کا زبانِ اردو میں ترجمہ کر۔ لیکن نہایت سلیس کہ الفاظ مغلق اُس میں نہ ہوویں۔ بلکہ اصطلاحاتِ علمی اور خُطبے بھی اُس کے تکلّف سے

خالی نہیں ہیں، قلم انداز کر صرف خُلاصہ مضمون مناظرے کا چاہیے۔ راقم نے بموجب فرمانے کے فقط حاصلِ مطلب کو محاورۂ اردو میں لکھا۔ خطبوں کو نکال ڈالا اور اکثر اصطلاحات علمی کہ مناظرے سے اُن کو علاقہ نہ تھا ترک کیں۔ مگر بعضے خطبے اور اصطلاحاتِ ہندسی وغیرہ کہ اصل مطلب سے متعلق تھے باقی رکھے۔

فی الواقع اگر اُس رسالے کی صنعت و رنگینی پر نگاہ کیجیے تو ہر ایک خطبہ اُس کا معدنِ فصاحت ہے اور ہر ہر فقرہ مخزنِ بلاغت۔ ہر چند کہ عوام الناس ظاہر عبارت سے اُس کے صرف مضمون مناظرے کا پاتے ہیں۔ مگر علمائے دقیقہ شناس ادراکِ معانی سے دقائق و معارفِ الٰہی کا حظ اُٹھاتے ہیں۔ مُصنّفین اُس کے ابو سلمان ابوالحسن ابو احمد وغیرہ دس آدمی باتّفاق یکدیگر بصرے میں رہتے تھے اور ہمیشہ علم دین کی تحقیق میں اوقات اپنی بسر کرتے۔ چنانچہ اکاون رسالے تصنیف کیے۔ بیشتر علومِ عجیبہ و غریبہ اُن میں لکھے۔ یہ ایک رسالہ اُن میں سے انسانوں اور حیوانوں کے مناظرے میں ہے۔ طرفین کی دلائلِ عقلی و نقلی اُس میں بخوبی بیان کیں۔ آخر بہت قیل و قال کے بعد انسان کو غالب رکھا۔ اور غرض اُن کو اس مناظرے سے فقط کمالاتِ انسانی بیان کرنا ہے۔ چنانچہ اُس رسالے کے آخر میں لکھا ہے کہ جن وصفوں میں انسان حیوان پر غالب آئے وہ علوم و معارفِ الٰہی ہیں کہ اُن کو ہم نے اکاون رسالوں میں بیان کیا ہے۔ اور اِس رسالے میں مقصود یہی تھا کہ حقائق و معارف حیوانات کی زبانی بیان کیجیے تا غافلوں کو اُس کے دیکھنے سے کمالات حاصل کرنے کے واسطے رغبت ہووے۔

ترجمہ اُس رسالے کا خُلاصۂ امیرانِ ذوی الاقتدار، زُبدۂ نوئینانِ عالی مقدار، حاتمِ دوران، افلاطونِ زماں، سرورِ سروَران، بہادرِ بہادران نواب گورنر جنرل

لارڈ منٹو بہادر دام اقبالہٗ کے عہدِ حکومت میں کہ سن ہجری بارہ سو پچیس اور عیسوی اٹھارہ سو دس میں مرتب ہوا۔

پہلی فصل

بنی آدم کی ابتدائے پیدائش اور حیوانات کے ساتھ اُن کے مناظرے اور جنوں کے بادشاہ بیوراسب حکیم کے حضور اُن کے استغاثہ کرنے اور اُس حکیم کے انسان کو بلانے میں

لکھنے والے نے احوال ابتدائے ظہورِ بنی آدم کا یوں لکھا ہے کہ جب تک یہ تھوڑے تھے سدا حیوانوں کے ڈر سے بھاگ کر غاروں میں چھپتے اور درندوں کے خوف و خطر سے ٹیلوں اور پہاڑوں میں پناہ لیتے۔ اتنا بھی اطمینان نہ تھا کہ دو چار آدمی مل کر کھیتی کریں اور کھاویں۔ اس کا کیا ذکر کہ کپڑا بُنیں اور بدن کو چھپاویں۔ غرض پھل پھلاری ساگ پات جنگل کا جو کچھ پاتے کھاتے اور درختوں کے پتّوں سے تن کو چھپاتے۔ جاڑوں میں گرم سیر جاگہ میں رہتے اور گرمیوں میں سرزمینِ سرد کا رہنا اختیار کرتے۔

جب اُس حالت میں تھوڑی مدت گزری اور اولاد کی بہتایت ہوئی تب تو اندیشہ دام و دد کا کہ ہر ایک کے جی میں سمایا تھا بالکل نکل گیا۔ پھر تو بہت سے قلعے، شہر، قریے، نگر بسا کر چین سے رہنے لگے۔ زراعت کا سامان مہیّا

کر اپنے اپنے کاروبار میں مشغول ہوئے اور حیوانوں کو دام میں گرفتار کر کے سواری بار برداری، زراعت، کشت کاری کا کام لینے لگے۔ ہاتھی، گھوڑے، اونٹ، گدھے اور بہت سے جانور کہ سدا جنگل بیابان میں شتر بے مہار پھرتے تھے۔ جہاں جی چاہتا اچھا ہرا سبزہ دیکھ کر چرتے، کوئی پوچھنے والا نہ تھا۔ سو اُن کے کاندھے دن رات کی محنت سے چھل گئے، پیٹھوں میں غار پڑ گئے۔ ہرچند بہت سا چیخے چنگھاڑتے پر بیے حضرتِ انسان کب کان دھرتے اکثر وحشی خوفِ گرفتاری سے دور دشت جنگلوں میں بھاگ گئے۔ طائر بھی اپنا بسیرا چھوڑ بال بچوں کو ساتھ لے اُن کے دیس سے اُڑنچھو ہو گئے۔ ہر ایک بشر کو یہ خیال تھا کہ سب حیوانات ہمارے غلام ہیں۔ کس کس مکر و حیلے سے پھندے اور جال بنا بنا اُن کے درپے ہوئے +

اِس دار و گیر میں ایک مدّت گذری یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر آخرالزمان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خلق کی ہدایت کے لیے بھیجا۔ نبیِّ برحق نے گمراہوں کو شریعت کی راہ دکھلائی۔ بعضے جنّات نے بھی نعمتِ ایمان اور شرافتِ اسلام کی پائی۔ جب اس پر بھی ایک زمانہ گزرا بیوراسپ حکیم جنّی کہ لقب اُس کا شاہ مرداں تھا قومِ جنّات کا بادشاہ ہوا۔ بیا عادل تھا کہ جس کے عہد میں باگھ بکری ایک گھاٹ پانی پیتے تھے۔ کیا دخل کہ کوئی ٹھگ چوٹّا، دغا باز، اُچکا اُس کے قلمرو میں رہنے پاوے۔ جزیرۂ بلاساغون نام کہ قریب خطِ استوا کے واقع ہے اُس شہنشاہِ عادل کی تخت گاہ ہے۔

اتفاقاً ایک جہاز آدمیوں کا بادِ مخالف کے سبب تباہی میں آکر اس جزیرے کے کنارے جا لگا۔ جتنے سوداگر اور اہلِ علوم کہ جہاز میں تھے اُتر کر اِس سرزمین کی سیر کرنے لگے۔ دیکھا تو عجب بہار ہے کہ رنگ برنگ کے

پھول اور پھل ہر ایک درخت میں لگے۔ نہریں ہر طرف جاری۔ حیوانات ہرا ہرا سبزہ چر چگ کر بہت موٹے تازے آپس میں کلولیں کر رہے ہیں۔ از بسکہ آب و ہوا وہاں کی نہایت خوب اور زمین نہایت شاداب تھی کسی کا دل نہ چاہا کہ اب یہاں سے پھر جائیے۔ آخر مکانات طرح طرح کے بنا بنا اُس جزیرے میں رہنے لگے اور حیوانات کو دام میں گرفتار کرکے بدستور اپنے کاروبار میں مشغول ہوئے۔

وحشیوں نے جب یہاں بھی سُبھیتا نہ دیکھا راہ صحرا کی لی۔ آدمیوں کو تو یہی گمان تھا کہ یہ سب ہمارے غلام ہیں۔ اِس لیے انواع و اقسام کے پھندے بنا کر بطورِ سابق قید کرنے کی فکر میں ہوئے۔ جب حیوانوں کو یہ زعمِ فاسد اُن کا معلوم ہوا اپنے رئیسوں کو جمع کرکے دار العدالت میں حاضر ہوئے۔ اور بیوراسب حکیم کے سامنے سارا ماجرا ظلم کا کہ اُن کے ہاتھوں سے اُٹھایا تھا مفصل بیان کیا۔ جس وقت بادشاہ نے تمام احوال حیوانوں کا سُنا وہیں فرمایا کہ ہر جہت قاصدوں کو بھیجیں آدمیوں کو حضور میں حاضر کریں۔ چنانچہ اُن میں سے ستر آدمی جُدے جُدے شہروں کے رہنے والے کہ نہایت فصیح و بلیغ تھے بمجرد طلب بادشاہ کے حاضر ہوئے۔ ایک مکان اچھا سا اُن کے رہنے کے لیے تجویز ہوا۔ بعد دو تین دن کے جب ماندگی سفر کی رفع ہوئی اپنے سامنے بلوایا۔ جب اُنھوں نے بادشاہ کو تخت پر دیکھا دُعائیں دیں آداب و کورنش بجا لا کے اپنے اپنے قرینے سے کھڑے ہوئے۔

یہ بادشاہ تو نہایت عادل و منصف، جوانمردی اور سخاوت میں اقران و امثال سے سبقت لے گیا تھا۔ زمانے کے غریب و غربا یہاں آن کر پرورش

کلیمیں . . . .

پاتے تھے۔ تمام قلمرو میں کسی زبردست عاجز پر کوئی زبردست ظالم ظلم نہ کرتا۔ جو چیزیں کہ شرع میں حرام ہیں اُس کے عہد میں بالکل اُٹھ گئی تھیں۔ ہمیشہ سوائے رضامندی اور خوشنودیٔ خدا کے کوئی امر ملحوظِ خاطر نہ تھا۔ پس نے نہایت اخلاق سے اُن سے پوچھا کہ تم ہمارے ملک میں کیوں آئے؟ ہماری تمہاری تو کبھی خط و کتابت بھی نہ تھی۔ کیا ایسا ہوا کہ تم یہاں تک پہنچے؟

یک شخص اُن میں سے کہ جہاندیدہ اور فصیح تھا تسلیمات بجا لا کر کہنے لگا کہ ہم عدل و انصاف بادشاہ کا سُن کر حضور میں حاضر ہوئے ہیں۔ اور آج تک اس آستانۂ دولت سے کوئی داد خواہ محروم نہیں پھرا ہے۔ اُمید یہ ہے کہ بادشاہ ہماری داد کو پہنچے۔ فرمایا کہ عرض تمہاری کیا ہے؟ عرض کیا کہ اے بادشاہِ عادل یہ حیوانات ہمارے غلام ہیں۔ ان میں سے بعضے متنفر اور بعضے اگرچہ جبراً تابع ہیں لیکن ہماری ملکیت کے منکر۔ بادشاہ نے پوچھا کہ اس دعوے پر کوئی دلیل بھی ہے؟ کیونکہ دعوئے بے دلیل دارالعدالت میں سُنا نہیں جاتا۔ اُس نے کہا اے بادشاہ اس دعوے پر بہت سی دلائل عقلی و نقلی ہیں۔ فرمایا بیان کرو۔ ان میں سے ایک شخص کہ حضرت عبّاس رضی اللہ عنہ کی اولاد میں تھا منبر پر چڑھ کے اس خطبے کو فصاحت اور بلاغت سے پڑھنے لگا۔

حمد اُس معبودِ حقیقی کے لائق ہے جس نے پرورشِ عالم کے لیے عرصۂ زمین پر کیا کچھ مہیّا کیا اور کتنے اسباب بنائے اور انسانِ ضعیف البنیان کے واسطے کیسے کیسے حیوانات پیدا کیے۔ خوشا حال اُن کا جو اُس کی رضامندی میں راہ عاقبت کی سنوارتے ہیں۔ کیا کہیے اُن لوگوں کو جو نافرمانی کرکے ناحق اُس سے برگشتہ ہوتے ہیں؟ اور درود بے حد واسطے نبیِ برحق محمد مصطفیٰ کے سزاوار ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے پیچھے سب پیغمبروں کے خلق کی ہدایت کے لیے بھیجا اور سب کا اُسے

[illegible] اور آخرت میں سب کا پشت
[illegible] کے سبب دین اور دنیا کا منتظم ہو اور اسلام
نے رواج پایا۔

[illegible] نے ایک پانی کے قطرے
سے [illegible] کو صاحب اولاد بنایا۔ اور
[illegible] روئے زمین کو آباد کیا۔ اور
[illegible] خشکی و تری میں مسخر کیا [illegible]
[illegible] قرآن میں فرماتا ہے۔ وَالْأَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ
فِيهَا دِفْءٌ [illegible] وَلَكُمْ فِيهَا جَمَالٌ حِينَ
تُرِيحُونَ وَحِينَ تَسْرَحُونَ [illegible] یہ ہے کہ سب حیوانات
[illegible] ان کی
[illegible]
[illegible] ایک مقام پر
[illegible] خشکی اور تری میں [illegible]
[illegible] وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ
[illegible] پیدا ہوتے ہیں کہ ان
[illegible] لِتَسْتَوُوا عَلَىٰ ظُهُورِهِ ثُمَّ تَذْكُرُوا
[illegible] ان کی پیٹھوں پر سوار ہو
[illegible] اور بھی بہت آیات قرآنی ان
مقامات [illegible] معلوم ہوتا ہے [illegible]
[illegible]

تب بادشاہ نے حیوانوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اس آدمی نے آیاتِ قرآنی اپنے دعوے پر گزرانیں۔ اب جو کچھ تمہارے خیال میں آوے اس کا جواب دو۔ یہ سُن کر خچر نے زبانِ حال سے یہ خُطبہ پڑھا:۔

حمد ہے اُس واحد پاک قدیم بے نیاز کی شان میں کہ موجود تھا قبل ایجادِ عالم کے نہ زمان میں نہ مکان میں۔ ایک کُنْ کے کہنے میں تمام کائنات کو پردۂ غیب سے ظاہر کیا۔ افلاک کو آب و آتش سے ترکیب دے مرتبہ بلندی کا بخشا۔ ایک پانی کے قطرے سے آدم کی نسل کو ظاہر کر کے آگے پیچھے دُنیا میں بھیجا کہ اُس کی آبادی میں مشغول ہوں، خراب نہ کریں۔ اور محافظت حیوانات کی کما ینبغی بجا لا کر فائدہ اُٹھاویں۔ نہ یہ کہ اُن پر ظُلم کریں اور ستاویں۔

بعد اس کے یوں کہنے لگا کہ اے بادشاہ یہ آیتیں جو اس آدمی نے پڑھیں اُن سے یہ نہیں مفہوم ہوتا ہے کہ ہم اِن کے مملوک ہیں اور یہ ہمارے مالک۔ کیونکہ ان آیتوں میں ذکر ان نعمتوں کا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بخشی ہیں۔ چنانچہ یہ آیتِ قرآنی اِس پر دال ہے۔ سَخَّرَهَا لَكُمْ كَمَا سَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالرِّيَاحَ وَالسَّحَابَ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے حیوانات کو تمہارے تابع کیا ہے آفتاب اور مہتاب اور ہوا اور ابر کو۔ اس سے یہ نہیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہمارے مالک اور ہم اِن کے غلام ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے تمام خلائق کو آسمان و زمین میں پیدا کر کے ایک کو دوسرے کا تابع کیا۔ اس لیے کہ آپس میں ایک دوسرے سے منفعت اٹھاوے اور نقصان دفع کرے۔ پس ہم کو جو اللہ تعالیٰ نے اُن کے تابع کیا ہے صرف اِس واسطے کہ فائدہ اِن کو پہنچے اور نقصان اِن سے دفع ہو۔ نہ جیسا کہ بعضوں نے گمان کیا ہے اور مکر و بُہتان سے کہتے ہیں کہ ہم مالک اور یہ غلام ہیں۔

قبل اس کے کہ یہ آدمی پیدا نہ ہوئے تھے ہم اور ہمارے باپ ہمارے
بے مزاحمت روئے زمین پر رہتے تھے۔ ہر ایک طرف چرتے، جہاں جی
چاہتا پھرتے۔ اور ہر ایک اپنی معاش کی تلاش میں مشغول تھا۔ ہر شخص
پہاڑ جنگل بیابان میں آپس میں مل جل کے رہتے اور اپنے بال بچوں کی پرورش
کرتے۔ جو کچھ خدا نے مقدر کیا تھا اس پر قناعت کر [illegible] دن اس کی
حمد میں گزارتے۔ اس کے سوا کسی کو نہ جانتے تھے اپنے اپنے گھروں
میں چین سے رہتے۔ کوئی پوچھنے والا نہ تھا۔

جب اس پر ایک زمانہ گزرا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو مٹی سے
بنایا اور ان کو روئے زمین کا خلیفہ کیا۔ جب کہ آدمی بہتایت سے ہونے
جنگل بیابان میں پھیلنے لگے۔ تب تو ہم غریبوں پر دست ستم دراز کیا
گھوڑے [illegible] بیل، اونٹ پکڑ کر خدمت لینے لگے اور وہ مصیبتیں
کہ [illegible] کبھی دیکھنے میں نہ آئی تھیں، بزور و تعدی
[illegible] پہنچائیں۔ جو کہ جنگل اور صحرا میں بھاگے۔
پھر بھی ان ظالموں سے کسی طرح پیچھا نہ چھوٹا۔ کن کن حیلوں سے پھندے
اور جال سے گرفتار ہوئے۔ اگر [illegible] تھکے ماندے کہیں ہاتھ لگ گئے
ان کا [illegible] پوچھئے [illegible] باندھ کر لے جاتے ہیں اور کیا کیا دکھ
دیتے ہیں [illegible] ذبح کرنا، پوست کھینچنا، ہڈیوں کو توڑنا، رگوں
کو نکالنا، پیٹ [illegible] ادھیڑنا، [illegible] آگ میں جلانا، بھوننا
[illegible] کہ پھر بھی تسلی نہیں ہوتی
ہو کر ہم [illegible] غلام [illegible] جو [illegible]
[illegible] کوئی دلیل [illegible] مگر [illegible] ظلم و تعدی [illegible]

دوسری فصل

قضیۂ انسان وحیوان کے فیصلے کے لیے بادشاہِ جنات کے متوجہ ہونے کے بیاں میں

جس وقت بادشاہ نے یہ احوال حیوانوں کا سُنا اِس قضیے کے انفصال کے لیے بدل مصروف ہوا ارشاد کیا کہ قاضی مُفتی اور تمام اعیان وارکان جنّوں کے حاضر ہوں وہیں بموجب حکم کے سب بارگاہِ سلطانی میں حاضر ہوئے تب انسانوں سے فرمایا کہ حیوانوں نے تمھارے ظلم کی حکایت وشکایت بیان کی اب اس کا تُم کیا جواب دیتے ہو؟ ایک شخص ان میں سے تسلیمات بجالا کر یوں عرض کرنے لگا کہ ای جہاں پناہ یہ سب ہمارے غلام اور ہم اِن کے مالک ہیں۔ ہم کو سزاوار ہے کہ حکومت خداوندی ان پر کریں اور جو کام چاہیں اِن سے لیں۔ ان میں سے جس نے ہماری اطاعت کی مقبولِ خدا ہوا اور جو ہمارے حکم سے پھرا گویا خدا سے پھرا۔

بادشاہ نے فرمایا کہ دعوےٰ بے دلیل محکمۂ قضا میں مسموع نہیں ہوتا کوئی سند اور دلیل بھی بیان کرو۔ اُس نے کہا بہت دلائل عقلی و نقلی سے ہمارا دعوےٰ ثابت ہے۔ فرمایا کہ وہ کون سی دلیلیں ہیں؟ بیان کیجیے

شکر ہے اللہ تعالیٰ نے ہماری صورتوں کو کس پاکیزگی سے بنایا۔ ہر ایک عضو مناسب جیسا چاہیے عطا کیا۔ بدن سڈول، قد سیدھا، عقل اور دانش جس کے سبب نیک و بد میں امتیاز کریں بلکہ تمام آسمان کا احوال جانیں اور بتادیں یہ خوبیاں ہمارے سوا کس میں ہیں؟ اس سے یہ معلوم ہوا کہ ہم مالک اور یہ غلام ہیں۔

بادشاہ نے حیوانوں سے پوچھا کہ اب تم کیا کہتے ہو؟ انھوں نے التماس کیا کہ ان دلیلوں سے دعویٰ ثابت نہیں ہوتا۔ فرمایا کہ تم نہیں جانتے کہ درستی نشست و برخاست کی خصلت بادشاہوں کی ہے اور بدصورتی و خمیدگی و ندامت غلاموں کی؟ ان میں سے ایک نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ بادشاہ کو توفیق نیک بخشے اور آفات زمانی سے محفوظ رکھے۔ غرض یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے آدمیوں کو اس صورت اور ڈیل ڈول پر اس واسطے نہیں بنایا کہ وہ ہمارے مالک کہلاویں۔ اور نہ ہم کو اس شکل اور چال ڈھال پر پیدا کیا کہ ان کے غلام ہو رہیں۔ وہ حکیم ہے۔ اس کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں۔ جس کے واسطے جو صورت مناسب جانی عطا کی۔

تیسری فصل

صورتوں اور قدوں کے اختلاف کے بیان میں

بیان اس کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس گھڑی انسانوں کو پیدا کیا. عُریان محض تھے، بدن پر کچھ نہ تھا کہ سردی گرمی سے محافظت میں رہیں. پھل پھلاری جنگل کی کھاتے اور درختوں کے پتّوں سے تن کو ڈھانپتے۔ اسی واسطے اُن کے قدوں کو سیدھا اور لنبا بنایا کہ درختوں کے پھل پتے توڑ کر بآسانی کھاویں اور اپنے تصرّف میں لاویں۔ اور غذا ہماری گھاس ہے۔ اس لیے ہمارے قدوں کو ٹیڑھا بنایا کہ بخوبی چریں اور کسی نوع کا دُکھ نہ اُٹھاویں۔

بادشاہ نے کہا یہ جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ۔ یعنی انسان کو ہم نے نہایت سُڈول بنایا، اس کا کیا جواب دیتے ہو؟ اُس نے عرض کیا۔ جہاں پناہ کلامِ ربّانی میں ظاہری معنوں کے سوا بہت سی تاویلیں ہیں کہ بغیر اہلِ علوم کے کوئی نہیں جانتا۔ تفسیر اس کی عالموں سے پوچھا چاہیے۔ چنانچہ ایک حکیم دانشمند نے بموجب حُکمِ بادشاہ کے مطلب اِس آیت کا یوں کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا شبھ گھڑی نیک ساعت تھی۔ ستارے اپنے اپنے بُرجِ شرف میں جلوہ گر اور ہیولےٰ عناصر کے واسطے قبول کرنے

صورتوں کے آمادہ و مستعد تر تھے۔ اس لیے صورتیں اچھی قد سیدھے ہاتھ پانو درست بنے اور احسن تقویم کے ایک معنی اور بھی اِس آیت سے ظاہر ہوتے ہیں فَعَدَلَكَ فِي أَيِّ صُورَةٍ مَّا شَاءَ رَكَّبَكَ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کو حدِ اعتدال پر پیدا کیا۔ نہ بہت لمبا بنایا نہ بہت چھوٹا۔

حیوانات نے کہا۔ اس قدر اعتدال اور مناسبت اعضا کی واسطے فضیلت کے کفایت کرتی ہے۔ حیوانوں نے عرض کی کہ ہمارا بھی یہی حال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم کو بھی ساتھ اعتدال کے جیسا مناسب تھا ہر ایک عضو بخشا۔ اس فضیلت میں ہم اور وہ برابر ہیں۔ انسان نے جواب دیا کہ تمھارے لیے مناسبت اعضا کی کہاں ہے؟ صورتیں نرپٹ مکروہ۔ قد بے موقع ہاتھ پانو بھدبیلے۔ کیونکہ تم میں سے ایک اونٹ ہے۔ ڈیل بڑا، گردن لمبی، دُم چھوٹی۔ اور ہاتھی ہے جس کا ڈیل ڈول بہت بڑا اور بھاری، دو دانت لمبے منہ سے باہر نکلے ہوئے، کان چوڑے چکلے، آنکھیں چھوٹی۔ بیل اور بھینسے کی دُم بڑی، سینگ موٹے، اوپر کے دانت نہیں۔ دُنبے کے سینگ بھاری چوڑے موٹے، بکرا ہے جس کی داڑھی بڑی، چوتڑ ننگے۔ خرگوش کا قد چھوٹا، کان بڑے۔ اسی طرح بہت سے درند اور پرند اور چرند ہیں کہ قد و قامت ان کا بے موقع، ایک عضو کو دوسرے سے مناسبت نہیں۔

اس بات کو سنتے ہی ایک حیوان کہنے لگا۔ افسوس کہ صنعتِ الٰہی کو تو نے کچھ نہ سمجھا۔ ہم مخلوق ہیں، خوبی اور درستی ہمارے اعضا کی اُسی سے ہے۔ پس عیب ہمارے کرنا حقیقت میں اُس کا عیب ظاہر کرنا ہے۔ یہ نہیں جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک شے کو اپنی حکمت سے واسطے ایک فائدے کے پیدا کیا ہے۔ اس بھید کو سوا اُس کے اور اہل علوم کے کوئی نہیں

جانتا ہے۔

اُس آدمی نے کہا۔ اگر تو حکیم حیوانوں کا ہے تو بتلا کہ اونٹ کی گردن لنبی بنانے میں کیا فائدہ ہے۔ اُس نے کہا اِس واسطے کہ پانو اُس کے لنبے تھے۔ پس اگر گردن چھوٹی ہوتی گھاس چرنا اُس پر دشوار ہوتا۔ اس لیے گردن لنبی بنائی کہ بخوبی چرے اور اُسی گردن کے زور سے زمین سے اُٹھے اور ہونٹوں کو تمام بدن پر پہنچا سکے اور کھجلاوے۔ اِسی طرح ہاتھی کی سونڈ گردن کے بدلے لنبی بنائی اور کان بڑے کہ مکھیوں اور مچھروں کو اُڑا وے۔ کوئی آنکھ مُنہ میں گھسنے نہ پاوے کیونکہ منہ اُس کا ہمیشہ دانتوں کے سبب کُھلا رہتا ہے، بند نہیں ہوتا، اور دانت لنبے اس واسطے ہیں کہ درندوں کی مضرّت سے آپ کو بچاوے۔ اور خرگوش کے کان اِس لیے بڑے ہوئے کہ بدن اُس کا نہایت نازک کھال پتلی ہے، اُنھیں کانوں کو جاڑے میں اوڑھے اور گرمیوں میں بچھاوے۔

غرض کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک جاندار کے واسطے جیسا عضو مناسب جانا بخشا۔ چنانچہ زبانی حضرت موسیٰ کے فرمایا ہے۔ رَبُّنَا الَّذِیْ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَہٗ ثُمَّ ھَدٰی۔ یعنی عطا کی اللہ نے ہر ایک شے کو خلقت اُس کی بعد اُس کی ہدایت کے۔ حاصل یہ ہے کہ جس کے واسطے جو عضو مناسب تھا بخشا اور رہ نیک دکھلائی۔

جس چیز کو تم خوب صورتی سمجھ کر فخر کرتے اور اپنے زعم میں جنتے ہو کہ ہم مالک اور یہ خدم ہیں، سو غلط ہے۔ خوب صورتی ہر ایک جنس کی وہی ہے کہ ہم جنس میں مرغوب ہو۔ جس کے سبب آپس میں اُلفت کریں۔ اور یہی موجب توالُد و تناسل کا ہے۔ کیونکہ خوش اُسلوبی یک جنس کی دوسری

جنس کو مرغوب نہیں ہوتی۔ ہر ایک جانور اپنی ہی جنس کی مادہ پر دل لگاتا ہے۔ دوسرے جانور کی مادہ گرچہ اُس سے کہیں بہتر ہو نہیں چاہتا۔ اُسی طرح آدمی بھی اپنی ہی جنس پر رغبت کرتے ہیں۔ وہ لوگ کہ سیاہ فام ہیں گورے بدن والوں کو نہیں چاہتے۔ اور جو گورے ہیں سیاہ فاموں پر دل نہیں لگاتے۔ پس تمہاری خوبصورتی موجب بزرگی کی نہیں ہے کہ تم اپنے آپ کو بہتر جانو۔

اور یہ جو کہتے ہو کہ جودت حواس کی ہم میں بہت ہے یہ بھی غلط ہے۔ بعضے حیوان تم سے ہوش و حواس زیادہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ اونٹ ہے کہ پاؤں بڑے، گردن لمبی، سر ہوا سے باتیں کرتا ہے۔ باوجود اس کے اندھیری راتوں میں اپنے پاؤں رکھنے کی جگہ دیکھ کر اُن راہوں میں کہ گزرنا وہاں سے محال ہے، چلتا ہے۔ اور تم مشعل و چراغ کے محتاج ہوتے ہو۔ اور گھوڑا دور سے چلنے والے کی آہٹ سنتا ہے۔ بیشتر ایسا ہوا ہے کہ حریف کی آہٹ سن کر سوار کو چپکے جگایا اور دشمن سے بچایا ہے۔ اگر کسی نے بیل یا گدھے کو ایک بار کسی انجان دیکھے رستے میں سے جا کر چھوڑ دیا ہے وہاں سے چھٹ کر بخوبی اپنے مکان میں چلا آتا ہے۔ مطلق بھولتا نہیں۔ تم اگر کسی راہ میں کئی بار گئے ہو پھر جب کبھی اُس رستے جانے کا اتفاق ہوتا ہے گھبراتے اور بھول جاتے ہو۔ بھیڑیں بکریاں ایک رات میں سینکڑوں بچے جن کر صبح کو چراگاہ میں جاتی ہیں۔ شام کو جس وقت وہاں سے پھرتی ہیں بچے اپنی ماں کو اور مائیں اپنے بچوں کو پہچان لیتی ہیں۔ تم میں سے اگر کوئی چند مدت باہر رہ کر گھر میں آئے ماں باپ بھائی کو بھول جاتا ہے۔ پھر تمیز اور جودت حواس کہاں ہے جس پر اتنا فخر کرتے ہو؟

اگر کچھ بھی عقل ہوتی تو اُن چیزوں پر کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو بے محنت

و مشقّت عطا کی ہیں فخر نہ کرتے کیونکہ دانشمند و صاحب تمیز اسی کو فخر جانتے ہیں جو کسب و محنت سے حاصل کریں اور اپنی سعی و کوشش سے علوم دینی اور خصلتیں اچھی سیکھیں۔ تم میں تو یہ ایک بات بھی نہیں ہو کہ جس سے ہم پر فخر کرتے ہو. مگر دعوے بے دلیل اور خصومت بے معنی ہو ÷

چوتھی فصل

انسان کی شکایت میں کہ ہر ایک حیوان نے جُدی جُدی بیان کی ہے

بادشاہ نے انسانوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم نے جواب اس کا سُنا۔ اب تُم کو جو کچھ کہنا باقی ہو بیان کرو۔ انھوں نے کہا۔ ابھی بہت سی دلیلیں باقی ہیں کہ اُن سے دعوے ہمارا ثابت ہوتا ہے بعضے اُن سے یہ ہیں کہ مول لینا۔ بیچنا۔ کھلانا پلانا۔ لباس پہنانا۔ سردی گرمی سے محفوظ رکھنا۔ قصوروں سے اُن کے چشم پوشی کرنا۔ درندوں کی مضرت سے بچانا۔ جب کہ بیمار ہوں شفقت سے دوا کرنا۔ سب سلوک ہمارے ان کے ساتھ بنظر شفقت اور مرحمت کے ہیں۔ تمام مالکوں کا یہی دستور ہے کہ غلاموں پر ہر حال میں نظر شفقت اور مرحمت کی رکھتے ہیں۔

بادشاہ نے یہ سن کر حیوانوں سے فرمایا کہ تو اس کا جواب دے۔ اُس نے کہا یہ آدمی جو کہتا ہے کہ جو ہم کو مول لیتے اور بیچتے ہیں یہ طور آدمیوں میں بھی جاری ہے کہ اہل فارس جب رومیوں پر غالب آتے ہیں تو رومیوں کو بیچ ڈالتے ہیں اور رومی جس گھڑی فارس پر غالب آتے ہیں فارسیوں سے یہی سلوک کرتے ہیں۔ ہند کے رہنے والے سندھیوں سے اور سندھ والے ہندیوں سے، عرب تُرکوں سے اور تُرک عربوں سے یہی معاملہ وقوع میں لاتے

ہیں۔ غرض کہ ایک دوسرے پر جب غالب ہوتا اور فتح پاتا ہے غنیم کی قوم کو اپنا غلام جان کر بیچ ڈالتا ہے۔ کیا جانیے کہ حقیقت میں کون غلام ہے اور کون مالک؟ یہ دوڑ اور نوبتیں ہیں کہ موافق احکام نجوم کے آدمیوں میں جاری ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ۔ یعنی نوبت یہ نوبت پھیرتے ہیں ہم زمانے کو آدمیوں میں۔ اس بات کو جاننے والے جانتے ہیں۔

اور یہ جو اُس نے کہا کہ ہم اِن کو کھلاتے پلاتے ہیں۔ اِس کے سوا اور سلوک کرتے ہیں۔ سو یہ شفقت اور مہربانی سے نہیں ہے بلکہ اِس خوف سے کہ اگر ہم ہلاک ہوں اِن کے مال میں نقصان آوے۔ سوار ہونے، بوجھ لادنے اور بہت سے فائدوں میں خلل پڑے۔

بعد اُس کے ہر ایک حیوان نے بادشاہ کے روبرو شکوہ اُن کے ظلم کا جُدا جُدا بیان کیا۔ گدھے نے کہا کہ ہم جس گھڑی اِن آدمیوں کی قید میں ہوتے ہیں پیٹھوں پر ہماری اینٹ پتھر لوہا لکڑی اور بہت سا بوجھ لادتے ہیں۔ ہم کس محنت اور مشقت سے چلتے ہیں۔ اور اِن کے ہاتھوں میں چھڑیاں اور کوڑے رہتے ہیں۔ چوتڑوں پر ہمارے مارتے ہیں۔ اُس وقت اگر بادشاہ ہم کو دیکھے تاسف اور رحم کرے۔ اِن میں شفقت اور مہربانی کہاں جیسے اُس آدمی نے گمان کیا ہے؟

پھر بیل نے کہا۔ جس وقت ہم اِن کی قید میں ہوتے ہیں ہلوں میں بندھے اور چکیوں کولھوؤں میں جکڑے ہوئے۔ مُنہ میں چھیکے، آنکھیں بند۔ اِن کے ہاتھوں میں کوڑے اور لکڑیاں، مُنہ اور چوتڑوں پر مارتے ہیں۔

بعد اِس کے دُنبے نے کہا کہ ہم جس گھڑی اِن کی قید میں ہوتے ہیں کیا کیا مصیبتیں اُٹھاتے ہیں۔ اپنے لڑکوں کے دودھ پینے کے لیے ہمارے چھوٹے چھوٹے بچوں کو اُن کی ماؤں سے جدا کر کے ہاتھ پانو باندھ کر مسلخ میں لے جاتے ہیں۔

ہرگز اُن مظلوموں کی فریاد و زاری نہیں سُنتے۔ وہاں بت والے پانی ذبح کرکے کھال کھینچتے، پیٹ پھاڑتے کھوپریوں کو توڑتے، جگر کو چاک کرتے، قصائیوں کی دُکانوں میں لے جاکر چُھریوں سے کاٹتے ہیں اور سیخ میں پرو کر تنور میں بھونتے ہیں۔ ہم یہ مُصیبتیں دیکھ کر چُپ رہتے ہیں، کچھ نہیں کہتے۔

اونٹ نے کہا، جس وقت ہم ان کے ہاتھوں اسیر ہوتے ہیں ہمارا یہ حال ہو کہ رسیاں نتھنوں میں پہنا کر سار بان کھینچتے ہیں اور بہت سا بوجھ پیٹھوں پر لاد کر اندھیری راتوں میں ٹیلوں اور پہاڑوں کی راہ سے لے جاتے ہیں۔ غرض پیٹھیں ہماری کجاووں کے ہچکولوں سے لگ لگ جاتی ہیں، پانو کے تلوے پتھروں سے زخمی ہوتے ہیں۔ وہ بھوکے پیاسے جہاں جی چاہتا ہے لیے پھرتے ہیں۔ ہم بیچارے لاچار فرماں برداری ان کی کرتے ہیں۔

ہاتھی نے کہا جس وقت ہم ان کے قیدی ہوتے ہیں گلوں میں رسیاں پانوں میں بیڑیاں ڈال کر ہاتھوں میں انکس لوہے کے لے کر داہنے بائیں اور سر پر مارتے ہیں۔

گھوڑے نے کہا جس گھڑی ہم ان کے مقید ہوتے ہیں ہمارے مُنہوں میں لگام، پیٹھوں پر زین، کمر پر تنگ باندھ کر لڑائیوں اور معرکوں میں زرہ بکتر پہن کر سوار ہوتے ہیں۔ ہم بھوکے پیاسے آنکھیں گرد و غبار سے آلودہ رن میں جاکر تلواریں مُنہ پر، نیزے اور تیر سینوں پر کھاتے ہیں اور خون کے دریا میں پیرتے ہیں۔

خچر نے کہا۔ جس گھڑی ہم ان کی قید میں گرفتار ہوتے ہیں عجب طرح کی مصیبتیں اُٹھاتے ہیں پانوں میں رسیاں منہ میں لگامیں ڈالے اور ہمارے لگام بند رکھتے ہیں بلکہ ہمارے جوڑے لے لیتے ہیں ان کے پاس جاکر کچھ ہو سکے

[illegible]

اگر بادشاہ ان سب باتوں ... ... پر ان کے غور کرے تو معلوم ہو کہ ہم حیوانات کی بڑائی اور بدذاتی اور جہل و نادانی ان میں بھری ہے۔ پھر بھی ان بدبختوں سے ہم نہیں ستاتے۔ خدا و رسول کی وصیت و نصیحت کو کان میں جگہ نہیں دیتے حالانکہ آپ ہی ان آیتوں کو پڑھتے ہیں۔ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ۔ جس کا یہ ہے کہ مغفرت کی خدا سے چاہتے ہو تو اوروں کے بھی گناہوں سے درگزر کرو۔ قُل لِّلَّذِينَ آمَنُوا يَغْفِرُوا لِلَّذِينَ لَا يَرْجُونَ أَيَّامَ اللَّهِ۔ یعنی کہہ دو محمد مومنوں سے کہ کافروں کے قصوروں سے درگزر کریں۔ وَمَا مِن دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَالُكُم۔ یعنی جتنے دابہ اور چرند اور پرند کہ روئے زمین پر پھرتے چلتے اور ہوا پر اڑتے ہیں ان کا بھی حق تمہارا سا ہے۔ لِتَسْتَوُوا عَلَىٰ ظُهُورِهِ ثُمَّ تَذْكُرُوا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ إِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُولُوا سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنقَلِبُونَ۔ یعنی جس گھڑی ان کی پیٹھ پر سوار ہو اپنے خدا کی نعمتوں کو یاد کرو اور کہو پاک ہے وہ جس نے یہ جانور ہمارے تابع کیا کہ ہم ان پر قادر نہ ہو سکتے تھے اور ہم خدا کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔

جس گھڑی جن اس کلام سے فارغ ہوا اونٹ نے شکایت کہا کہ تیرے گروہ نے جو ظلم آدمیوں کے ہاتھ سے اٹھایا ہے تو بھی بیان کر اور جیسے بادشاہ عادل کے سامنے بیان کر شاید شفقت اور مہربانی کرے ...

اسیروں کو ان کے ہاتھوں سے مخلصی بخشے کیونکہ تیرا بھی گروہ چرندوں سے ہے۔ ایک حکیم نے کہا کہ سُوّر چرندوں سے نہیں ہے بلکہ درندوں سے ہے۔ نہیں جانتا ہے تو کہ اس کے دانت باہر نکلے ہوئے ہیں اور مُردار بھی کھاتا ہے؟ دوسرے نے کہا۔ یہ چرند ہے کیونکہ کُھر رکھتا ہے اور گھاس بھی کھاتا ہے۔ تیسرے نے کہا۔ یہ درند اور چرند دونوں سے مرکّب ہے جس طرح شُترگاؤ مرکب ہے بیل اور اونٹ اور چیتے سے۔ اور شترمُرغ کہ شکل اُس کی جانور اور اونٹ دونوں میں ملتی ہے۔

سُوّر نے اونٹ سے کہا۔ میں کچھ نہیں جانتا ہوں کیا کہوں اور کس کا شکوہ کروں۔ مجھ میں بہت سا اختلاف کرتے ہیں۔ جو کہ مسلمان ہیں ہم کو مسخ و ملعون سمجھ کر ہماری صورتوں کو مکروہ اور گوشت ناپاک جانتے ہیں اور ہمارے ذکر سے پرہیز کرتے ہیں۔ اور رومی ہمارا گوشت رغبت سے کھاتے اور متبرک سمجھتے ہیں اور قربانی کرنا بہت ثواب جانتے ہیں اور یہودی ہمارے سے بغض و عداوت رکھتے ہیں۔ بے گناہ ہمیں گالیاں دیتے اور لعنت کرتے ہیں اس سبب کہ اُن کو نصاریٰ اور رومیوں سے عداوت ہے۔ اور ارمنی ہم کو بیل بکرے کی مانند جانتے ہیں۔ فربہی اور موٹے گوشت کے سبب اور کثرت توالد کے باعث بہتر سمجھتے ہیں۔ اور یونانی طبیب ہماری چربی کو اکثر علاج میں مستعمل کرتے ہیں بلکہ اپنی دواؤں میں رکھ بھی چھوڑتے ہیں۔

چرواہے اور سائیس ہم کو اپنے جانوروں اور گھوڑوں کے پاس اصطبل اور چراگاہ میں رکھتے ہیں کیونکہ ہمارے وہاں رہنے سے گھوڑے اور جانور اُن کے بہت بلاؤں سے محفوظ رہتے ہیں۔ مشتری اور جادوگر

ہماری کھال کو اپنی کتابوں اور جادوؤں جنتروں میں دھرتے ہیں۔ موچی اور موزہ گر ہماری گردن اور موچھوں کے بالوں کو بہت چاہ اور خواہش سے اُکھاڑ رکھتے ہیں کہ وہ اُن کے بہت کام آتے ہیں۔ ہم حیران ہیں، کچھ کہہ نہیں سکتے کس کا شکر کریں اور کس کا شکوہ۔

جس گھڑی شُتر یہ سب کچھ کہہ چکا گدھے نے خرگوش کی طرف دیکھا تو یہ اُونٹ کے پاس کھڑا تھا۔ اُس سے کہا کہ تیرے ابنائے جنس پر جو کچھ انسانوں کا ظلم ہوا ہو بادشاہ کے سامنے بیان کر۔ شاید بادشاہ مہربان ہو کر ہمارے اسیروں کو اِن کے ہاتھوں سے مخلصی بخشے۔ خرگوش نے کہا کہ ہم اِن سے دُور رہتے ہیں۔ اِن کے دیس کا رہنا چھوڑ کر گڑھوں اور جنگلوں میں رہنا اختیار کیا ہے۔ اِس لیے اِن کے ظلم سے محفوظ رہتے ہیں۔ لیکن کُتّوں اور شکاری جانوروں سے سخت حیران ہیں کہ ہم کو پکڑنے کے لیے آدمیوں کی مدد کر کے ہماری طرف لے آتے ہیں۔ ہرن، بیل، اُونٹ، بکرے اور وحشی جو ہمارے بھائی بند پہاڑوں میں پناہ پکڑے ہوئے ہیں سب کو اُن کے ہاتھوں گرفتار کروا دیتے ہیں۔

پھر خرگوش نے کہا کہ کُتّے شکاری اِس میں معذور ہیں، اُن کی مدد کیا چاہیں کہ یہ بھی ہمارے گوشت کھانے کی رغبت رکھتے ہیں۔ ہمارے ہم جنس نہیں بلکہ درندوں سے ہیں۔ لیکن گھوڑے تو بہائم سے ہیں۔ اور ہمارا گوشت بھی نہیں کھاتے۔ یہ کیوں اُن کی مدد کرتے ہیں؟ مگر سراسر اُن کی نادانی اور حماقت ہے۔

پانچویں فصل

گھوڑے کی تعریف میں

آدمی نے جس گھڑی خرگوش سے یہ سب باتیں سُنیں کہا۔ بس چُپ رہ۔ گھوڑے کی تو نے بہت مذمت کی۔ اگر یہ جانتا کہ وہ سب حیوانوں سے بہتر اور آدمی کے تابع ہے تو اتنا بیہودہ نہ بکتا۔ بادشاہ نے اُس آدمی سے پوچھا کہ اُس میں کیا بہتری ہے؟ اُس نے کہا۔ حضرت، گھوڑے میں نیک خصلتیں اور خوبیاں بہت سی ہیں۔ صورت اچھی، ہر ایک عضو مناسب، ڈیل ڈول خوشنما، حواس درست، رنگ صاف، شعور میں بہتر، دوڑ میں چُست، سوار کے تابع، داہنے بائیں آگے پیچھے جدھر وہ پھیرے جلد پھرتا۔ دوڑ دھوپ میں منہ نہ موڑے، با ادب ایسا کہ جب تلک سوار پیٹھ پر بیٹھا رہتا ہے پیشاب لید نہیں کرتا۔ اگر دُم کہیں کیچڑ یا پانی میں بھیگ جائے نہیں ہلاتا اس واسطے کہ سوار پر چھینٹ نہ پڑے۔ ہاتھی کا سا زور، سوار کو مع خود و مغفر و زرہ اور اپنی لگام و زین و پاکھر سمیت پانسو من کا بوجھ اُٹھا کر دوڑتا ہے۔ صبر و تحمل اتنا کہ لڑائیوں میں نیزے اور تیر کے زخم سہے اور جگر پر کھا کر چُپ رہتا ہے۔ ڈانٹ ڈپٹ میں ایسا کہ ہوا اُس کی گرد کو نہ پہنچے۔ اُڑنے میں جیسے عقاب، کود پھاند میں جیسے چیتے کی سی۔ اگر سوار نے تیر لگائی تو اس نے جلدی دوڑ کر اپنے ہی سوار

کو آگے لے پہنچایا۔ یہ سب خوبیاں گھوڑے کے سو کس میں ہیں؟
خرگوش نے کہا۔ اِن خوبیوں کے ساتھ ایک عیب بھی بڑا ہے کہ یہ سب خوبیاں اُس میں چھپ جاتی ہیں۔ بادشاہ نے پوچھا۔ وہ کیا عیب ہے؟ اُسے بیان کرو۔ اُس نے عرض کیا کہ نیٹ احمق اور جاہل ہے، دوست اور دشمن کو ہرگز نہیں پہچانتا۔ اگر دشمن کی ران کے نیچے گیا تو پھر اسی کا تابع ہوا۔ جس کے یہاں پیدا ہوتا اور تمام عمر پرورش پاتا ہے لڑائی میں دشمنوں کے اشارے سے اُسی پر دوڑتا اور حملہ کرتا ہے۔ یہ خصلت اُس میں تلوار کی سی ہے۔ وہ تو بے جان ہے، دوست اور دشمن میں امتیاز نہیں کرسکتی۔ جس طرح اپنے دشمن اور مخالف کو کاٹتی ہے ویسا ہی اگر مالک یا بنانے والے کی گردن پر پڑے بے تامل اُس کا سر تن سے جدا کرے۔ اپنے اور بیگانے میں کچھ فرق نہیں جانتی۔
یہی خصلت آدمیوں میں ہے کہ ماں باپ بھائی بہن اور قرب کے ساتھ دشمنی کرتے ہیں اور کیا کیا مکر و فریب دقوع میں۔ جو سلوک کہ دشمن سے کیا چاہیے وہی اپنے یگانوں سے کرتے ہیں۔ چھٹ پن میں ماباپ کا دودھ پیتے اور گود میں پرورش پاتے ہیں۔ جوانی کے عالم میں دشمن بن جاتے ہیں۔ جس طرح حیوانوں کا دودھ پیتے اور اُن کی کھال اور بالوں سے لباس بن کر فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ پھر آخر اُنھیں حیوانوں کو ذبح کرکے کھال کھینچتے ہیں اور پیٹ چاک کرکے آگ کا مزا چکھاتے ہیں۔ بے مروّتی اور بے رحمی سے احسان اور فائدہ جو اُن سے اُٹھاتے ہیں یکسر بھول جاتے ہیں۔
جس وقت خرگوش آدمی اور گھوڑے کی مذمت سے فارغ ہوچکا

گدھے نے اُس سے کہا۔ بس اتنی مذمت نہ چاہیے۔ کون ایسا شخص ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی فضیلتیں اور نعمتیں بخشیں اور ایک نعمت سے اُن فضیلتوں سے زیادہ ہو محروم نہ رکھا؟ اور کون ایسا ہے کہ سب نعمتوں سے اُسے بے نصیب رکھا اور ایک نعمت کہ کسی کو نہ دی اُسے نہ عطا کی؟ ایسا دنیا میں کوئی نہیں کہ جس میں سب بزرگیاں دیعتیں ہوں۔ مہربانیاں اُس واہب بے منت کی کسی جنس میں منحصر نہیں بخششیں اُس کی سب پر ہیں مگر کسی پر بہت کسی پر تھوڑی جس کو مرتبہ خاوندی کا بخشا اُس کو داغ غلامی کا بھی دیا۔ آفتاب و ماہتاب کو کیا کچھ مرتبہ بخشا۔ نور ظہور بزرگی برتری، یہ سب خوبیاں اور بزرگیاں عطا کیں۔ یہاں تک کہ بعضی قوموں نے ان کو جہالت سے اپنا خدا سمجھا۔ پھر بھی گہن کے عیب سے محفوظ نہ رکھا اس واسطے کہ عقلمندوں کے نزدیک یہ دلیل ہو کہ اگر یہ خدا ہوتے تو گہن میں نہ ہوتے اور نہ گھٹتے۔ اسی طرح تمام ستاروں کو روشنی اور چمک بخشی۔ ساتھ اس کے یہ بھی ہے کہ آفتاب کی روشنی میں چھپ جاتے ہیں اور رات دن گردش میں رہتے ہیں کہ تمام مخلوقیت کے اُن سے نمایاں ہوں۔ یہی حال جن و انس و ملک کا ہے کہ کسی میں بہت سی بزرگیاں ہیں تو ایک آدھ عیب بھی ہے۔ کمال اسی اللہ تعالیٰ کو ہے اور کسی کو نہیں۔

جب کہ گدھا اس کلام سے فارغ ہوا بیل نے کہا۔ جس کسی کو اللہ نے بہت سی نعمتیں عطا کی ہیں اور دوسرے کو نہیں دیں اس کو لائق ہے کہ شکر ادا کرے یعنی اُن نعمتوں میں دوسرے کو شریک کرے۔ جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے آفتاب کو روشنی بخشی تو وہ اپنی روشنی سے تمام خلق پر فیض پہنچاتا ہے اور کسی پر منت نہیں رکھتا۔ ایسے ہی ماہتاب و تمام

ستارے موافق اپنے اپنے مرتبے کے خلق کو روشنی پہنچاتے ہیں اور کسی پر احسان نہیں دھرتے۔ اسی طرح آدمی کو بھی لازم ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اُن کو بہت سی نعمتیں دی ہیں یہ حیوانوں پر بخشش کریں اور نہوراز رکھیں۔

جس وقت کہ بیل یہ کہہ چکا سب حیوان ڈاڑھ مار کر رونے اور کہنے لگے۔ کہ بادشاہِ عادل! ہم پر رحم کر۔ اور اِن ظالم آدمیوں کے ظلم سے ہماری مخلصی کر۔ جتنے حکیم اور عالم جنوں کے حاضر تھے بادشاہ نے سُن کر اُن کی طرف دیکھا اور کہا کہ حیوانوں نے جو ظلم اور بے رحمی اور تعدّی آدمیوں کی بیان کی سُنی تم نے؟ انھوں نے عرض کی کہ ہم نے سُنی اور سب سچ ہے۔ رات دن دیکھتے ہی ہیں۔ کسی عاقل و ہوشیار پر اُن کا ظلم چھپا نہیں ہے۔ اسی لیے جن بھی اِن کا مُلک چھوڑ کر جنگل و بیابان میں بھاگے اور ٹیلے پہاڑوں دریاؤں میں جا چھپے۔ اِن کی بد فعلی اور بد اخلاقی کے سبب آبادی کا جانا بالکل چھوڑ دیا۔ جس پر بھی اِن کی خباثت سے مخلصی نہیں پاتے۔ یہاں تک ہم سے بدگمان اور بد اعتقاد ہیں کہ اگر کوئی لڑکا یا عورت یا کوئی مرد جاہل احمق بیمار ہو یہی کہتے ہیں کہ جن کا آسیب یا سایہ ہُوا۔ ہمیشہ دل میں وسواس رکھتے ہیں اور جنوں کے شر سے پناہ مانگتے ہیں۔ حالانکہ کبھی کسی نے نہیں دیکھا کہ کسی جن نے آدمی کو مارا ہو یا زخمی کیا ہو۔ کپڑے چھینے ہوں یا چوری کی ہو۔ گھر میں کسی کے سیندھ دی ہو۔ جیب کتری آستین پھاڑی ہو۔ کسی کی دُکان کا قفل توڑا ہو۔ مسافر کو مارا ہو۔ بادشاہ پر خروج کیا ہو۔ کسی کو لوٹا ہو۔ قید کیا ہو۔ بلکہ یہ سب خصلتیں انھیں میں ہیں۔ ایک دوسرے کی فکر میں رات دن رہتا ہے۔ اِس پر بھی ہرگز توبہ نہیں کرتے

اور نہ خبردار ہوتے ہیں۔

جب یہ بھی کہہ چکا چوبدار نے پکارا کہ صاحبو اب بند
ہوئی۔ دربار برخاست۔ رخصت ہو اپنے اپنے مکانوں میں جاؤ۔
صبح کو پھر حاضر ہونا۔

چھٹی فصل

بادشاہ اور وزیر کے مشورے میں

جس گھڑی بادشاہ مجلس سے اُٹھا بیدار وزیر سے خلوت میں کہا کہ سُوال و جواب اِن آدمیوں اور حیوانوں کا سُن تو نے۔ اب کیا صلاح دیتا ہی؟ اِس کا انفصال کیونکر کیا چاہیے؟ کون سی بات تیرے نزدیک بہتر ہی؟ وزیر نہایت مردِ عاقل و ہوشیار تھا۔ بعد آداب و تسلیمات کے دُعائیں دے کر کہنے لگا کہ میرے نزدیک یہ بہتر ہی کہ بادشاہ جِنّوں کے قاضیوں اور مُفتیوں اور حکیموں کو اپنے پاس بُلوا کر اِس مقدّمے میں مشورہ کرے۔ کیونکہ یہ قضیہ بڑا ہی۔ معلوم نہیں کہ حق کس کی طرف عاید ہی۔ ایسے امروں میں مشورت ضرور ہی۔ دو چار کی صلاح میں ایک بات مُنقّح ہو جاتی ہی۔ عاقل و دور اندیش کو لازم ہی کہ ایسے مُشکل امروں میں بے صلاح و مشورت کے کچھ دخل نہ کرے۔

بادشاہ نے بموجب اُس کے کہنے کے حُکم کیا کہ یہاں تمام اعیان و ارکان جِنّوں کے حاضر ہوں۔ چنانچہ موافق اِس تفصیل کے کہ قاضی آلِ برجیس، مفتی آلِ ناہید، دانشمند اولادِ بیران، حکما گروہِ لُقمان، صاحبِ تجربہ بنی ہامان، عُقلا بنی کیوان، اہلِ عزیمت آلِ بہرام کے حاضر ہوئے۔ بادشاہ نے اُن سے فرمایا کہ یہ انسان و حیوان ہمارے یہاں نالشی آئے ہیں اور ہمارے

---

۱ بیدار

مُلک میں اگر پناہ لی ہے۔ تم حیوانات آدمیوں کے ظلم و تعدّی کا شکوہ کرتے ہیں۔ یہ صلاح بتاؤ کہ ان کے ساتھ کیا کیا چاہیے اور معاملہ ان کا کس طرح فیصل کیجیے۔

ایک عالم آپ ناہید سے حاضر تھا۔ اُس نے عرض کی کہ میرے نزدیک یہ صواب ہے کہ یہ سب جانور اپنا جور اور جو ظلم کہ آدمیوں کے ہاتھ سے اُٹھایا ہو لکھیں اور عالموں سے اس کا فتوا لیویں۔ اگر کوئی صورت مُخلصی کی ان کے واسطے ٹھہرے گی قاضی مُفتی حکم کردیں گے کہ ان کو بیچیں یا آزاد کریں یا تکلیف دینے میں تخفیف اور احسان کریں۔ اگر آدمیوں نے حکم قاضیوں کا نہ مانا اور حیوان اُن کے ظُلم سے بھاگے تو پھر ان کا کچھ قصور اور گناہ نہیں ہے۔

بادشاہ نے یہ سُن کر سب سے پُوچھا کہ تم اس میں کیا کہتے ہو؟ سب نے کہا۔ نہایت خوب اور یہی مصلحتِ وقت ہے۔ مگر صاحبِ عزیمت نے اس بات کو پسند نہ کیا اور کہا کہ یہ آدمی اگر حیوانوں کے بیچنے پر راضی ہوئے قیمت اُن کی کون دیوے گا؟ اُس فقیہ نے کہا۔ بادشاہ۔ اُس نے کہا۔ اتنا روپیا اکٹھا بادشاہ کہاں سے پاوے گا؟ فقیہ نے کہا۔ بیتُ المال سے دیا جاوے گا۔ پھر اُس صاحبِ عزیمت نے کہا۔ بیتُ المال میں اتنا خزانہ کہاں جو اُس کی قیمت کو کفایت کرے؟ اور بعضے آدمی بیچیں گے بھی نہیں حیوانوں سے بہُت سی احتیاج رکھتے ہیں اور قیمت کی کچھ پروا نہیں رکھتے۔ چنانچہ بادشاہ اور وزیر اور بہُت سے بھلے آدمی کہ بے سواری چل نہیں سکتے ہرگز ان کا بیچنا قبول نہ کریں گے اور اِس حکم سے سُست ہو جائیں گے۔

بادشاہ نے کہا۔ پھر تیرے نزدیک کیا بہتر ہے؟ اُس نے کہا میرے نزدیک یہ صلاح ہے کہ بادشاہ حیوانوں کو حکم کرے کہ یہ سب متفق ہو کر ایک ہی رات میں قید سے بھاگ کر اُن کے مُلک سے دور نکل جاویں۔ جس طرح ہرن پاڑھے اور بہت سے وحشی اور درندے اُن کا مُلک چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں۔ صبح کو جب کہ یہ آدمی اُنھیں نہ پاویں گے کس پر اسباب لادیں گے اور سوار ہوں گے؟ ناچار ہو کر دور کی مسافت کے باعث اُن کی تلاش میں نہ جا سکیں گے۔ چُپکے ہو کر بیٹھ رہیں گے۔ اِس میں اِن حیوانوں کی مخلصی ہو جاوے گی۔

بادشاہ نے اِس بات کو پسند کیا اور سب سے پوچھا کہ اِس نے جو کہا تمھارے نزدیک بہتر ہے؟ ایک حکیم لقمان کی اولاد میں تھا۔ اُس نے عرض کی کہ یہ بات کُچھ خوب نہیں اور یہ امر نہایت خلافِ عقل ہے۔ کسی طرح ہو نہیں سکتا۔ اِس واسطے کہ اکثر حیوانات رسّوں کو رات کی قید میں بندھے اور قید خانوں کے دروازے بند۔ چوکیدار وہاں متعین رہتے ہیں۔ یہ سب کیونکر بھاگ سکیں گے؟

صاحبِ عزیمت نے کہا کہ بادشاہ آج کی رات کو تمام جنّوں کو حکم کرے کہ وہاں جا کر قید خانے کے دروازے اور حیوانوں کے پاؤں کی رسیاں کھول کر نکال دیں۔ اور سب چوکیداروں کو گرفتار کریں۔ اور نہ چھوڑیں جب تک کہ وے سب اِن کے مُلک سے دور نکل جاویں۔ اِس میں بادشاہ کو نہایت ثوابِ عظیم ہوگا۔ میں نے اُن کے حال پر رحم کر کے بطور نصیحت کے حضور میں گزارش کی ہے۔ اگر حُسنِ نیت سے بادشاہ اِس احسان کا قصد کرے اللہ تعالیٰ بھی بادشاہ کی مدد اور اعانت کرے گا۔ خدا کی نعمتوں کا

یہی شکر ہے کہ مظلوموں کی مدد اور خلاصی کرے۔ لوگ کہتے ہیں کہ بعضے پیغمبروں کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے بادشاہ میں نے تجھے روئے زمین پر اس واسطے نہیں مسلط کیا ہے کہ مال جمع کرے اور دنیا کی حرص و ہوس میں مشغول رہے۔ بلکہ اس لیے کہ مظلوموں کی داد کو پہنچے۔ کہ میں بھی اُن کی داد کو پہنچتا ہوں۔ اگرچہ وہ کافر ہوں۔

بادشاہ نے پھر سب سے پُوچھا کہ تم اس میں کیا کہتے ہو؟ سب نے اس کو پسند کیا اور کہا یہی مناسب ہے۔ مگر ایک حکیم یونانی اس بات پر راضی نہ ہوا اور بعد دعا و تسلیمات کے کہنے لگا کہ یہ کام بہت مشکل ہے۔ کسی ڈھب سے ہو نہیں سکتا۔ اس میں مفسدے اور خطرے بہت سے ہیں کہ پھر وہ کسی طرح اصلاح پذیر نہیں ہو سکیں گے۔

بادشاہ نے کہا۔ تجھے اس میں کس چیز کا خوف ہے؟ بیان کر۔ کہ ہم بھی معلوم کریں۔ اُس نے عرض کی کہ حضرت۔ جس نے یہ مخلصی کی صورت حیوانوں کے واسطے بیان کی نہایت غلطی کی۔ جس گھڑی یہ آدمی صبح کو اُٹھ کر حیوانوں کو نہ پاویں گے اور اُن کے بھاگنے سے خبردار ہوں گے یہی جانیں گے کہ یہ کام کسی انسان کا نہیں۔ اور حیوانوں کی تدبیر سے بھی ممکن نہیں ہے۔ بلکہ یہ مکر و فریب جنوں کا ہے۔ بادشاہ نے کہا۔ سچ ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں۔ یہ یہیں پر گمان کریں گے۔

حکیم نے عرض کی۔ جہاں پناہ۔ جس وقت یہ حیوان اُن کے ہاتھوں سے نکل گئے اور اُن کے فائدوں میں خلل آیا نہایت غم و تاسف کریں گے اور جنوں کے دشمن ہو جائیں گے۔ آگے سے تو دشمن ہیں ہی اب زیادہ بغض و دشمنی دکھائیں گے حکیموں نے کہا ہے کہ مرد عاقل وہی ہے

۱۔ [illegible]

دشمنوں میں صلح کروا دے اور آپ اُن کی عداوت سے محفوظ رہے۔ یہ بات سُن کر سب جنّوں نے کہا کہ یہ سچ کہتا ہے۔

بعد اُس کے ایک حکیم نے کہا کہ ہم اُن کی عداوت سے کیوں خوف کریں؟ دشمنی اُن کی ہم سے پیش نہ جائے گی۔ جسم ہمارے آتشی اور نہایت لطیف و سُبک ہیں کہ آسمان پر اُڑ جاتے ہیں۔ اور آدمیوں کے جسم مٹی کے ہیں۔ نیچے ہی رہتے ہیں۔ اُوپر نہیں جا سکتے۔ ہم اِن میں بے تکلّف چلے جاتے اور دیکھتے ہیں۔ یے ہمیں نہیں دیکھ سکتے۔ پھر کس چیز کا خوف ہے؟

حکیم کیوانی نے اِس کا جواب دیا کہ افسوس۔ تو کچھ نہیں سمجھتا۔ اِنسان اگرچہ خاکی ہیں پر اِن میں بھی ارواحِ فلکی اور نفوس ملکی ہیں کہ جن سے ہم پر فضیلت رکھتے ہیں۔ اور وہ بُہت سے مکر و حیلے جانتے ہیں۔ اگلے زمانے میں آدمیوں اور جنّوں میں بہت سے معرکے ہوئے ہیں کہ اُن کے سُننے سے عبرت آتی ہے۔ بادشاہ نے کہا۔ اُس احوال سے ہمیں بھی آگاہ کر کہ حقیقت اُس کی کیا ہے۔ ہم بھی معلوم کریں۔ حکیم نے کہا۔ آدمیوں اور جنّوں میں عداوت طبعی اور مخالفتِ جبلّی قدیم سے چلی آتی ہے کہ بیان اُس کا نہایت طول طویل ہے۔ بادشاہ نے فرمایا۔ کچھ تھوڑا سا جو بیان ہو سکے اِبتدا سے بیان کر۔

ساتویں فصل

انسان اور جنوں کی مخالفت کے بیان میں

حکیم نے بموجب حکم بادشاہ کے احوال اس کا یوں ظاہر کیا کہ اگلے زمانے میں کہ خدا نے آدم کو پیدا نہ کیا تھا تمام روئے زمین پر جن رہتے تھے۔ جنگل آبادی اور دریا سب اُن کے عمل میں تھے۔ جب کہ بہت دن گزرے ہوئے و سرحت دیں و ملک ور بہت سی نعمتیں حاصل ہوئیں۔ نافرمانی ور گمراہی کرنے لگے۔ نبیوں کی وصیت و نصیحت کو نہ مانا اور تمام روئے زمین پر فساد برپا کیا۔ اُن کے ظلم سے زمین اور جو رہنے والے زمین کے تھے خدا کی درگاہ میں نالشی ہوئے ور فریاد وزاری کرنے لگے۔

جب کہ یک زمانہ دراز گزرا اور اُن کے نفاق ور ظلم نے روز بروز ترقی کی تب اللہ تعالیٰ نے ایک فوج ملائک کی روئے زمین پر بھیجی۔ اُنھوں نے یہاں آکر جنوں کو مار کر نکال دیا۔ ور بہتوں کو قید و اسیر کر لیا اور آپ زمین پر رہنے لگے۔ چنانچہ عزازیل ابلیس لعین جس نے حضرت آدم و حوا کو فریب دیا اُنھیں قیدیوں میں تھا۔ عمر اُس کی بہت تھوڑی تھی کچھ جانتا نہ تھا۔ اُنھیں فرشتوں میں پرورش پائی اور سب رسم و رسومات اُن کے خفیہ رکھے۔ جب کہ اُن کا علم سیکھ کر جوان ہوا اُس قوم کا سردار ور رئیس بنا۔ ہمیشہ امر و نہی کے احکام جاری کرتا۔

جب کہ اس پر یک زمانہ گزر اللہ تعالیٰ نے اُن فرشتوں سے جو روئے زمین پر رہتے تھے کہا۔ اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً مِّنْ غَیْرِکُمْ وَاَرْفَعُکُمْ اِلَی السَّمَآءِ یعنی خلیفہ زمین کا میں اُس کو کروں گا جو تم میں سے نہیں ہو اور تمھیں آسمان پر بلا لوں گا۔ یہ فرشتے جو ایک مدت سے یہاں رہتے تھے یہاں کی جُدائی کے سبب اس بات کو مکروہ جان کر خدا کو یوں جواب دیا۔ اَتَجْعَلُ فِیْہَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْہَا وَیَسْفِکُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ۔ یعنی پیدا کیجیے گا آپ اُس شخص کو جو روئے زمین پر فساد اور خوں ریزی کرے جس طرح کہ جن کرتے تھے۔ حالانکہ ہم تسبیح کرتے اور تجھے پاک جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔ یعنی جس فائدے کو ہم جانتے ہیں تمھیں اُس سے کچھ خبر نہیں۔ اور قسم ہے مجھ کو کہ آدم اور اُس کی اولاد کے بعد کسی ملک اور جن اور حیوان کو زمین پر نہیں رکھنے کا۔

غرض کہ جس گھڑی آدم کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کرکے روح کو اُن کے جسم میں پھونکا اور اُن سے حوّا کو پیدا کیا اُس وقت تمام فرشتوں سے فرمایا کہ تم سب مل کر آدم کو سجدہ کرو۔ اُنھوں نے بموجب حکم الٰہی کے سجدہ کیا اور آدم کے تابع ہوئے۔ مگر عزازیل نے سجدہ نہ کیا۔ جہالت حسد کے باعث خدا کے حکم سے منکر ہوا۔ یہ سمجھا کہ آگے میں رئیس و ملک تھا۔ اب ان کا تابع بنوں گا؟ اس لیے حسد و بغض سے آدم کا دشمن ہوگیا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ آدم کو جنّت میں داخل کرو۔ غرض جس وقت آدم بہشت میں پہنچے جناب الٰہی سے یہ ارشاد ہوا۔ یا آدمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّۃَ وَکُلَا مِنْہَا رَغَدًا حَیْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا ھٰذِہِ الشَّجَرَۃَ فَتَکُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔ حاصل اس آیت کا یہ

لہ فرشتوں سے

اور کہا آدم تم اپنی جفت سمیت اس بہشت میں رہو۔ اور جو تمہارا جی چاہے خوشی سے کھاؤ۔ مگر اس درخت کے پاس نہ جائیو۔ اگر اس کے نزدیک جاؤ گے تو گنہگار ہوگے۔ یہ جنت جو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو رہنے کے لیے عطا کی ایک باغ ہے پورب کی طرف یاقوت کے پہاڑ پر۔ وہاں کسی آدمی کا مقدور نہیں کہ جا کر اس پر چڑھ سکے۔ زمین وہاں کی اچھی ہوا معتدل، ہمیشہ ایام بہار کے رہتے ہیں، نہریں بہت سی جاری۔ درخت ہرے بھرے میوہ جات بکثرت بہت اور اقسام قسم کے پھول پھل لگے۔ حیوانات وہاں کسی کو ستاتے نہیں، طائر خوش الحان، خوبصورت رنگ برنگ کے ڈالیوں پر بیٹھے چہچہے کیا کرتے ہیں۔

آدم و حوا وہاں جا کر بخوشی رہنے لگے۔ ان دونوں کے سر پر بال بہت بڑے بڑے پاؤں تک لٹکتے تھے۔ تمام بدن ان کا بالوں سے چھپا رہتا۔ اس سے نہایت زیب و جمال ان کا تھا۔ نہروں کے کنارے چمن میں بخوبی سیر کرتے پھرتے اقسام اقسام کے میوے کھاتے۔ اور نہروں سے پانی پیتے۔ بے محنت و مشقت یہ سب کچھ میسر تھا۔ ہل جوتنا کھیتی کرنا پیٹ پکانا کاتنا کپڑا بُننا دھونا۔ یہ بکھیڑا بھی محنت انھیں نہ تھی جیسا اس زمانے میں اولاد ان کی ان بلاؤں میں گرفتار ہے۔ جس طرح اور حیوانات وہاں رہتے تھے اُسی طرح یہ دونوں۔ حظ و آرام تمام وقت بسر کرتے۔ کچھ غم نہ تھا۔ اور جتنے درخت اور حیوانات وہاں تھے سب کے نام اللہ تعالیٰ نے آدم کو بتلا دیے۔ اور فرشتوں سے نام ان کا پوچھا جب وہ جانتے نہ تھے حیران ہو کر چپکے ہو رہے۔ آدم سے جس وقت پوچھا انھوں نے پوچھتے ہی سب کے نام بتلا دیے۔ اور فائدہ و نقصان سب اُن کا بیان کیا۔ فرشتوں نے جو یہ حال دیکھا سب نے

سب تابع ہوئے اور آدم کو آپ سے بہتر جانا۔

عزازیل نے جب کہ یہ مرتبہ آدم کا دیکھا اور بھی بغض و حسد نے اُس کے ترقی کی۔ اِس فکر میں ہوا کہ کس طرح مکر و فریب سے اِن کو ذلیل کیا چاہیے۔ چنانچہ ایک دن ناصح بن کر اُن کے پاس گیا اور کہا۔ اللہ تعالیٰ نے جو بزرگی تم کو فصاحت و بیان کی عطا کی ہے آج تک یہ نعمت کسی کو نہیں دی۔ گر اِس درخت سے تم کچھ کھاؤ تو اِس سے زیادہ علم و فضل تمھیں حاصل ہو۔ وہ ہمیشہ بخوبی و آرام تمام یہاں رہو۔ کبھی موت نہ آوے۔ سدا چین کیا کرو۔ جس گھڑی اُس ملعون نے قسم کھا کر کہا۔ إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ یعنی میں تمھیں نصیحت کرتا ہوں۔ یے اُس کے فریب میں آگئے۔ حرص سے پیش دستی کرکے اُس درخت سے کہ جس سے اللہ تعالیٰ نے کھانے کو منع کیا تھا کچھ کھایا۔ لباس بہشتی جو پہنے ہوئے تھے فی الفور سب بدن سے اُتر پڑا۔ درختوں کے پتے لے کر بدن چھپانے لگے۔ لمبے لمبے بال جو سر پر تھے وہ بھی گر گئے۔ ننگے ہو گئے۔ آفتاب کی گرمی سے رنگ متغیر اور سیاہ ہو گیا غرض رُسوا ہوئے۔

حیوانوں نے یہ حال ان کا دیکھا صورتیں ان کی انھیں مکروہ معلوم ہوئیں نفرت سے بھاگے۔ یے وہاں نہایت ذلیل ہوئے۔

فرشتوں کو حکم ہوا کہ اب ان کو بہشت سے نکال کر پہاڑ سے نیچے ڈال دو۔ فرشتوں نے ایسی جگہ ڈالا کہ وہاں پھل پتی کچھ نہ تھی۔ بہر کیف زمین پر آ کر ایک مدت تک اس غم و الم میں رویا کیے اور اپنی حرکت سے بہت شرمندہ ہوئے۔ جب کہ اس غم والم میں ایک زمانہ گزرا، اللہ تعالیٰ نے رحم کر کے ان کی توبہ کو قبول کیا اور گناہ بخشے۔ ایک فرشتے کو زمین پر

تھے۔ اس نے یہاں آکر زمین کھودنا، ہل جوتنا، بونا، کاٹنا، پیسنا، خمیر کرنا، روٹی پکانا، کپڑا بُننا، سینا، مکان بنانا یہ سب ان کو سکھایا۔

جب آدم کی اولاد بہت سی ہوئی جن بھی آکر ملے۔ درخت لگانا، مکان بنانا، بہت سی صنعتیں ان کو سکھائیں۔ آپس میں اُن کی اِن کی دوستیاں تھیں۔ بہت مدت تک اسی طرح زندگی بسر کرتے تھے۔ پر جب کبھی ابلیس کی مکر و فریب کا مذکور آجاتا ہر ایک آدمی کو جنوں کی طرف سے بغض و عداوت کا خیال گزرتا۔ جس گھڑی قابیل نے ہابیل کو قتل کیا ہابیل کی اولاد کو یہی خیال گزرا کہ جنوں نے اس کو سکھلایا۔ اس سبب اور بھی ان کو جنوں سے ظاہر دشمنی اور عداوت ہوئی اور ان کے دفع کرنے کی واسطے مکر و حیلے کرنے لگے۔ سحر، افسوں، دعا، تعویذ، شیشے میں بند کرنا، اور بہت سے عمل کہ جس سے جنوں کو تکلیف پہنچے، عداوت سے کرتے تھے اور ہمیشہ اسی فکر میں رہتے۔

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ادریس پیغمبر کو بھیجا انھوں نے آکر آدمیوں اور جنوں میں صلح کروا دی اور سب کو دین اسلام کی راہ دکھلائی۔ جن بھی آدمیوں کے ملک میں آئے اور اُن سے مل کر آپس میں رہنے لگے۔ اسی طرح طوفانِ نوح تک اور بعد اس کے بھی حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے زمانے تک بحالی گزری۔ جب کہ حضرت ابراہیم کو نمرود نے آگ میں ڈالا پھر آدمیوں کو یہی گمان ہوا کہ جنوں نے نمرود کو گوپھن بنانا سکھایا۔ اور یوسف کے بھائیوں نے جب یوسف کو کنوئیں میں ڈالا اس کو بھی انھوں نے جنوں کے فریب سے جانا، یہ زیادہ سبب دشمنی کا ہوا۔ حضرت موسیٰ پیغمبر جب دنیا میں آئے انھوں نے بھی آپس میں ان سے صلح کروا دی۔ اور بہت سے جن حضرت موسیٰ کے دین میں آئے

جب کہ حضرت سلیمان ابنِ داؤد کو اللہ تعالیٰ نے تمام ہفت اقلیم کا بادشاہ کیا اور روئے زمین کے سب بادشاہوں پر غلبہ دیا۔ سارے جن وانس ان کے تابع ہوئے تب جنوں نے ازراہ فخر کے آدمیوں سے کہا کہ سلیمان کو یہ سلطنت ہماری مدد سے ہاتھ لگی ہے۔ اگر جن مدد نہ کرتے جس طرح اور بادشاہ ہیں ویسے ایک یہ بھی ہوتے اور ہمیشہ اپنی غیب دانی ظاہر کر کے آدمیوں کو وہم میں ڈالتے تھے۔ جس گھڑی حضرت سلیمان نے وفات پائی اور جنوں کو خبر نہ ہوئی سب حیران تھے کہ حضرت سلیمان کہاں ہیں۔ تب آدمیوں کو یقین ہوا کہ اگر یہ غیب داں ہوتے تو اتنا حیران نہ ہوتے۔ اور بلقیس کی خبر جس وقت ہُدہُد کی زبانی حضرت سلیمان کو پہنچی سب سے فرمایا کہ کون ایسا ہے کہ بلقیس کا تخت قبل اس کے آنے کے اٹھا لا دے؟ ایک جن کہ نام اس کا اصطوس بن ایوان تھا فخر سے کہنے لگا کہ میں ایسا جلد اٹھا لاؤں کہ آپ اپنے مکان سے نہ اٹھنے پاویں۔ حضرت سلیمان نے کہا کہ میں چاہتا ہوں اس سے بھی زیادہ جلدی ہو۔ آصف بن برخیا نے کہ اسم اعظم جانتا تھا کہا کہ میں ایک پل میں لاؤں گا اور لے ہی آیا۔

جس وقت حضرت سلیمان نے تخت دیکھا بے ہوش ہو گئے اور خدا کو سجدہ کیا۔ جنوں پر ظاہر ہوا کہ انسان ہم سے بزرگی زیادہ رکھتے ہیں۔ شرمندہ اور سرنگوں ہو کر وہاں سے پھرے اور سب آدمی ان کے پیچھے تالیاں بجاتے ہوئے چلے۔ جن نہایت ذلیل ہو کر بھاگ گئے اور باغی ہو گئے۔ حضرت سلیمان نے ان کے پکڑنے کے لیے پیچھے فوج بھیجی اور بہت سے عمل ان کے قید کرنے کے بتلا دیے اور یہ کہا کہ جن اس طرح شیشے میں بند ہوتے ہیں اور کتاب اُنھیں عملیات میں تصنیف کی چنانچہ وہ

کتاب بعد ان کی وفات کے ظاہر ہوئی۔

جس گھڑی حضرت عیسیٰ دنیا میں آئے اور تمام جن و انس کو دعوت اسلام کی کی اور ہر ایک کو طریق ہدایت بتلا کر فرمایا کہ آسمان پر اس طرح جا کر فرشتوں سے قرب حاصل کرتے ہیں بعض جن حضرت عیسیٰ کے دین میں آکر عابد و پرہیزگار ہوئے اور آسمان تک جانے لگے۔ ہمیشہ آسمان کی خبر سن کر ہمارے کاہنوں سے کہتے تھے۔

جب کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر آخر الزماں کو پیدا کیا اور ہمیں آسمان پر جانے سے موقوف ہوئے اُس وقت کہنے لگے أَشَرٌّ أُرِيدَ بِمَن فِي الْأَرْضِ أَمْ أَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا۔ نہیں معلوم دنیا کے رہنے والوں کے واسطے یہ بُرا ہوا یا خدا ان کو ہدایت کیا چاہتا ہے اور بعض جن دین اسلام قبول کر کے مسلمان ہوئے۔ چنانچہ ان کی اور مسلمانوں کی آج تک صلح چلی جاتی ہے۔

جب کہ حکیم یہ سب کہہ چکا پھر یہ کہا کہ اے جنو! اب ان کو نہ چھیڑو۔ اور آپس میں فساد نہ کرو۔ عداوتِ قدیم کو عبث ظاہر کرتے ہو۔ مآل اس کا اچھا نہیں ہے۔ یہ عداوت پتھر کی آگ ہے۔ جس وقت ظاہر ہوئی تو ایک عالم کو جلا دیوے گی۔ خدا پناہ میں رکھے جس گھڑی یہ دشمنی کر کے ہم پر غالب آئے تو کیسی خرابی درپیش ہو۔ جب کہ سب نے یہ عجیب قصہ سنا ہر ایک نے سر جھکایا اور متفکر ہوا۔ بادشاہ نے اس حکیم سے پوچھا کہ تیرے نزدیک کیا صلاح ہے؟ یہ سب جو ہمارے یہاں نالشی آئے ہیں وہ ہم سے پناہ مانگتے ہیں ان کے جھگڑے کو کس طرح فیصل کیجیے اور راضی کر کے اپنے ملک سے رخصت کیجیے۔ حکیم نے کہا مصلحت نیک بعد غور کے معلوم ہوتی ہے۔ جلدی میں کچھ نہیں ہوتی۔ میرے نزدیک یہ بہتر

ہے کہ بادشاہ صبح کو بارِ عام میں بیٹھے اور ان سب کو بلوا کر ہر ایک کی دلیل و حجّت سُنے۔ بعد اس کے جو صلاح اور مناسبِ وقت جانے، حکم کرے۔

صاحب بلند ہمت نے کہا کہ یہ نسان نہایت فصیح و بلیغ ہیں، اور یہ تینوں اس میں عاجز، کچھ بول نہیں سکتے۔ گر ان کی چرب زبانی سے ہار گئے اور کچھ جواب نہ دے سکے تو ان کو انھیں کے حوالے کیا جائے گا کہ ہمیشہ تکلیف اور عذاب میں رکھیں۔ حکیم نے کہا یہ ان کی قید میں صبر و سکوت کریں۔ زمانہ ہمیشہ برابر نہیں گزرتا۔ آخر خدا مخلصی کر دے گا۔ جس طرح بنی اسرائیل کو فرعون کے عذاب سے نجات بخشی۔ اور آلِ داؤد کو بُخت نصر کے ظلم سے مخلصی دی۔ آلِ حمیر کو آلِ تُبّع کے عذاب سے رہائی بخشی۔ آلِ ساسان اور آلِ عدنان کو اہلِ یونان اور آلِ اردشیر کے ظلم سے نجات دی۔ یہ زمانہ کسی پر یکساں نہیں گزرتا، مانند دائرہ چرخ کے ہمیشہ اس عالمِ موجودات پر بموجب احکامِ الٰہی کے پھرتا ہے۔ ہزار برس میں ایک مرتبہ یا بارہ ہزار برس میں یا چھتیس ہزار برس میں یا تین سو ساٹھ برس میں یا ایک دن میں جو پچاس ہزار برس کے برابر ہو، ایک مرتبہ پھرتا ہے۔ سچ ہے کہ نیرنگیِ زمانہ و قلموں کی کسی کو ایک وتیرے پر نہیں رکھتی۔

آٹھویں فصل

انسانوں کے مشورے میں

بادشاہ جب اپنے وزیر اور اعیان و ارکان سے خلوت میں مشورہ کرتا تھا، انسان بھی وہاں اپنے مکان میں ستر آدمی جُدے جُدے شہروں کے رہنے والے مجتمع ہو کر آپس میں صلاحیں کر رہے تھے۔ جس کے خیال میں جو گزرتا، کہتا۔ ایک نے کہا کہ ہمارے اور درندوں کے درمیان جو کچھ کلام آج ہوا تم سب نے سنا اور قضیہ ہنوز فیصل نہ ہوا۔ کچھ تمھیں معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ نے ہمارے حق میں کیا ٹھیرایا ہے؟ سب نے کہا ہمیں کیا معلوم [illegible] بادشاہ کسی فکر میں ٹھیرا ہے تا بہ کل [illegible] دوسرے [illegible] میں یہ جانتا ہوں کل وزیر سے خلوت میں ہمارے مقدمے [illegible] کسی نے کہا، حکیموں اور عالموں کو جمع کر کے [illegible] یہ نہیں معلوم کہ حکم ہمارے حق میں [illegible] کہ بادشاہ ہم سے موافق ہو۔ ایسا [illegible] ہمارے حق میں ختم کرنے [illegible] دوسرے نے [illegible] کی طرف [illegible] ایک [illegible] کہ قاضی [illegible] سے [illegible] کہا [illegible] ابھی [illegible] نہیں [illegible]

دے کر راضی کریں گے۔ آخر دی بھی ہماری مرضی کے موافق کچھ حیلۂ شرعی کر کے حکم کریں گے۔ لیکن صاحب العزیمت مرد عاقل اور دین دار ہے۔ کسی کی طرفداری نہ کرے گا۔ احیاناً بادشاہ نے اس سے مشورہ کیا۔ خوف ہے کہ مبادا ہمارے غلاموں کی سعی بادشاہ سے کر کے ہمارے ہاتھوں سے نکال دیوے۔

ایک نے کہا تو سچ کہتا ہے۔ لیکن بادشاہ نے اگر حکیموں سے مشورہ کیا تو ان کی رائیں آپس میں مختلف ہیں۔ ایک دوسرے کے مخالف کہے گا، کوئی بات منقح نہیں ہونے کی۔ ایک نے کہا۔ اگر بادشاہ قاضیوں اور مفتیوں سے مشورہ کرے تو یہ ہمارے حق میں کیا کہیں گے؟ دوسرے نے کہا عالموں کا فتوا ان تین صورتوں سے خالی نہیں یا حکم کریں گے کہ حیوانوں کو آزاد کریں، یا کہیں گے انھیں بیچ کر قیمت لیویں، یا کہیں گے کہ ان کو زیادہ تکلیف نہ دیویں، تخفیف اور احسان کریں۔ شرع میں یہی تین صورتیں ہیں۔ ایک نے کہا۔ اگر بادشاہ وزیر سے مشورہ کرے معلوم نہیں کہ وزیر کیا صلاح دیوے دوسرے نے کہا میں جانتا ہوں یہ کہے گا کہ ان حیوانوں نے ہمارے ملک میں آکر پناہ لی اور مظلوم ہیں، ان کی مدد بادشاہ پر لازم ہے۔ اس واسطے کہ سلاطین خلیفۂ خدا کہلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس لیے بڑے رتبے پر مسلط کیا ہے کہ رعایا پر عدل و انصاف اور ضعیفوں کی مدد و اعانت کریں۔ ظالموں کو اپنے ملک سے نکال کر خلق میں احکام شریعت کے جاری کریں کیونکہ روزِ قیامت کو پرسش انھیں سے ہووے گی۔

ایک نے کہا اگر بادشاہ قاضی سے ہمارے فیصلے کے لیے کہے تو قاضی تین حکموں میں یک حکم کرے گا۔ اس وقت کیا کیا چاہیے۔ سب

نے کہا کہ قاضی نائب نبی اور بادشاہ نگہبان دین ہے۔ ان کے حکم سے کسی طرح پھر نہیں سکتے۔ ایک نے کہا۔ اگر قاضی حکم کرے کہ حیوانوں کو آزاد کرو اور چھوڑ دو تو کیا کرو گے؟ دوسرے نے کہا کہ یہ جواب دیں گے کہ ہم ان کے مالک موروثی ہیں اور یہ ہمارے جد و آبا کے وقت سے غلامی میں چلے آتے ہیں ہمیں اختیار ہے، چاہیں انھیں چھوڑیں اور آزاد کریں اور چاہیں نہ چھوڑیں۔

پھر ایک نے کہا اگر قاضی کہے کہ شرعی کاغذ یا گواہوں سے ثابت کرو کہ یہ تمہارے غلام موروثی ہیں؟ ایک نے اس کا جواب دیا کہ ہم اپنے دوستوں کو جو عادل ہیں، لاکر گواہ گزرانیں گے۔ اس نے کہا اگر قاضی کہے کہ آدمیوں کی گواہی معتبر نہیں ہے اس واسطے کہ یہ سب حیوانوں کے دشمن ہیں اور دشمنوں کی گواہی شرع میں سنی نہیں جاتی یا کہے کہ بیع نامہ اور سرخط کہاں ہے؟ اگر سچے ہو تو اسے لاکر حاضر کرو اس وقت کیا تدبیر کی جاوے؟

یہ بات سنتے ہی سب چپکے ہو رہے، کسی نے کچھ جواب نہ دیا مگر ایک اعرابی نے کہا۔ ہم اس کا جواب یہ دیویں گے کہ کاغذ شرعی ہمارے پاس تھے سب طوفان میں ڈوب گئے۔ اور قاضی اگر کہے کہ تم اس بات پر قسم کھاؤ کہ یہ تمہارے غلام ہیں اس وقت ہم کہیں گے کہ قسم منکر سے چاہیے اور ہم مدعی ہیں۔ ایک نے کہا اگر قاضی حیوانوں سے قسم لیوے اور وہ قسم کھا کر کہیں کہ ہم ان کے غلام نہیں ہیں۔ اس وقت کیا تدبیر کی جاوے گی؟ دوسرے نے جواب دیا کہ ہم یہ کہیں گے کہ حیوانوں نے جھوٹی قسم کھائی۔ ہمارے پاس بہت سے

دلائل ہیں کہ اس دعوے پر دلالت کرتے ہیں

ایک نے کہا۔ اگر قاضی حکم کرے کہ انھیں بیچیں اور قیمت لیویں اس وقت کیا کرو؟ آبادی کے جو رہنے والے تھے انھوں نے کہا کہ ہم بیچ کرلے لیویں گے اور جو جنگل اور ویرانی کے باشندے تھے، عرب اور ترک وغیرہ، انھوں نے کہا یہ نہیں ہوگا۔ گر ہم اس پر عمل کریں تو ہلاک ہوجاویں گے۔ اس کا ذکر نہ کرو۔ جو کہ ان کے بیچنے پر راضی ہوئے تھے انھوں نے کہا، اس میں خلل کیا؟

اُنھوں نے اس کا جواب دیا کہ اگر حیوانوں کو ہم بیچیں تو نہایت تکلیف اٹھاویں۔ دودھ پینا، گوشت کھانا، کھال بال سے لباس بنانا اس کے سوا اور مصارف میں رہنا یہ فائدے سب جاتے رہیں گے۔ اس زندگی سے موت بھی ہے۔ یہی تکلیف آبادی کے رہنے والوں پر بھی ہووے گی۔ وے بھی ان حیوانوں سے بہت سی احتیاج رکھتے ہیں ہرگز ان کے بیچنے اور آزاد کرنے کا ارادہ نہ کیجیو۔ بلکہ اس کا خیال بھی جی میں نہ لائیو۔ اگر تخفیف اور احسان کرنے پر راضی ہو تو مضائقہ نہیں اس واسطے کہ یہ حیوان بھی جاندار ہیں۔ ہمارا تمھارا سا گوشت پوست رکھتے ہیں ان کو بھی زیادہ تکلیف سے ایذا پہنچتی ہے۔ تم نے کوئی نیکی ایسی نہیں کی تھی کہ جس کے سبب یہ جزا ملی کہ خدا نے ان حیوانوں کو تمھارے تابع کیا اور نہ انھوں نے کوئی گناہ ایسا کیا تھا کہ اس کے سبب خدا نے یہ سزا دی کہ اس عذاب میں گرفتار ہوئے۔ وہ مالک ہے۔ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اس کے حکم کا کوئی پھیرنے والا نہیں ہے۔

نویں فصل

حیوانوں کے مشورے میں

بادشاہ اس وقت مجلس سے اٹھا اور سب رخصت ہو کر اپنے اپنے مکانوں میں گئے۔ جب ہم بھی جمع ہو کر آپس میں صلاح و مشورے کرنے لگے۔ ایک نے کہا کہ آج جو کچھ ہمارے اور دشمنوں کے بیچ ہوا سب سن تم نے اور قضیہ ہنوز فیصل نہ ہوا۔ اب تمہارے نزدیک کیا صلاح ہے؟ ایک نے کہا کہ صبح کو ہم جا کر بادشاہ سے کہیں گے روویں گے اور ان کے ظلم کا شکوہ کریں گے شاید بادشاہ رحم کر کے قید سے چھڑا دیوے۔ آج تو ہم پر مہربان ہوا ہے۔ مگر بادشاہ کو لازم نہیں کہ بغیر سنے دلیل و حجت کے حکم کرے اور دلیل و حجت فصاحت بیان اور طلاقت زبان سے ثابت ہوتی ہے چنانچہ پیغمبر نے فرمایا ہے۔ إنكم تختصمون إليّ ولعل بعضكم ألحن بحجته من بعض فأحكم له فمن قضيت له بشيء من حق أخيه فلا يأخذ منه شيئاً فإنما أقطع له قطعة من النار یعنی تم جو جھگڑتے ہو اور میرے پاس آتے ہو اور ایک دوسرے سے دلیل و حجت میں زیادہ ہوتا ہے میں اس کی دلیل کے واسطے میں حکم کرتا ہوں۔ پس اگر دوسرے ایک کا حق دوسرے کی طرف ہو جاوے چاہیے کہ وہ نہ لیوے۔ اگر لیوے گا تو اس کے واسطے [illegible] انسان بھی فصاحت بیان [illegible] جو [illegible] رکھتے ہیں ہم کو خوف ہے اس کا [illegible]

سے دلیل و حجّت میں ہم ہار جاویں اور وے غالب رہیں۔ تمھارے نزدیک اس کی کیا تدبیر ہے۔ اس میں خوب سا تأمّل کیا چاہیے۔ سب مل کر جو تأمّل و فکر کریں گے تو ایک نہ ایک بات اچھی نکل ہی آوے گی۔

ایک نے کہا میرے نزدیک یہ صلاح ہے کہ قاصدوں کو سب حیوانوں کے پاس بھیج کر اپنا احوال ظاہر کریں اور انھیں کہلا بھیجیں کہ اپنے وکیلوں اور خطیبوں کو ہمارے یہاں روانہ کریں کہ وے سب یہاں آکر ہمارے مددگار ہوں کیونکہ ہر ایک جنس میں ایک بزرگی اور عقل و فصاحت ہے کہ دوسرے میں نہیں ہے۔ جب کہ بہت سے یار و مددگار جمع ہوویں گے ایک صورت مخلصی اور فلاح کی ہو جاوے گی اور مدد اسی اللہ سے ہے۔ وہ جس کی مدد چاہتا ہے کرتا ہے۔ سب حیوانوں نے کہا بس یہی صلاح ہے۔ چنانچہ چھ قاصد جو نہایت معتبر تھے ہر ایک طرف بھیجنے کے واسطے تجویز ہوئے۔ ان میں سے ایک درندوں کے لیے، دوسرا پرندوں کے واسطے تیسرا شکاری جانوروں کے واسطے، چوتھا حشرات الارض یعنی کیچوے بیر بہوٹی وغیرہ کے واسطے، پانچواں ہوام یعنی کیڑے مکوڑے سانپ بچھو کے واسطے، چھٹا دریائی جانوروں کے واسطے مقرر کر کے ہر ایک طرف روانہ کیا۔

دسویں فصل

پہلے قاصد کے بیان میں

پہلے قاصد نے جس گھڑی درندوں کے بادشاہ ابو الحارث یعنے شیر کے پاس [illegible] آدمیوں اور حیوانوں میں جنّوں کے بادشاہ کے سامنے مناظرہ ہو رہا [illegible] نے قاصدوں کو سب حیوانات کی طرف روانہ کیا ہے کہ آکر ان کی [illegible] مجھ کو بھی آپ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ ایک سردار اپنی فوج سے میرے ساتھ [illegible] جنس کا شریک ہووے۔ جس وقت [illegible] کی [illegible] سے مناظرہ کرے۔ بادشاہ نے قاصد سے پوچھا کہ انسان [illegible] یا دعویٰ [illegible] نے کہا کہ وہ کہتے ہیں کہ سب حیوان ہمارے غلام اور ہم ان کے مالک ہیں۔

شیر نے پوچھا کہ انسان کس چیز پر فخر کرتے ہیں؟ اگر زور، قوت، شجاعت دلیری، حملہ کرنا، کودنا [illegible] نقل مارنا، لڑنا بھڑنا۔ ان میں کسی چیز سے فخر کرتے ہوں تو میں [illegible] اپنی فوج لے [illegible] کہ وہاں جا کر ایک حملہ میں انھیں متفرق اور پراگندہ کر [illegible] نے کہا بعضے ان خصلتوں سے بھی فخر کرتے ہیں ساتھ [illegible] کے بہت [illegible] عمل [illegible] صنعتیں اور حیلہ و مکر ڈھال تلوار برچھی نیزہ پیش قبض چھری تیر کمان [illegible] بنا جانتے ہیں [illegible] دانتوں [illegible] کو زرہ بکتر بند خود سے چھپاتے ہیں [illegible]

ور چنگل ہرگز بدن میں اثر نہ کریں۔ درندوں وحشیوں کے لیے بہت سے حیلے کرتے ہیں، جال اور پھندے بناتے ہیں خندقیں اور کنوئیں اور غار کھود کر اُن کے منہ ان کے مٹی اور گھاس سے الگ بند کرتے ہیں۔ جس وقت حیوان نادانستہ ان میں جا کر گرتے ہیں پھر وہاں سے نکلنا محال ہوتا ہے۔ لیکن جنوں کے بادشاہ کے سامنے ان خصلتوں کا کچھ ذکر نہیں ہے۔ وہاں فصاحت بیان اور جودتِ زبان غلبۂ عقل و تمیز ان سب چیزوں کے واسطے دلیلیں اور حجتیں بیان ہوتی ہیں۔

جس وقت بادشاہ نے قاصد کی زبانی سنا، ایک گھڑی متفکر ہو کر حکم کیا کہ ہاں سب درند ہماری فوج کے آویں۔ بموجب حکم کے قسم قسم کے درندے شیر، بھیڑیے، طرح طرح کے بندر، غولے غرض کہ انواع و اقسام کے جانور گوشت کھانے والے اور چنگل مارنے والے خدمت میں حاضر ہوئے۔ بادشاہ نے جو کچھ قاصد کی زبانی سنا تھا اس نے بیان کیا اور فرمایا کہ تم میں کون ایسا ہے کہ وہاں جا کر حیوانوں کا شریک ہووے۔ جس وقت وہاں جاوے اور دلیل و حجّت سے غالب آوے اس وقت جو کچھ مجھ سے طلب کرے گا میں سے دوں گا اور بزرگی بخشوں گا۔ سب درندے یہ سن کر ایک گھڑی اس فکر میں متامّل ہوئے کہ اس کام کے لائق کوئی ہے یا نہیں۔ چیتے جو وزیر تھا، اس نے شیر سے عرض کیا کہ تو ہمارا بادشاہ و سردار ہے اور ہم تیرے تابع و رعیت ہیں۔ بادشاہ کو چاہیے کہ ہر ایک امر میں بصلاح و تدبیر اور دانشمندوں سے مشورہ کر کے حکم کرے۔ اور رعیت کو چاہیے کہ بادشاہ کا حکم گوشِ دل سے سُنے اور ہر ایک بات میں اس کی اطاعت کرے اس واسطے کہ بادشاہ بمنزلہ سر اور رعیت بجائے اعضا ہے۔ جب کہ بادشاہ و رعیت اپنے اپنے طور طریق پر سب امور درست کر ملک میں بندوبست

پھر بادشاہ نے چیتے سے پوچھا۔ وہ کون سی خصلتیں ہیں کہ بادشاہ و رعیت پر واجب ہیں، انہیں بیان کر۔ چیتے نے کہا۔ بادشاہ کو چاہیے کہ عادل و شجاع و دانشمند ہو۔ ہر ایک امر میں تامل کرے۔ رعیت پر اس طرح مہربانی و شفقت کرے جس طرح اولاد پر ماں باپ شفقت و مہربانی کرتے ہیں۔ جس میں صلاح و فلاح رعایا و بہبودی میں مصروف رہے۔ اور رعیت کو لازم ہے کہ بہر صورت بادشاہ کی طاعت و فرمانبرداری و جانفشانی میں حاضر رہے اور جو ہنر اور صنعت کہ آپ جانتے ہوں اور جو دیکھے اور عیب و ہنر پر اُسے اطلاع کرے خدمت گزاری میں جو حکم ہے بجا لاوے اور اپنی احتیاج کو بادشاہ سے ظاہر کرکے اسے مدد اور اعانت چاہے۔

پھر سب سے کہا جو سچ کہتا ہے بتاؤ اس مقدمے میں کیا صلاح دیتا ہے۔ چیتے نے کہا۔ ہمیشہ ستارہ اقبال کا روشن و منور اور بادشاہ سدا منصور و مظفر رہے اگر وہاں قوت و غلبہ اور شجاعت و حسد کا کام ہو اس کے واسطے میں ہوں۔ سب مجھے بہت جلد وہاں بھیج کر بخوبی اس کا سرانجام کروں۔ بادشاہ نے کہا ان کاموں میں وہاں ایک بھی نہیں ہے۔ بوزنے نے کہا اگر وہاں کودنے پھاندنے مٹکنے پکڑنے کا کام ہو اس کا متکفل میں ہوں۔ بھیڑیے نے کہا اگر وہاں حملہ کرنے، لوٹنے غارت کرنے کا کام ہو اس کا سرانجام میں کروں۔ لومڑی نے کہا اگر وہاں حیلہ و مکر کا کام ہو اس کے واسطے میں ہوں۔ نیولے نے کہا اگر وہاں ڈھونڈنے اور چوری کرنے اور چھپ رہنے کا کام ہو اس کا کفیل میں ہوں۔ بندر نے کہا اگر وہاں ناچنے کودنے نقل کرنے کا کام ہو اس کے واسطے میں ہوں۔ بلی نے کہا اگر وہاں خوشامد و محبت و گدائی کا کام ہو اس کا سرانجام میں کروں۔ کتے نے کہا اگر وہاں نگہبانی اور بھونکنے اور دُم ہلانے کا کام ہو اس کے واسطے

میں ہوں۔ چوہے نے کہا۔ اگر وہاں جلانے پھونکنے اور نقصان کرنے کا کام ہو، اس کے واسطے میں ہوں۔

بادشاہ نے کہا۔ ان کاموں میں وہاں کوئی بھی نہیں ہے۔ بعد اس کے چیتے کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ یہ سب خصلتیں جو ان حیوانوں نے بیان کیں، آدمیوں کے بادشاہوں اور میروں کی فوج کے واسطے چاہییں ان امروں کے لائق وہی ہیں اس واسطے کہ اگرچہ ظاہر میں صورت و شکل ان کی مانند فرشتوں کے ہے مگر سیرتیں ان کی مثل سباع و بہائم کے ہیں لیکن جو کہ علما و فقہا اور صاحب تمیز ہیں اخلاق و اوصاف ان کے مانند فرشتوں کے ہیں۔ وہاں بھیجنے کے واسطے کون ایسا ہے کہ جا کر حیوانوں کی طرف سے مناظرہ کرے۔

چیتے نے کہا۔ سچ ہے، لیکن اب آدمیوں کے علما و فقہا نے یہ طریق جسے اخلاق ملکی کہتے ہیں، چھوڑ کر خصلتیں شیطانی اختیار کی ہیں۔ شب و روز مکابرے اور مجادے میں، اور ایک دوسرے کی غیبت و بدی میں رہتے ہیں۔ اس طرح حاکموں اور بادشاہوں نے بھی طریق عدالت و انصاف سے منحرف ہو کر ظلم و بدعت کی راہ اختیار کی ہے۔ بادشاہ نے کہا۔ تو سچ کہتا ہے مگر چاہیے کہ بادشاہ کا قاصد فاضل و بزرگ ہو حق سے نہ پھرے۔ پس کون ایسا ہے کہ وہاں بھیجا چاہیے؟ کہ قاصد کی سب خصلتیں اس میں ہو ویں۔ اس جماعت میں کوئی ایسا نہیں کہ وہاں جانے کے لائق ہو۔

گیارھویں فصل

قاصد کے بیان میں

جنت نے شیر سے پوچھا کہ وہ کون سی خصلتیں ہیں کہ قاصد میں چاہییں۔ [illegible] بادشاہ نے کہا۔ قاصد چاہیے کہ مرد عاقل و خوش بیان ہو جس [illegible] فراموش نہ کرے بخوبی یاد رکھے راز دل کسی سے نہ کہے۔ [illegible] صدا چاہیے۔ بجا لاوے [illegible] گو نہ ہو کسی بات میں اپنی طرف سے [illegible] جس بات میں بھیجنے والے کی بہتری [illegible] نمایاں کرے۔ اگر طرف ثانی کچھ طمع دیوے [illegible] مسلک امانت و دیانت سے متزلزل ہو کر [illegible] دوسرے شہر میں کسی نوع سے گر فراغت حاصل ہو [illegible] جلد پھرے اور اپنے مالک [illegible] کر اطلاع کرے۔ جیسے کہ حق نصیحت و بات [illegible] کی خوف کے سبب حکام قصہ ہی میں کوئی [illegible] قاصد پر سب پیغام پہنچانا واجب ہے۔

[illegible] نزدیک اس گروہ [illegible] امر کی [illegible] اس کام کے [illegible] نے کوئی [illegible]

تو اس میں کیا کہتا ہو؟ گیدڑ نے کہا۔ چیتا سچ کہتا ہو خدا س کو جزائے نیک دیوے ور مراد کو پہنچا وے۔ بادشاہ نے کہا کہ تو اگر وہاں جا کر اپنے ابنائے جنس کی طرف سے من ظرہ کرے جس وقت وہاں سے مراجعت کرے گا سرفراز ہوگا در نعام پاوے گا۔ گیدڑ نے کہا میں بادشاہ کے تابع ہوں لیکن وہں ابنائے جنس میرے بہت دشمن ہیں اس کی کیا تدبیر کروں۔ بادشاہ نے پوچھا وہ کون ہیں۔ دمنہ نے کہا کتے میرے ساتھ نپٹ دشمنی رکھتے ہیں۔ بادشاہ کو کیا معلوم نہیں ہو کہ وہ آدمیوں سے نہایت مانوس و مالوف ہو رہے ہیں۔ درندوں کے پکڑنے کے لئے ان کی مدد کرتے ہیں۔

بادشاہ نے کہا۔ اس کا کیا سبب ہو کہ وہ نسانوں سے تنا مربوط ہو کر درندوں پر حملہ کرتے ہیں۔ اپنے ہم جنسوں کو چھوڑ کر غیر جنس کے شریک ہوئے اس بات سے ریچھ کے سوا کوئی واقف نہ تھا اس نے کہا اس کا سبب میں بتاتا ہوں بادشاہ نے کہا بیان کر۔ ریچھ نے کہا کتوں نے طبائع کی موافقت ور اخلاق کی مجانست کے سبب آدمیوں سے ارتباط بہم پہنچایا ہو۔ اس کے سوا بہت سی لذتیں کھانے پینے کی وہاں حاصل ہوتی ہیں اور طبیعتوں میں ان کی حرص و بخل اور خلاقِ بد مثل آدمیوں کے ہیں۔ یہ زیادہ موجب موافقت کا ہو اور درند ان بدیوں سے کنارہ کرتے ہیں۔ سبب اس کا یہ ہو کہ کتے گوشت کھاتے ہیں کچا پکا حلال حرام، تر و خشک، نمکین بے نمک اچھا برا جیسا پاتے ہیں۔ اس کے سوا پھل پھلاری ساگ پات روٹی دال دودھ دہی، کھٹا میٹھا، گھی تیل، شہد حلوا ستو اور جو تمام آدمیوں کے کھانے کے ہیں، سب کھاتے ہیں، کچھ نہیں چھوڑتے۔ درند ان چیزوں کو کھاتے نہیں بلکہ پہچانتے بھی نہیں ہیں۔

اور حرص و بخل ان میں اس مرتبے میں ہو کہ ممکن نہیں کسی جانور کو بستی

میں آنے دیویں۔ اس واسطے کہ وہ آکر کچھ کھا نہ لیوے۔ اگر کبھی ناگہانی کوئی بوڑھا یا گیدڑ کسی گاؤں میں رات کو گیا کہ مرغی یا چوہا یا بلّی یا مردار یا کوئی ٹکڑا روٹی کا چرا لے کر دوڑے، کتّے کس شدّت سے بھونکتے ہیں اور حملہ کرکے آخر وہاں سے نکال دیتے ہیں۔ اس طمع و حرص کے باعث ذلیل و خراب کتّے ہیں۔ اگر کسی مرد یا عورت یا لڑکی کے ہاتھ میں روٹی یا کچھ اور کھانے کی چیز دیکھتے ہیں طمع سے دُم اور سر ہلاتے ہیں۔ اگر اس نے حیا سے ایک آدھ ٹکڑا ان کے آگے ڈال دیا کس طرح جلد دوڑ کر اس کو اٹھا لیتے ہیں کہ دوسرا بیچ نہ پاوے۔ یہ سب بدیاں نفسوں میں بھی ہیں اس موافقت کے باعث کتّے اپنے ابنائے جنس کو چھوڑ ان سے جا ملے ہیں اور درندوں کی گرفتاری کے واسطے ان کی مدد اور اعانت کرتے ہیں۔

بادشاہ نے کہا۔ کتّے کے سوا اور بھی کوئی درند ایسا ہے کہ آدمیوں سے موافقت اور دوستی رکھتا ہو۔ ریچھ نے کہا۔ بلّی بھی ان سے نہایت مالوف ہے۔ بادشاہ نے پوچھا اس کی موافقت کا کیا سبب ہے۔ ریچھ نے کہا۔ اس کا بھی یہی ایک سبب ہے کہ طبیعت اس کی اور انسانوں کے موافق ہے۔ بلّی کو بھی حرص و رغبت قسم قسم کے کھانے کی مثل آدمیوں کے ہے۔ بادشاہ نے کہا۔ ان کے نزدیک اس کا کیا حال ہے؟ ریچھ نے کہا۔ سب کتّے سے بہتر رہتی ہے اس واسطے کہ ان کے گھروں میں چارپائی پر سوتی اور کھانے کے وقت دسترخوان پر جاتی ہے۔ جو کچھ وہ آپ کھاتے ہیں اس کو بھی دیتے ہیں اور جو کبھی بے فرصت پاتی ہے تو کھانے پینے میں ان کے چوری بھی کرتی ہے۔ مگر کتّے اس کو نہیں چھوڑتے کہ مکانوں میں جانے پاوے۔ اسی واسطے کتّے اور بلّی میں حسد و بغض رہتا ہے۔ کتّے جس وقت اس کو دیکھتے ہیں اسی عداوت جبلت کرکے اس طرح حملہ [illegible] چھیچھڑا چھین کر لے اور کھا جاویں اور بلّی بھی جس وقت [illegible]

نوچتی اور دُم اور بال ان کے کھسوٹتی ہے۔ نہایت غُصّے اور غضب سے پھولتی اور بڑھ جاتی ہے۔ اس کا سبب یہی ہے کہ یہ بھی ان کی دشمن ہے۔

شیر نے پوچھا۔ ان دو کے سوا کوئی اور بھی ان سے مانوس ہے۔ ریچھ نے کہا۔ چوہے بھی ان کے گھروں اور دکانوں میں جاتے ہیں۔ مگر ان کو آدمیوں سے اُنسیت نہیں ہے بلکہ وحشت کرتے اور بھاگتے ہیں۔ بادشاہ نے کہا جانے کا کیا سبب ہے؟ اس نے کہا۔ یہ بھی اقسام اقسام کے کھانے پینے کی رغبت سے جاتے ہیں۔ بادشاہ نے پوچھا۔ کوئی جانور اور بھی ان کے یہاں جاتا ہے؟ ریچھ نے کہا۔ نیولے بھی کبھی چوری چھپے کچھ چرانے اور لے بھاگنے کے واسطے جاتے ہیں۔ پھر بادشاہ نے پوچھا کہ ان کے سوا کوئی اور بھی ان کے گھروں میں جاتا ہے۔ ریچھ نے کہا اور کوئی نہیں جاتا۔ مگر آدمی زبردستی سے چیتوں اور بندروں کو پکڑ لے جاتے ہیں۔ پر یہ وہاں جانے سے راضی نہیں ہیں۔

بادشاہ نے پوچھا کہ بلی اور کتے کس وقت سے انسانوں سے مانوس ہوئے ہیں؟ ریچھ نے کہا۔ جس وقت سے بنی قابیل بنی ہابیل پر غالب آئے بادشاہ نے کہا۔ یہ حال کیونکر ہے؟ اسے بیان کر۔ ریچھ نے کہا جس گھڑی قابیل نے اپنے بھائی کو جس کا نام ہابیل تھا، قتل کیا، بنی ہابیل نے بنی قابیل سے قصاص چاہا اور ان سے لڑائی کی۔ آخر بنی قابیل غالب آئے۔ شکست دے کر تمام مال ان کا لوٹ لیا اور مویشی بیل اونٹ گدھے خچر سب لوٹ کر بہت مالدار ہو گئے۔ آپس میں دعوتیں کیں۔ طرح طرح کے کھانے پکوائے۔ حیوانوں کو ذبح کر کے کلے پائے ان کے جا بجا بستی ہر ایک شہر اور گانو کے گرد بگرد پھکوائے۔ بلی اور کتوں نے جو یہ گوشت کی کثرت اور کھانے پینے کی وسعت دیکھی اپنے ابنائے جنس کو چھوڑ کر رغبت سے ان کی بستیوں

[illegible] ہوئے۔ آج تک اُن سے ڈرتے رہتے ہیں۔
[illegible] نہایت ہی سخت ہو کر ہمارے رشتوں کو ناخوش [illegible]
[illegible] اور کئی بار اس کا کو بگاڑ دیا۔ پیچھے سے بادشاہ
[illegible] رشتوں سے [illegible] جنس سے مفارقت کی تپ کو اس
[illegible] مجھے ان کے بات کا کچھ افسوس نہیں ہے۔ مگر سخت
[illegible] ہوں گے [illegible] انتظام و بندوبست میں
[illegible] نہیں [illegible] فوج کے مددگار جدا ہو کر
[illegible] جاکر [illegible] وقت خدمت اور [illegible]
[illegible] کر دیں گے اور [illegible] سے
[illegible] ہوں گے [illegible] سب [illegible]
[illegible] حکیم [illegible] رشتوں میں
کبھی برکت نہ کرے۔

[illegible] رشتوں کے [illegible]
[illegible] بڑوں کو [illegible]
[illegible] کر ایک گنتی [illegible]
[illegible] نہایت شدت [illegible]
[illegible] زیادہ [illegible] کبھی کسی سے
[illegible] بھی نہیں
[illegible]
[illegible] بستیوں [illegible]
[illegible]

کے باعث بہت سی آفتیں پہنچتی ہیں اور کھانے کے اختلاف کے سبب وی
امراض مختلف کہ کسی درند کو نہیں ہوتے اُنھیں ہوتے ہیں اور اپنی بدی اور
آدمیوں کی ایذا کے باعث زندگی بھی ان کی اور ان کی اولاد کی کم ہوتی ہی۔
اسی واسطے ذلیل و خراب ہیں۔ بعد اس کے شیر نے کلیلہ سے کہا کہ تو اب
رخصت ہو وہاں جنّوں کے بادشاہ کے روبرو جا کر جس بات کے واسطے مقرر
ہؤا ہی اس کا سرانجام کر۔

بارھویں فصل

دوسرے قاصد کے بیان میں

دوسرے قاصد نے جس گھڑی طائروں کے بادشاہ مرغ کے پاس جا کر حال شاہ جن کا سنایا، اس نے ماجرا حیوانوں کا سُن کر حکم کیا کہ سب طائر آن کر حاضر ہوں۔ چنانچہ نوع نوع و قسم قسم کے طائر جنگلی پہاڑی دریائی نہایت کثرت سے کہ جن کو شمار خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا، بموجب حکم کے آکر جمع ہوئے۔ شاہ مرغ نے ان سے کہا کہ آدمی دعوی کرتے ہیں کہ سب حیوانات ہمارے غلام اور ہم ان کے مالک ہیں اس واسطے بہت حیوان جنوں کے بادشاہ کے سامنے انسانوں سے مناظرہ کرتے ہیں۔ بعد اس کے طاؤس وزیر سے کہا کہ طائروں میں کون گویا و فصیح زیادہ ہے کہ وہاں بھیجنے کے لائق ہو اور انسانوں سے جا کر مناظرہ کرے۔ طاؤس نے کہا یہاں طائروں کی جماعت حاضر ہے جس کو فرمائیے وہاں جاوے۔ شاہ مرغ نے کہا مجھے سب کا نام بتلا دے کہ میں انھیں پہچانوں۔ طاؤس نے کہا ہُدہُد۔ مرغ۔ چکور۔ بط۔ بلبل۔ ککک۔ سرخاب۔ ابابیل۔ کوا۔ کلنگ۔ سنگ خوارہ گنجشک۔ فاختہ۔ قمری۔ مینا۔ طوطا۔ بٹیر۔ مرغابی۔ ہزار داستان۔ شتر مرغ وغیرہ یہ سب حاضر ہیں۔

شاہ مرغ نے طاؤس سے کہا کہ ایک ایک کو مجھے دکھلا دے تاکہ میں دیکھوں اور ہر ایک کی خصلت و صفت معلوم کروں کہ اس کام کے واسطے کون لائق ہ

طاؤس نے کہا۔ ہُدہُد جاسوس مصاحب سلیمان ابن داؤد کا یہ ہی کہ لباس رنگ برنگ کے پہنے ہوئے بیٹھا ہی۔ وقت بولنے کے اس طرح جُھکتا ہی کہ گویا رکوع اور سجدہ کرتا ہی۔ نیکی کے واسطے حکم کرتا اور بدی کو منع کرتا ہی۔ اسی نے سلیمان ابن داؤد کو شہر سبا کی خبر پہنچائی اور یہ کہا کہ میں نے جو عجائب و غرائب جہان کے دیکھے ہیں وہ آپ نے بھی نہیں دیکھے۔ چنانچہ شہر سبا سے یک خبر لایا ہوں آپ کے واسطے کہ ہرگز جھوٹ کا اس میں دخل نہیں۔ ایک رنڈی ہی کہ جس کے جاہ و حشم کے بیان میں زبان قاصر ہی۔ سلطنت اُس ملک کی اسی کے اختیار میں ہی اور ایک تخت نہایت بڑا ہی کہ اس پر بیٹھی ہی۔ غرض تمام جہان کی نعمتیں اس کے یہاں موجود ہیں۔ کسی چیز کی کمی نہیں۔ مگر وہ اور اس کے قوم کے لوگ سخت گمراہ ہیں۔ خدا کو نہیں مانتے۔ آفتاب کو سجدہ کرتے ہیں شیطان

نے ازبسکہ ان لوگوں کو گمراہ کیا ہی ضلالت کو عین عبادت جانتے ہیں

خالق کریم کو جس نے پیدا کیا زمین و آسمان و عرش اور تمام ظاہر و پوشیدہ سے واقف ہی) چھوڑ کر آفتاب کو کہ یہ بھی اس کے نور کا یک ذرہ ہی، خدا جانتے ہیں حالانکہ قابل پرستش کے اس واحد حقیقی کے سوا کوئی نہیں ہی۔

مرغ اذان کہنے والا یہ ہی کہ تاج سر پر رکھے ہوئے دیوار پر کھڑا ہی آنکھیں سُرخ، بازو پھیلائے ہوئے، دُم اُٹھی ہوئی، نہایت غیور اور سخی ہمیشہ تکبیر و تہلیل میں رہتا ہی۔ نماز کا وقت پہچانتا اور ہمسایوں کو یاد دلاتا اور نصیحت کرتا ہی۔ صبح کے وقت اپنی اذان میں یہ کہتا ہی۔ ای ہمسائے کے رہنے والو! یاد کرو اللہ کے تئیں۔ بہت دیر سے سوتے ہو۔ موت اور خرابی کو یاد نہیں کرتے۔ دوزخ کی آگ سے خوف نہیں کرتے۔ بہشت کے مشتاق نہیں ہوتے۔ اللہ کی نعمتوں کا شکر نہیں کرتے۔ یاد کرو اس شخص کو کہ سب لذتوں کو نیست و نابود

کرے گا۔ عاقبت کی راہ کا توشہ تیار کرو۔ اگر چاہتے ہو کہ آتش دوزخ سے محفوظ رہو تو عبادت و پرہیز گاری کرو۔

اور سیر ندا کرنے والا جو ٹیلے پر کھڑا ہوا ہے، رخسارے سفید بازو بلند رکوع و سجدوں کی کثرت سے خمیدہ قامت ہو رہا ہے۔ ندا کے وقت غافلوں کو یاد اور بشارت دیتا ہے۔ بعد اس کے یہ کہتا ہے۔ شکر کرو اللہ کی نعمتوں کا کہ نعمت زیادہ ہو اور خدا پر بدگمانی نہ کرو اور اکثر حاجات میں خدا سے یہ دعا مانگتا ہے۔ یا اللہ پناہ میں رکھ مجھے شکاری جانوروں اور گیدڑوں اور آدمیوں کی بدی سے اور طبیب جو میرے گوشت کھانے کے واسطے مریضوں سے فائدہ بیان کرتے ہیں اس سے بھی مجھے محفوظ رکھ کہ اس میں میری زندگی ہے۔ جب یاد کرتا ہوں میں ہمیشہ خدا کے تئیں۔ صبح کے وقت ندائے حق کرتا ہوں کہ سب آدمی سنیں اور نیک نصیحت پر عمل کریں۔

اور ہدایت کرنے والا یہ ہے کہ نامہ لے کر دور دور شہروں کی سیر کرتا ہے اور کبھی اڑتے وقت اپنے ہم جنسوں سے یہ کہتا ہے۔ وحشت ہے بھائیوں کی جدائی سے اور مشتاق ہے دوستوں کی ملاقات کا۔ یا اللہ مدد کر کہ مجھے وطن کو جا کر دوستوں کی ملاقات سے خوشی حاصل ہو۔

اور عندلیب یہ کہتا ہے کہ پھولوں اور درختوں میں ہمیشہ باغ کے بیچ خوش خرمی کرتے اور بہت خوش آوازی سے نغمہ سرائی میں مشغول رہتی ہے۔ ہمیشہ وعظ و نصیحت سے یہ کہتی ہے۔ اے عمر و جہاد کے فن کرنے والے! باغ میں درختوں کے لگانے والے نہر میں گھروں کے بنانے والے، مسندی پر بیٹھنے والے، زمانے کی سختی سے کیوں غافل ہے؟ پرہیز کر کسی دم حال کو، صاف یاد کر اس دن کو کہ یہ جنتی اور مکان چھوڑ کر گور کے اندر سانپ اور بچھوؤں

میں جاکر پڑے گا۔ اگر اس وطن کے چھوڑنے کے آگے ابھی سے خبردار ہو رہے تو بہتر ہو کہ وہاں اچھے مکان میں پہنچے۔ نہیں تو خرابی میں پڑے گا۔

دور سُرخاب یہ ہے۔ جس طرح کہ خطیب منبر پر چڑھتا ہے اُسی طرح یہ بھی دوپہر کے وقت ہوا میں بلند ہو کر زراعت کے انباروں پر جا کر نوع و اقسام کے نغمے نہایت خوش آوازی سے کرتا ہے اور اپنے خطبے میں یہ کہتا ہے۔ کہاں ہیں وہ ارباب تجارت اور اہل زراعت کہ ایک دانہ بونے میں خدا کی رحمت سے بہت سی منفعت اٹھاتے تھے! اے صاحبو! خدا کے خوف سے عبرت کرو۔ موت کو یاد کر کے مرنے کے قبل اس کی عبادت کا حق بجا لاؤ اور اس کے بندوں کے ساتھ نیکی اور احسان کرو۔ بخل کے باعث یہ خیال جی میں نہ لاؤ کہ آج ہمارے یہاں کوئی فقیر محتاج نہ آوے اس واسطے کہ جو آج کے دن نیکی کا درخت بٹھلاوے گا کل اس کا پھل اور مزہ اٹھاوے گا۔ یہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے جو کہ اس میں نیک عمل کی زراعت کرے گا فائدہ اس کا عاقبت میں پاوے گا۔ اگر کوئی عمل بد کرے گا گھاس پھوس کے مانند آتش دوزخ میں جلے گا۔ یاد کرو اس دن کو کہ خدا کافروں کو مومنوں سے جدا کر کے جہنم کی آگ میں ڈالے گا اور مومنوں کو بہشت میں ڈالے گا۔

بُلبُل حکایت کرنے والی یہ شاخ درخت پر بیٹھی ہوئی ہے۔ چھوٹا جسم، اُڑنے میں جلد، رخسارے سفید، داہنے بائیں ہر وقت متوجہ رہتی ہے۔ نہایت فصاحت و خوش الحانی سے نغمہ پردازی کرتی اور باغوں میں انسانوں کے ساتھ گرم صحبت رہتی ہے۔ بلکہ ان کے گھروں میں آ کر ہم کلام ہوتی ہے۔ جس وقت کہ وہ یاد الٰہی سے غافل ہو کر لہو و لعب میں مشغول ہوتے ہیں وعظ و نصیحت سے کہتی ہے۔ سبحان اللہ کتنے غافل ہو کہ اس چند روزہ زندگی پر فریفتہ ہو کر حق کی یاد سے

نسنت کرتے ہو۔ اس کے ذکر میں کیوں نہیں مشغول ہوتے ؟ یہ نہیں جانتے ہو کہ تم سب مرنے کے واسطے پیدا ہوئے ہو ؟ بوسیدہ ہونے کے لیے پرورش ہوئے، فنا ہونے کے واسطے جمع ہوئے ہو۔ یہ گھر خراب ہونے کے واسطے بنائے ہو۔ کب تک اس دنیا کی نعمت پر فریفتہ ہو کر لہو و لعب میں مصروف رہو گے؟ آخر کل مر جاؤ گے، مٹی میں دفن ہو گے۔ اب بھی ہوشیار ہو۔ نہیں جانتے ہو کہ خدا نے اصحابِ فیل کے ساتھ کیا کیا۔ ابرہ جو سردار اُس گروہ کا تھا، چاہتا تھا کہ مکر و غدر سے خانۂ خدا کو منہدم کرے۔ بہت سے لوگوں کو ہاتھیوں پر چڑھا کر متوجہ بیت اللہ کا ہوا۔ آخر خدا نے ان کے مکر و غدر کو باطل کیا۔ گروہ کے گروہ طائروں کے ان پر مسلط کیے۔ طائروں نے سنگریزے لے کر اس طرح سنگ افشانی کی کہ سب کو ہاتھیوں سمیت کرم خوردہ پتے کے مانند کر دیا۔ بعد اس کے کہتی ہے۔ الٰہی محفوظ رکھ مجھ کو لڑکوں کی حرص اور تمام حیوانوں کے شر سے۔

کوا کاہن یعنی اخبار غیب کا ظاہر کرنے والا یہ ہے۔ یہ فام پرہیزگار راہبر ایک چیز کی خبر، کہ ہنوز ظاہر نہیں ہوئی ہے، بیان کرتا ہے۔ ہر وقت یادِ الٰہی میں مصروف رہتا اور ہمیشہ سیر و سفر میں اوقات بسر کرتا ہے۔ ہر ایک دربار میں جا کر آثار قدیم کی خبر لیتا ہے۔ غفلت کی آفتوں سے غافلوں کو ڈراتا اور وعظ و نصیحت سے یہ کہتا ہے۔ پرہیزگاری کرو اور خوف کرو اس روز سے کہ گور میں بوسیدہ ہو جاؤ گے۔ اعمال کی شامتوں سے پوست کھینچ جا دیں گے۔ اب گمراہی سے اس دنیا کی زندگی کو آخرت پر ترجیح دیتے ہو حکم الٰہی سے بھاگ کر کہیں ٹھکانا اور مخلص نہیں ہے۔ اگر رہائی چاہتے ہو تو صوم و صلوٰۃ و دعا میں مشغول ہو۔ شاید اللہ تعالیٰ رحم کر کے محفوظ رکھے۔

ابابیل ہوا میں سیر کرنے والی یہ ہے کہ اُڑنے میں تیز پانو چھوٹے، بازو بڑے، اکثر آدمیوں کے گھروں میں رہتی اور وہاں اپنے بچوں کو پرورش کرتی ہے۔ ہمیشہ صبح و شام دعا و استغفار پڑھتی ہے۔ سفر میں بہت دور نکل جاتی ہے گرمی کے دنوں میں سرد مکانوں میں اور جاڑوں میں گرم مکانوں میں سکونت اختیار کرتی ہے۔ ہمیشہ تسبیح و دعا میں یہی ورد رکھتی ہے۔ پاک ہے وہ جس نے پیدا کیا دریا اور زمین کو پہاڑوں کا قائم کرنے والا نہروں کا جاری کرنے والا، موافق قدرت کے رزق و موت کا مقدر کرنے والا کہ اس سے ہرگز تجاوز نہیں ہوتا۔ وہی سفر میں مسافروں کا مددگار ہے۔ مالک ہے تمام روئے زمین اور ساری مخلوقات کا۔ بعد اس تسبیح و دعا کے کہتی ہے کہ ہر ایک دریا میں ہم گئے سب بندروں کو دیکھا اور اپنے وطن میں پھر آئے۔ پاک ہے وہ جس نے نر و مادہ کو جمع کر کے اولاد کی کثرت عطا کی اور زاویۂ نیستی سے نکال کر لباس ہستی کا پہنایا۔ حمد ہے واسطے اس کے کہ پیدا کرنے والا تمام بندوں کا اور عطا کرنے والا نعمتوں کا ہے۔

اور کلنگ نگہبانی کرنے والا یہ میدان میں کھڑا ہے۔ گردن لمبی پانو چھوٹے اُڑنے کے وقت گویا آسمان تک پہنچتا ہے۔ رات کو دو مرتبے نگہبانی کرتا اور حمد الٰہی میں تسبیح کرتا اور کہتا ہے۔ پاک ہے وہ اللہ جس نے اپنی قدرت سے ہر ایک حیوان کا جوڑا بنایا کہ آپس کے ملنے سے توالد و تناسل ہو اور اپنے خالق کی یاد کریں۔

اور سنگخوارہ خشکی کا رہنے والا یہ ہے۔ ہمیشہ جنگل بیابان میں رہتا ہے، صبح و شام یہ ورد رکھتا ہے۔ پاک ہے وہ جس نے پیدا کیا آسمان اور زمین کو۔ وہی پیدا کرنے والا افلاک اور بروج اور ستاروں کا کہ یہ سب اسی کے حکم

سے پھرتے ہیں۔ پانی کا برسانا، ہوا کا چلانا، رعد و برق کا ظاہر کرنا اُسی کا کام ہے؛ وہی اٹھانے والا زمین سے بخارات کا جس کے سبب جہان کا انتظام ہے۔ عجب صانع ہے کہ بعد موت کے استخوانِ کہنہ و بوسیدہ کو زندہ کرتا ہے۔ سُبحان اللہ کیسا خالق ہے کہ زبان انسان کی اس کی حمد اور وصف میں قاصر ہے۔ کیا امکان کہ اس کی ماہیت تک عقل کو رسائی ہو۔

ہزار داستان خوش الحان یہ شاخِ درخت پر بیٹھا ہوا ہے۔ چھوٹا سا جسم حرکات میں چابک۔ خوش آواز حمد الٰہی میں اس طرح الحان سے نغمہ سرائی کرتا ہے۔ حمد ہے واسطے اللہ کے کہ صاحب قدرت و احسان ہے۔ یکتا ہے کہ کوئی اس کا ہمتا نہیں۔ تحسین کرنے والا پوشیدہ اور ظاہر نعمتوں کا دینے والا۔ مثل دریا کے سب پر جاری ہے۔ ہر ایک انسان کو فیضانِ نعمت سے سرفراز کرتا ہے۔ اور کبھی نہایت افسوس سے یہ شعر پڑھتا ہے۔ کہ خوش تھا وہ زمانہ کہ باغ میں پھولوں کی سیر تھی اور درخت انواع و اقسام کے میووں سے لدے تھے۔

تب شاہ مرغ نے طاؤس سے کہا کہ ان میں سے تیرے نزدیک کون صاحب لیاقت زیادہ ہے کہ وہاں اس کو بھیجے تاکہ انسانوں سے جا کر مناظرہ کرے اور اپنے ہم جنسوں کا شریک ہو وے۔ طاؤس نے کہا کہ یہ سب اس بات کی لیاقت رکھتے ہیں۔ اس واسطے کہ سب شاعر اور فصیح ہیں مگر ہزار داستان ان میں زیادہ فصیح و خوش الحان ہے۔ شاہ مرغ نے اس کو حکم کیا کہ تو رخصت ہو کر وہاں جا اور توکل خدا پر کر کہ وہی ہر حال میں معین و مددگار ہے۔

تیرھویں فصل

تیسرے قاصد کے احوال میں

تیسرے قاصد نے جس گھڑی مکھیوں کے سردار یعسوب کے پاس جاکر تمام احوال حیونوں کا بیان کیا یہ تمام حشرات الارض کا بادشاہ تھا۔ سُنتے ہی اس نے حکم کیا کہ ہاں سب حشرات الارض حاضر ہوں۔ بموجب حکم کے مکھیاں، مچھر، ڈانس، بھنگے، پسّو، بھڑ، پروانے، غرض جتنے جیون چھوٹے جسم کے کہ بازو سے اڑتے ہیں اور ایک سال سے زیادہ نہیں جیتے، آکر حاضر ہوئے۔ بادشاہ نے جو خبر قاصد کی زبانی سنی تھی ان سے بیان کی اور کہاکہ تم میں سے کون ایسا ہو کہ وہاں جاوے اور حیوانوں کی طرف ہو کر انسانوں سے مناظرہ کرے۔ سب نے عرض کیاکہ انسان کس چیز سے ہم پر فخر کرتے ہیں؟ قاصد نے کہا وہ اس بات کا فخر کرتے ہیں کہ قد و قامت ہمارے بڑے، قوت زیادہ رکھتے ہیں۔ ہر ایک چیز میں حیوانوں سے غالب ہیں۔ بھڑوں کے سردار نے کہاکہ ہم وہاں جاکر انسانوں سے مناظرہ کریں گے۔ مکھیوں کے رئیس نے کہا۔ ہم وہاں جاکر اپنی قوم کی نیابت کریں گے۔ مچھروں کے سردار نے کہاکہ ہم وہاں جاویں گے۔ ملخ کے سردار نے کہاکہ ہم وہاں جاکر اپنے ابنائے جنس کے شریک ہو کر انسانوں سے گفتگو کریں گے۔ اسی طرح ہر ایک اس بات پر مستعد ہوا۔

بادشاہ نے کہا۔ یہ کیا ہو کہ سب بے تائل و فکر وہاں جانے کا قصد کرتے

ہیں. پتنگے کی جماعت نے عرض کیا کہ اے بادشاہ. بھروسہ خدا کی مدد کا ہے. اور یقین ہے کہ اس کی مدد سے ہم ان پر فتح پاویں گے اس واسطے کہ اگلے زمانے میں بڑے بڑے بادشاہ ظالم ہوئے ہیں. خدا کی مدد سے ہم ان پر ہمیشہ غالب رہے ہیں. بارہا اس کا تجربہ ہوا ہے. بادشاہ نے کہا. اس حال کو بیان کرو مچھروں کے سردار نے عرض کیا کہ انسانوں میں نمرود بادشاہ عظیم الشان ہمارے زمانے میں متکبر و گمراہ کہ اپنے دبدبے اور جاہ و حشم کے آگے کسی بشر کو خیال میں نہ لاتا. ہمارے گروہ سے ایک پشہ کہ نہایت چھوٹا اور ضعیف البنیت تھا اس نے اس بادشاہ کو ہلاک کیا. باوجود جاہ و مکنت کے کچھ اس کا زور نہ چلا. بادشاہ نے کہا. تو سچ کہتا ہے.

بھڑ نے کہا جس وقت کوئی آدمی اپنے ہتھیاروں سے درست ہو کر ہاتھ میں نیزہ تلوار بھری تیر لے کر طیار ہوتا ہے ہم میں سے اگر کوئی بھڑ جا کر اسے کاٹتی ہے اور سوئی کی نوک کے برابر ڈنک چبھوتی ہے اس وقت کیا حال اس کا تباہ ہوتا ہے. بدن بھول جاتا ہے. ہاتھ پانو سست ہو جاتے ہیں. حرکت نہیں کر سکتا بلکہ اسے اپنی ڈھال تلوار کی بھی خبر نہیں رہتی. بادشاہ نے کہا. سچ ہے.

مکھی نے کہا. جس وقت انسانوں کا بادشاہ نہایت حشمت و عظمت سے تخت پر بیٹھتا ہے اور دربان چوکیدار نہایت جاں فشانی اور خیر خواہی سے گرد برد اس کے کھڑے ہوتے ہیں کہ کسی طرح کا رنج اور اذیت اس کو نہ پہنچے اس وقت اگر ایک مکھی کسی باورچی خانے یا جائے ضرور سے نکل کر نجاست سے منہ بھر لاوے اور اس کے بدن اور کپڑے پر آ کے بیٹھتی اور ایذا دیتی ہے ... اس وقت ... نہیں ... کر سکتا ... مکھی ... بادشاہ ... تنگ ہو

مچھر نے کہا۔ اگر کوئی آدمی اپنی مجلس میں یا پردے کے اندر یا مسہری لگا کر بیٹھے اور ہمارے گروہ سے کوئی جا کر اس کے کپڑوں میں گھس کر کاٹے تو کیا بے قرار ہو جاتا اور غصّے میں آتا ہے۔ مگر ہم پر کچھ زور نہیں چل سکتا۔ اپنا ہی سر پیٹتا ہے اور منہ پر طمانچے مارتا ہے۔

بادشاہ نے کہا۔ یہ تم سچ کہتے ہو، مگر جنّوں کے بادشاہ کے سامنے ان چیزوں کا کچھ مذکور نہیں ہے۔ وہاں عدل و انصاف و ادب و اخلاق و تمیز و فصاحت و بلاغت میں مناظرہ ہوتا ہے۔ تم میں سے کوئی ایسا ہے کہ ان باتوں میں سلیقہ رکھتا ہو؟ بادشاہ کی یہ بات سنتے ہی سب نے چپکے ہو کر سر جھکا لیا اور کچھ نہ کہا۔

بعد اس کے ایک حکیم مکھیوں کی جماعت سے نکل کر بادشاہ کے سامنے آیا اور یہ کہا۔ خدا کی مدد سے میں اس کام کے واسطے جاتا ہوں۔ وہاں حیوانوں کا شریک ہو کر انسانوں سے مناظرہ کروں گا۔ بادشاہ نے اور سب جماعت نے کہا جس چیز کا تو نے ارادہ کیا ہے خدا اس میں مدد کرے اور دشمنوں پر تجھ کو غالب رکھے۔ غرض کہ سب سامان سفر کا اس کو دے کر رخصت کیا۔ یہ حکیم یہاں سے جا کر جنّوں کے بادشاہ کے سامنے جہاں اور سب حیوانات انواع و اقسام کے حاضر تھے، موجود ہوا۔

چودھویں فصل

چوتھے قاصد کے احوال میں

[illegible] وقت شکاری جانوروں کے بادشاہ عنقا کے پاس گیا [illegible] حکم کیا کہ تمام جانور ہمارے گروہ کے [illegible] عنقا، باز، شاہین، چیل، اُلّو [illegible] غرغش [illegible] منقار رکھتے ہیں [illegible] کا حال بیان کیا۔ جب اس [illegible] میں کون اس امر کے لائق ہے کہ وہاں [illegible] جنس کا طرف [illegible] سو کوئی اس بات کی [illegible] پوچھا [illegible] سبب کہ اس کے سوا اور کوئی اس کام کے لائق نہیں ہے؟

[illegible] شکاری جانور آدمیوں سے ڈرتے [illegible] نہیں سکتے اور [illegible] بستیوں کے قریب جانا [illegible] ہیں [illegible] مشغول رہتے [illegible]

یہ آیت پڑھتا ہے۔ کَمۡ تَرَکُوۡا مِنۡ جَنّٰتٍ وَّعُیُوۡنٍ وَّزُرُوۡعٍ وَّمَقَامٍ کَرِیۡمٍ وَّنَعۡمَۃٍ کَانُوۡا فِیۡہَا فٰکِہِیۡنَ کَذٰلِکَ وَاَوۡرَثۡنٰہَا قَوۡمًا اٰخَرِیۡنَ۔ حاصل اس کا یہ ہے کہ باغ و چشمے، مکان و زراعت اور سب نعمتیں کہ جن کے سبب خوش رہتے تھے، چھوڑ گئے۔ اب مالک وہاں کے اور لوگ ہوئے۔

عنقائے اُلّو سے کہا کہ شنقار نے جو تیرے واسطے تجویز کیا ہے تو اس میں کیا کہتا ہے۔ اس نے کہا شنقار سچ کہتا ہے لیکن میں وہاں جا نہیں سکتا اس واسطے کہ سب آدمی مجھ سے دشمنی رکھتے اور دیکھنا میرا منحوس جانتے ہیں اور مجھ بے گناہ کو کہ ان کا قصور میں نے کچھ نہیں کیا، گالیاں دیتے ہیں۔ اگر وہاں مجھ کو مناظرے کے وقت دیکھیں گے تو اور مخالف ہو جاویں گے۔ مخالفت سے پھر لڑائی کی نوبت پہنچے گی۔ اس سے بہتر یہ ہے کہ مجھ کو وہاں نہ بھیجیے۔ عنقا نے پھر اُلّو سے پوچھا کہ ان حیوانوں میں اس کام کے واسطے کون بہتر ہے؟ اس نے کہا آدمیوں کے بادشاہ و امیر باز و شاہین و جرغ کو بہت پیار کرتے ہیں اور بخواہش تمام ہاتھوں پر اپنے بٹھلاتے ہیں۔ بادشاہ گر ان میں سے کسی کو وہاں بھیجے تو بہتر ہے۔

بادشاہ نے ان کی جماعت کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ تمہارے نزدیک کیا صلاح ہے؟ باز نے کہا۔ اُلّو سچ کہتا ہے۔ مگر انسان ہماری بزرگی اس جہت سے نہیں کرتے کہ ہم کو ان سے کچھ قرابت ہے یا علم و ادب ہم میں زیادہ ہے جس کے سبب وے عزیز جانتے ہیں۔ صرف اپنے فائدہ کے واسطے ہم سے الفت کرتے ہیں۔ شکار ہمارا چھین کر اپنے تصرف میں لاتے ہیں۔ روز و شب لہو و لعب میں مصروف رہتے ہیں۔ جس چیز کو خدا نے ان پر واجب کیا ہے کہ عبادت کریں اور روزِ قیامت کے حساب و کتاب سے ڈریں، اس کی طرف کبھی التفات نہیں کرتے۔

عنقا نے باز سے کہا کہ پھر تیرے نزدیک کس کا بھیجنا صلاح ہی؟ اس نے کہا میرے نزدیک یہ ہی کہ طوطے کو وہاں بھیجیے اس واسطے کہ انسانوں کے بادشاہ وامیر اور سب چھوٹے بڑے عورت و مرد جاہل وعالم اس کو عزیز رکھتے اور اس سے باتیں کرتے ہیں۔ جو کچھ یہ کہتا ہی سب متوجہ ہو کر سنتے ہیں۔ بادشاہ نے طوطے سے کہا کہ تیرے نزدیک کیا صلاح ہی؟ اس نے کہا میں حاضر ہوں وہاں جاکر حیوانوں کی طرف سے انسانوں سے مناظرہ کروں گا، لیکن میں چاہتا ہوں کہ بادشاہ اور سب جماعت مل کر میری مدد کریں۔ عنقا نے کہا، تو کیا چاہتا ہی؟ اس نے کہا مجھے یہ منظور ہی کہ بادشاہ خدا سے یہ دعا مانگے کہ میں دشمنوں پر غالب رہوں۔ بادشاہ نے بموجب اس کے کہنے کے خدا سے مدد کے واسطے دعا مانگی اور سب جماعتوں نے آمین کہی۔

اُلّو نے کہا۔ اے بادشاہ اگر دعا قبول نہ ہو تو بے فائدہ رنج و محنت ہی اس واسطے کہ اگر سب شرطوں کے ساتھ نہ ہووے تو اس کا نتیجہ کچھ ظاہر نہیں ہوتا ہی۔ بادشاہ نے کہا۔ دعا کے قبول ہونے کی شرطیں کیا ہیں؟ انھیں بیان کر۔ اُلّو نے کہا۔ دعا کے واسطے نیّت صادق اور خلوص دل چاہیے۔ جس طرح اضطرار کی حالت میں کوئی شخص خدا سے دعا مانگتا ہی۔ اسی طرح دعا کے وقت خدا کی طرف دھیان رکھے اور چاہیے کہ دعا کے قبل نماز پڑھے، روزہ رکھے، غریب و محتاج سے کچھ نیکی کرے۔ جو حالت غم و الم کی اس پر ہو جناب الٰہی میں اس کو عرض کرے۔ سب نے کہا یہ سچ کہتا ہی۔ دعا میں یہ چیزیں ضرور ہیں۔

بادشاہ نے تمام جماعت سے کہا کہ تم جانتے ہو آدمیوں نے جو جور و ظلم حیوانوں پر کیا ہی کہ یہ غریب ان کے ہاتھوں سے نہایت عاجز ہو گئے ہیں

یہاں تک کہ ہم سے باوجود دور ہونے کے پناہ ڈھونڈی ہو اور ہم باوصف اس کے کہ انسانوں سے قوت و زور زیادہ رکھتے اور آسمان تک اُڑتے ہیں پر اُن کے ظلم سے بھاگ کر پہاڑوں اور دریاؤں میں آکر چھپتے اور بھائی ہمارا شُنقار ان سے بھاگ کر جنگل میں جا رہا۔ ان کے ملک کا رہنا چھوڑ دیا۔ تس پر بھی ان کے ظلم سے مخلصی نہیں پاتے۔ لاچار ہو کر مناظرے کی نوبت پہنچی۔ گرچہ ہم اتنے قوی ہیں کہ ہم میں سے ایک جانور اگر چاہے تو کتنے انسانوں کو اٹھائے جاوے اور غارت کرے۔ لیکن نیکوں کو نہ چاہیے کہ ایسی بدی کریں اور ان کی بد افعالی پر لحاظ رکھیں۔ دیدہ و دانستہ ہم طرح دیتے اور خدا کو سونپتے ہیں اس واسطے کہ دنیا میں لڑنے بھڑنے سے کچھ فائدہ نہیں، اس کا ثمرہ و نتیجہ آخرت میں پاویں گے۔

بعد اس کے کہا۔ کتنے جہاز ایسے ہیں کہ بادِ مخالف کے سبب تباہی میں آگئے پس ہم انھیں رو براہ لائے۔ اور کتنے بندے ایسے ہیں کہ بادِ تند نے کشتیاں ان کی توڑیں وے غوطے کھا کر ڈوبنے لگے ہم نے انھیں کنارے پر پہنچایا۔ اس واسطے کہ حق تعالیٰ ہم سے راضی و خوشنود ہو اور اس طرح ہم اس کی نعمتوں کا شکر بجا لاویں کہ اس نے ہمیں قوی جثہ کیا ہے اور زور و قوت بخشی ہے۔ وہی بہر صورت ہمارا معین و مددگار ہے۔

پندرھویں فصل

پانچویں قاصد کے احوال میں

پانچویں قاصد نے جس گھڑی دریائی جانوروں کے بادشاہ کے روبرو جا کر مژدے کی خبر پہنچائی اس نے بھی اپنے تمام توابع و لواحق کو جمع کیا۔ جب یہ مچھلی مینڈک، نہنگ، ڈولفین، کچھوا وغیرہ سب دریائی جانور رنگ رنگ کی شکلوں اور صورتوں کے بہ مجرد حکم کے حاضر ہوئے۔ بادشاہ نے جو کچھ قاصد کی زبانی سنا تھا ان سے بیان کیا۔ بعد اس کے قاصد سے کہا کہ اگر انسان اپنے تئیں قوت و شجاعت میں ہم سے بہتر جانتے ہوں تو میں ابھی جا کر یا تو دم میں سب کو جلا پھونک دوں اور دم کے زور سے [illegible] بادل۔ قاصد نے کہا۔ وہ ان میں کسی چیز کا فخر نہیں کرتے، مگر اپنے تئیں اس بات میں غالب جانتے ہیں کہ ہم عقل و دانائی رکھتے ہیں، ہر ایک علم و فن سے واقف اور بہت سی صنعتیں اور تدبیریں جانتے ہیں، عقل و تمیز ہماری سی کسی میں نہیں ہے۔

بادشاہ نے کہا ان کے علم اور صنعتوں کا احوال مفصّل بیان کر کہ ہم بھی معلوم کریں۔ قاصد نے کہا۔ کیا بادشاہ کو معلوم نہیں کہ وہ اپنے علم اور دانائی سے دریائے قُلزم کے اندر جا کر اس کی تہ سے جوہر نکال لیتے ہیں حیلے اور مکر سے پہاڑ پر چڑھ کر گِدھوں اور عقابوں کو پکڑ لیتے ہیں اور

ہیں۔ اس طرح اپنے علم اور دانائی سے لکڑیوں کا ہل بناکر بیلوں کے کاندھے پر رکھتے اور بھاری اسباب ان کی پیٹھ پر لاد کر مشرق سے مغرب ،ور مغرب سے مشرق تک لے جاتے ہیں تمام جنگل اور بیابان طے کرتے ہیں۔ فکر و دانائی سے کشتیاں بنا کر اسباب چڑھاتے ہیں اور دریا دریا لیے پھرتے ہیں۔ پہاڑوں اور ٹیلوں پر جاکر اقسام اقسام کے جواہر اور سونا، چاندی، لوہا، تانبا اور بہت سی چیزیں زمین سے کھود کر نکالتے ہیں۔ اگر ایک آدمی کسی نہر یا وادی کے کنارے پر جاکر ایک طلسم علم کے زور سے بنا دیوے پھر ہزار نہنگ ،ور اژدہے اگر اُس جگہ جاویں مقدور نہیں کہ وہاں گزر کرسکیں مگر جنّوں کے بادشاہ کے روبرو عدل و انصاف و حجّت و دلیل کا چرچا ہے، قوت و زور، حیلہ و مکر کا کچھ مذکور نہیں۔

بادشاہ نے جس وقت قاصد کی زبانی یہ سب سُنا، جتنے اس کے گرد و پیش بیٹھے تھے سب کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ اب تمہارے نزدیک کیا تدبیر ہے؟ کون شخص وہاں جاکر انسانوں سے مناظرہ کرے گا؟ کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ مگر دلفین کہ دریائے شور میں رہتا ہے اور آدمیوں کے ساتھ نہایت الفت رکھتا ہے جو شخص ڈوبتا ہے اس کو پانی سے نکال کر کنارے پر ڈال دیتا ہے، اُس نے عرض کیا کہ دریائی جانوروں میں اس کام کے واسطے مچھلی مناسب ہے اس واسطے کہ وہ جسم میں بڑی، صورت میں اچھی، مُنہ پاکیزہ، رنگ سفید، بدن درست، حرکت میں جلد۔ پیرنے میں حد سے باہر، شمار میں سب دریائی جانوروں سے زیادہ، اولاد کی کثرت کہ تمام ندی نالے دریا تالاب بھر جاتے ہیں۔ آدمیوں کے نزدیک اس کا مرتبہ بھی بڑا ہے۔ اس واسطے کہ اس نے ایک بار ان کے نبی کو اپنے پیٹ میں پناہ دی اور پھر بحفاظت ان کو مکان پر

پہنچا دیا سب آدمیوں کو عقیدہ ہے کہ تمام زمین اس کی پیٹھ پر قائم ہے۔

بادشاہ نے مچھلی سے پوچھا تو اس میں کیا کہتی ہے؟ اس نے کہا میں وہاں کسی طرح نہیں جا سکتی ہوں اور انسانوں سے مناظرہ بھی نہیں کر سکتی۔ اس واسطے کہ میرے پاؤں نہیں ہیں کہ وہاں تک پہنچوں اور نہ زبان ہے کہ ان سے ہم کلام ہوں پیاس کی مجھ کو تاب نہیں۔ پانی سے اگر ایک دم جدا رہوں حالت تباہ ہو جاوے۔ میرے نزدیک اس کام کے لیے کچھوا بہتر ہے کیونکہ وہ پانی سے جدا ہو کر خشکی میں بھی رہتا ہے۔ اس کے نزدیک دریا و خشکی کا رہنا برابر ہے سوا اس کے بدن بھی اس کا مضبوط اور پیٹھ سخت ہے بہت سی مار، ذلت و رنج کا متحمل ہوتا ہے۔

بادشاہ نے کچھوے سے پوچھا کہ تیرے نزدیک کیا صلاح ہے؟ اس نے کہا یہ کام مجھ سے بھی نہیں ہو سکے گا۔ چلنے کے وقت میرے پاؤں بھاری ہو جاتے ہیں اور راستہ دور ہے میں کم گو بھی ہوں کہ زیادہ کلام مجھ سے نہیں ہو سکتا۔ اس واسطے ڈھیں بہتر ہے کیونکہ وہ چلنے میں نہایت قوی، گویائی کی قدرت زیادہ رکھتا ہے۔

بادشاہ نے پھر ڈھیں سے پوچھا کہ تیرے نزدیک کیا صلاح ہے؟ اس نے کہا اس امر کے لیے کینکڑا مناسب ہے اس واسطے کہ پاؤں اس کے بہت سے ہیں، چلنے اور دوڑنے میں جلد، چنگل تیز، ناخن سخت، پیٹھ مضبوط گویا زرہ پوش ہے۔ بادشاہ نے کینکڑے سے کہا۔ اس نے جواب دیا کہ میں وہاں کس طرح جاؤں کہ ڈیل ڈول میرا بھدّا، پیٹھ ٹیڑھی، صورت نہایت زبون۔ ایسا نہ ہو کہ وہاں میری ہنسی ہو بادشاہ نے کہا کہ تیری ہنسی کیوں ہوگی؟ تجھ میں عیب کیا ہے؟ کینکڑے نے کہا کہ وہ سب مجھے دیکھ کر کہیں گے

کہ یہ حیوان سب سے بے سر کیا ہی؟ آنکھیں گردن پر، منہ پیٹ میں، کلّے دونوں طرف سے پھٹے ہوئے، پانو ٹھونٹھ، دُم بھی ٹیڑھے۔ منہ کے بل چلتا، گویا سُرب کا بنا ہی۔ سب دیکھ کر مجھے مسخرا بنا دیں گے۔

بادشاہ نے کہا کہ پھر وہاں جانے کے لیے کون ہی؟ کیکڑے نے کہا۔ میرے نزدیک نہنگ اس کام کے واسطے بہت مناسب ہی کیونکہ پانو اس کے مضبوط اور چلتا بہت ہی۔ دوڑ میں جلد، منہ بڑا زبان لنبی، دانت بہت سے، بدن سخت، نہایت بُردبار، مطلب کے واسطے انتظار بہت کرتا ہی، کسی چیز میں جلدی نہیں کرتا۔ بادشاہ نے مگر سے پوچھا۔ اس نے کہا میں اس کام کے واسطے ہرگز مناسب نہیں ہوں اس واسطے کہ مجھ میں غصّہ بہت ہی، کودنا پھاندنا، جس چیز کو پانا لے بھاگنا یہ سب عیب ہیں۔ غرض کہ سراسر غدار و مکّار ہوں۔ قاصد نے یہ سُن کر کہا وہاں جانے کے واسطے کچھ زور و قوت و مکر کا کام نہیں بلکہ عقل و وقار، عدل و انصاف فصاحت و بلاغت یہ سب چیزیں چاہییں۔

مگر نے کہا مجھ میں یہ کوئی خصلت اور وصف نہیں ہی۔ مگر میرے نزدیک اس کام کے واسطے مینڈک بہتر ہی اس واسطے کہ وہ حلیم و صابر و زاہد ہی۔ رات دن خدا کی یاد میں تسبیح پڑھتا اور صبح و شام نماز روزے میں مشغول رہتا ہی۔ آدمیوں کے گھروں میں بھی جاتا ہی۔ بنی اسرائیل کے نزدیک اس کی قدر و منزلت زیادہ ہی۔ اس واسطے کہ ایک بار اس نے ان کے ساتھ یہ سلوک کیا کہ جس وقت نمرود نے ابراہیم خلیل اللہ کو آگ میں ڈالا یہ اپنے منہ میں پانی لے کر آگ پر چھڑکتا تھا کہ آگ بجھ جاوے اور ان کے بدن پر اثر نہ کرے۔ اور دوسری بار جب کہ موسیٰ اور فرعون سے لڑائی ہوئی اس نے موسیٰ کی مدد کی اور یہ فصیح بھی ہی، باتیں بہت کرتا ہی، ہمیشہ تسبیح و تکبیر و تہلیل میں

مشغول رہتا ہی اور خشکی و تری دونوں میں پھرتا ہی۔ زمین پر چلتا، دریا میں تیرتا ہی
سب جانتا ہی۔ اعضا بھی مناسب ہیں، سر گول، منہ اچھا، آنکھیں روشن، ہاتھ
خوب بڑے، چلنے میں جلد، آدمیوں کے گھروں میں جاتا اور خوف نہیں کرتا ہی۔

بادشاہ نے مینڈک سے کہا کہ تیرے نزدیک اب کیا صلاح ہی؟ اس نے
کہا میں بسر و چشم حاضر ہوں اور بادشاہ کا تابع جو حکم کرے مجھ کو قبول ہی۔ اگر
وہاں جانے کے لیے تجویز کیا ہی، مجھ کو قبول ہی۔ میں وہاں اپنے ابنائے جنس
کی طرف ہو کر انسانوں سے مناظرہ کروں گا لیکن امیدوار ہوں کہ بادشاہ میری
مدد اور اعانت کے واسطے خدا سے دعا مانگے اس واسطے کہ بادشاہ کی دعا رعیت
کے حق میں قبول ہوتی ہی۔ بموجب اس کے کہنے کے بادشاہ نے خدا سے دعا
مانگی اور سب جماعت نے آمین کی۔ پھر مینڈک بادشاہ سے رخصت ہوا اور
یہاں سے جاکر جنوں کے بادشاہ کے سامنے حاضر ہوا۔

سولھویں فصل

چھٹے قاصد کے بیان میں

چھٹا قاصد جس گھڑی ہوام کے بادشاہ یعنے کیڑے مکوڑوں کے سردار ثُعبان کے پاس گیا اور تمام احوال حیوانوں کا بیان کیا اس نے سُنتے ہی حکم کیا کہ سب کیڑے آکر حاضر ہوں۔ وہیں تمام سانپ، بچھو، گرگٹ، چھپکلی، سوس مار، مکڑی، جوئیں، چیونٹی، کینچوے غرض جتنے کیڑے کہ نجاست میں پیدا ہوتے اور درخت کے پتوں پر چلتے ہیں سب آکر بادشاہ کے روبرو حاضر ہوئے۔ اس کثرت سے ان کا مجموعہ ہوا کہ سوا خُدا کے کسی کا مقدور نہیں کہ شمار کر سکے۔ بادشاہ نے جو ان کی صورتیں شکلیں عجیب و غریب دیکھیں متعجب ہو کر ایک ساعت چُپکا ہو رہا پھر ان کی طرف تامّل کر کے جو دیکھا تو بہت سے حیوان ہیں جسم چھوٹا اور ضعیف حواس و شعور بھی کم، نہایت متفکر ہوا کہ ان سے کیا ہو سکے گا۔ نعی وزیر سے پوچھا کہ تیرے نزدیک ان میں کوئی اس قابل ہے کہ مناظرے کے واسطے ہم وہاں بھیجیں کہ انسانوں سے مُقابلہ کرے اس واسطے کہ یہ حیوانات اکثر گونگے بہرے اندھے ہیں۔ ہاتھ پانوں کچھ بھی نہیں، بدن پر بال و پر نظر نہیں آتے، منقار و چنگل بھی نہیں اور بیشتر ضعیف و کم زور ہیں۔

غرض بادشاہ کو ان کے حال پر نہایت قلق و غم ہوا۔ بے اختیار دل میں افسوس کر کے غم سے رونے لگا اور آسمان کی طرف دیکھ کر خُدا سے یہ دُعا

مانگی کہ اے خالق و رازق تو ہی ضعیفوں کے حال پر رحم کرتا ہی، اپنے فضل واحسان سے ان کے حال پر نظر کر کہ تو اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْن ہی۔ بارے بادشاہ کی دعا سے جتنے حیوان کہ وہاں جمع تھے، نہایت فصاحت و بلاغت سے باتیں کرنے لگے۔

سترھویں فصل

ملخ کے خطبے کے بیان میں

ملخ نے جو دیکھا کہ بادشاہ اپنی رعیت اور فوج پر بہت سی شفقت و مہربانی کرتا ہی، دیوار کی طرف بلند ہو کر اپنے ساز کو درست کر کے خدا کی حمد میں نہایت خوش الحانی سے نغمہ سرائی کرنے لگا اور یہ خطبہ بہت فصاحت و بلاغت سے پڑھا۔ حمد و شکر اس منعم حقیقی کو لائق ہی جس نے روئے زمین پر انواع و اقسام کی نعمتیں پیدا کیں۔ اور اپنی قدرت کاملہ سے حیوانات کو زاویۂ عدم سے عرصۂ وجود میں لا کر صورتیں مختلف بخشیں۔ موجود تھا قبل زمان و مکان اور زمین و آسمان کے جلوہ گر تھا نور وحدت سے بے آلائش امکان کے۔ عقلِ فعّال کو بے ترکیب ہیولیٰ اور صورت کے نورِ بسیط پیدا کیا بلکہ ایک کُن کے کہنے میں پردۂ نیستی سے نکال کر ساحتِ ہستی میں موجود کر دیا۔

بعد اس کے کہا۔ ای بادشاہ! اس گروہ کے ضعف و ناتوانی پر کچھ غم نہ کر کیونکہ خالق ان کا جس نے پیدا کیا اور رزق دیا، ہمیشہ خبر گیراں رہتا ہی۔ جس طرح کہ ماباپ یعنی و مادر پر شفقت و مہربانی کرتے ہیں۔ اسی طرح وہ بھی ان کے حال پر رحم کرتا ہی اس واسطے کہ خدا نے جس وقت حیوانات کو پیدا کیا اور صورتیں شکلیں ہر یک کی مختلف بنائیں۔ کسی کو قوت عطا کی اور کسی کو کم زور رکھا۔ بعضوں کو ڈیل ڈول بڑا بخشا اور بعضوں کو چھوٹا جسم دیا۔ مگر اپنی بخشش اور جود میں سب

کو برابر رکھا ہے۔ ہر ایک کے موافق اسباب حصول منفعت اور آلات دفع مضرت
کے عطا کیے۔

اس نعمت میں سب برابر ہیں ایک کو دوسرے پر کچھ فوقیت نہیں۔ ہاتھی کو جب کہ ڈیل ڈول بڑا دیا اور قوت زیادہ بخشی دو دانت بھی لمبے بنائے کہ جن سے سب درندوں کی شر سے محفوظ رہتا اور سونڈ سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ پشّے کو اگر جسم چھوٹا دیا تو اس کے بدلے دو بازو نہایت لطیف و سبک عطا کیے جن کے باعث اُڑ کر دشمنوں سے بچ رہتا ہے۔ اس نعمت میں کہ جس کے سبب منفعت اٹھاویں اور شر سے محفوظ رہیں، چھوٹے بڑے سب برابر ہیں۔

اسی طرح اس گروہ کو بھی کہ ظاہر میں بے بال و پر نظر آتے ہیں، اُس نعمت سے محروم نہیں رکھا ہے۔ جب کہ خدا نے ان کو اس حال پر پیدا کیا، سب سامان کہ جس کے سبب منفعت حاصل کریں اور شر سے محفوظ رہیں، بنایا۔ اگر بادشاہ تامل کرے ان کے احوال کو دیکھے تو معلوم ہو کہ ان میں جو کہ جسم میں چھوٹا اور ضعیف ہے وہ اڑ سکتا ہے بلکہ اور بے خوف ہے کہ ہر ایک گزند سے محفوظ رہتا اور منفعت حاصل کرنے میں اضطراب نہیں کرتا ہے۔

تمام حیوانوں میں جو کہ جسم میں بڑے اور قوت زیادہ رکھتے ہیں وہ قوت و دلیری کے سبب اپنے سے گزند دفع کرتے ہیں مانند ہاتھی اور شیر کے اور ان کے سوا اور حیوان کہ جسم ان کے بڑے اور قوتیں بھی زیادہ رکھتے ہیں اور بعضے جلد دوڑنے اور بھاگنے کے سبب ہر ایک شر سے محفوظ رہتے ہیں مثل ہرن اور خرگوش اور حمار وحشی وغیرہ کے اور بعضے اُڑنے کے باعث مکروہات سے پناہ میں رہتے ہیں مانند طائروں کے۔

اور کتنے دریا میں غوطے مارنے سے اپنے تئیں خطرے سے بچاتے ہیں۔

جس طرح دریائی جانور ہیں۔ اور کتنے ایسے ہیں کہ گڑھوں میں چھپ رہتے ہیں، مثل چوہے اور چیونٹی کے چنانچہ اللہ تعالیٰ چیونٹی کے قصّے میں فرماتا ہی۔
قَالَتْ نَمْلَةٌ يَّاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ
یعنے چیونٹیوں کے سردار نے سب چیونٹیوں سے کہا کہ اپنے اپنے مکانوں میں چھپ رہو کہ سُلیمان اور اس کی فوج تم کو پانوٗ تلے مل نہ ڈالیں کہ وہ واقف نہیں ہیں۔ اور بعضے وہ ہیں کہ خدا نے ان کے چمڑے اور کھال کو سخت بنایا ہی جس کے باعث ہر ایک بلا سے محفوظ رہتے ہیں جس طرح کچھوے، مچھلی اور جو دریائی جانور ہیں اور کتنے وہ ہیں کہ اپنے سر کو دم کے نیچے چھپا کر ہر ایک گزند سے بچ رہتے ہیں مانند خارپشت کے۔

اور اُن حیونوں کے معاش پیدا کرنے کی بھی بہت سی صورتیں ہیں۔ بعضے جودت نظر سے دیکھ کر پروں کے زور سے اُڑتے ہیں اور جہاں کھانے کی چیز دیکھتے ہیں جا پہنچتے ہیں مثل گدھ اور عُقاب کے اور بعضے سونگھ کر رزق اپنا ڈھونڈ لیتے ہیں جس طرح چیونٹیاں ہیں۔ جب کہ خدا نے ان حیونوں کو کہ نپٹ چھوٹے اور ضعیف ہیں حوس اور اسباب روزی پیدا کرنے کا نہ دیا تو اپنی مہربانی سے محنت اور رنج کی تخفیف کر دی۔

جس طرح اور حیوان بھاگنے اور چھپنے کی محنت و مشقت اٹھاتے ہیں یہ اس محنت سے محفوظ ہیں اس واسطے کہ ان کو ایسے مکانوں اور پوشیدہ جگہوں میں پیدا کیا ہی کہ کوئی واقف نہیں۔ بعضوں کو گھانس میں پیدا کیا، اور بعضوں کو دانے میں چھپایا ہی بعضوں کو حیوان کے پیٹ میں اور کتنوں کو مٹی اور نجاست میں رکھا ہی۔ اور ہر ایک کی غذا اسی جگہ بغیر حس و حرکت اور رنج و مشقت کے پہنچاتا ہی۔ قوتِ جاذبہ ان کو عطا کی ہی جس کے سبب رطوبات کو کھینچ کر بدن کی

خدمت کرتے ہیں اور انسی خدمات کے باعث جسم میں قوت رہتی ہے۔

اس طرح اور حیوانات رزق کے واسطے چلتے پھرتے اور گزند سے بھاگتے ہیں جب اُس محنت و رنج سے محفوظ ہیں۔ اسی واسطے خدا نے ان کے ہاتھ پانو نہیں بنائے کہ چل کر روزی پیدا کریں۔ نہ منہ اور دانت دیے کہ کچھ کھاویں۔ نہ حلق بنایا کہ سب نگل جاویں۔ نہ معدہ ہے کہ جس سے ہضم کریں۔ نہ انتڑیاں و روده ہے کہ جس میں ثُفل جمع ہو۔ نہ جگر ہے کہ خون کو صاف کرے نہ تھیلی ہے کہ خلط سوداوی غلیظ کو جذب کرے۔ نہ گُردہ اور مثانہ ہے کہ پیشاب کو کھینچے۔ نہ رگیں ہیں کہ خون ان میں جاری ہو۔ نہ پٹھے ہیں دماغ میں جن کے سبب درستی حواس کی ہو۔ امراض مذکورہ سے کوئی مرض ان کو نہیں ہوتا۔ کسی دوا کے محتاج نہیں۔ خلاص سب آفتوں سے کہ جن میں بڑے بڑے قوی حیوان گرفتار ہیں، سب محفوظ ہیں۔ پاک ہے وہ اللہ جس نے اپنی قدرتِ کاملہ سے ان کے مطلب کو حاصل کیا اور ہر ایک رنج و عذاب سے محفوظ رکھا۔ واسطے اس کے حمد و شکر ہے کہ ایسی نعمتیں عطا کیں۔

جب جھڑی طرح اس خطبے سے فارغ ہوا، ثعبان نے کہا خدا تیری فصاحت و بلاغت میں برکت دیوے۔ تو نہایت فصیح و بلیغ اور نہایت عالم و عاقل ہے۔ بعد اس کے کہا۔ تو وہاں جا سکتا ہے کہ انسانوں سے جا کر مناظرہ کرے اس نے کہا ہاں۔ میں حاضر ہوں بادشاہ کے فرمانے سے وہاں جا کر اپنے بھائیوں کا تدارک کروں گا۔ سانپ نے اس سے کہا۔ وہاں نہ کہیو کہ میں اژدہے اور سانپ کا بھیجا ہوا آیا ہوں۔ شخ نے کہا۔ اس کا سبب کیا؟ اس نے کہا۔ اس واسطے کہ سانپ اور آدمی میں عداوت و مخالفت بے انداز قدیم سے ہے۔ یہاں تک کہ بعضے آدمی خدا پر بھی اعتراض کرتے ہیں کہ ان کو کیوں پیدا کیا ہے

ان سے کچھ فائدہ نہیں بلکہ سراسر مضرت اور نقصان ہی۔

بلخ نے کہا۔ یہ کیوں کہتے ہیں؟ اس نے کہا اس واسطے کہ ان کے مُنہ میں زہر ہوتا ہی ان سے سوائے حیوانوں کی ہلاکی اور موت کے کچھ فائدہ نہیں۔ یہ سب جہل و نادانی کے باعث بیہودہ بکتے ہیں۔ کسی شے کی حقیقت و منفعت سے کچھ خبر نہیں اسی واسطے خدا نے ان کو عذاب میں مبتلا کیا ہی۔ حالانکہ وہ سب ان سے احتیاج رکھتے ہیں یہاں تک کہ بادشاہ اور امیر ان حیوانوں کے زہر کو انگوٹھیوں میں رکھتے ہیں کہ وقت پر کام آتا ہی۔ اگر خوب تامّل کر کے اِن حیوانات کے احوال اور فائدے کو معلوم کریں اور یہ زہر جو ان کے مُنہ میں ہوتا ہی اس کی منفعت کو جانیں تو یہ نہ کہیں کہ خدا نے ان کو کیوں پیدا کیا ان سے کچھ فائدہ نہیں اور خدا پر بیہودہ اعتراض نہ کریں اگرچہ خدا نے ان کے زہر کو حیوانوں کے ہلاک ہونے کا باعث کیا ہی لیکن ان کے گوشت کو اس زہر کے دفع کرنے کا سبب بنایا ہی۔

بلخ نے کہا۔ اے حکیم کوئی فائدہ اور بھی بیان کر۔ سانپ نے کہا جس وقت خدا نے اُن حیوانات کو جن کا ذکر تو نے اپنے خطبے میں کیا، پیدا کیا اور ہر ایک حیوان کی جنس کو اسباب اور آلات عطا کیے جس کے سبب منفعت کو پہنچتے اور شر سے محفوظ رہتے ہیں۔ بعضوں کو معدہ گرم دیا ہی کہ چابنے کے بعد غذا ہضم ہو کر جزوِ بدن ہوتی ہی۔ سانپ کے واسطے نہ معدہ ہی کہ جس میں ہضم ہو نہ دانت ہیں کہ جس کے زور سے چابیں بلکہ اس کے بدلے ان کے مُنہ میں گرم زہر پیدا کیا ہی جس کے سبب کھاتے اور ہضم کرتے ہیں اس واسطے کہ جس وقت سانپ کسی حیوان کے گوشت کو مُنہ میں لے کر زہر گرم اس پر ڈالتا ہی فی الفور وہ گوشت گل جاتا ہی اور یہ اُس کو نگل جاتا ہی۔ پس اگر اللہ تعالیٰ

جو زہر اُن کے مُنہ میں ہے پیدا نہ کرتا تو یہ کاٹنے کو کچھ کھا سکتے؟ غذا کسی طرح میسّر نہ ہوتی بھوک کے مارے ہلاک ہو جاتے کوئی سانپ جہان میں نظر نہ آتا۔

بلخ نے کہا۔ یہ بیان کر کہ ان سے حیوانوں کو کیا منفعت پہنچتی ہے اور زمین پر ان کے پیدا ہونے کا کیا فائدہ ہے؟ اس نے کہا۔ جس طرح اور جانوروں کے پیدا کرنے سے منفعت ہے اسی طرح ان سے بھی فائدہ حاصل ہے۔ بلخ نے کہا۔ اس بات کو مفصّل بیان کر۔ اس نے کہا۔ جس وقت اللہ تعالیٰ نے تمام عالم کو پیدا کر کے ہر ایک امر کو اپنی مرضی کے موافق درست کیا تمام خلائق میں بعضے مخلوقات کو بعضوں کے واسطے پیدا کیا اور ان کے اسباب بنائے موافق اسی غرض کے جس میں صلاحیت عام کی جانی وہی کیا۔ گر کبھی کسی علّت کے سبب بعضوں کے واسطے فساد و نقصان ہو جاتا ہے یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو فساد میں مبتلا کرتا ہے۔ ہر چند کہ اس کے علم میں فساد و شر ہر ایک امر کا ظاہر و باطن روشن ہے مگر اس خالق کی یہ شان و عادت نہیں ہے کہ جس چیز میں صلاح و نفع اکثر عالم کی ہو تھوڑے سے نقصان کے لیے اس کو پیدا نہ کرے۔

بیان اس کا یہ ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے تمام ستاروں کو پیدا کیا ان میں سے آفتاب کو عالم کے واسطے چراغ بنایا اور اس کی حرارت کو مخلوقات کی حیات کا سبب کیا۔ تمام عالم میں یہ آفتاب اس طرح ہے جیسے جسم میں دل ہوتا ہے اس طرح کہ دل سے حرارت غریزی پیدا ہو کر جسم میں پہنچتی ہے اور وہی سبب زندگانی کا ہے اسی طرح آفتاب کی حرارت سے بھی خلائق کو فائدہ ہوتا ہے بعضوں کو جو کبھی اس کے باعث کسی جہت سے فساد و نقصان لاحق ہوتا ہے خالق کو مناسب نہیں ہے کہ ان کے واسطے اس کو موقوف کر کے اکثر عالم کو نفع عام اور فائدہ تام سے محروم رکھے۔

یہی حال زحل و مریخ اور تمام ستاروں کا ہی کہ ان کے باعث صلاح و فلاح عالم کی ہی اگرچہ بعض منحوس ساعتوں میں گرمی یا سردی کی زیادتی سے بعضوں کو نقصان پہنچتا ہی۔ اسی طرح بادلوں کو اللہ تعالیٰ خلائق کی منفعت کے واسطے ہر ایک طرف بھیجتا ہی اگرچہ بعضے وقت ان کے سبب حیوانات کو رنج ہوتا ہی یا کثرت سیلابی سے غریبوں کے گھر خراب ہو جاتے ہیں۔

یہی حال تمام درند چرند سانپ بچھو مچھلی نہنگ حشرات الارض کا ہی۔ ان میں سے بعضوں کو نجاست اور عفونت میں پیدا کیا ہی کہ ہوا تعفن سے صاف رہے۔ ایسا نہ ہو کہ بخارات فاسدہ کے اٹھنے سے ہوا متعفن ہو جاوے اور عالم میں وبا آوے کہ سب حیوان ایک بار ہلاک ہو جاویں۔ اسی واسطے یہ سب کیڑے حشرات الارض کثر قصائیوں یا مچھلی بیچنے والوں کی دکان میں پیدا ہوتے ہیں اور نجاست میں رہتے ہیں۔ جب کہ نجاست سے یہ سب پیدا ہوئے جو کچھ نجاست کا اثر تھا اس کو انھوں نے اپنی غذا کی۔ ہوا صاف ہو گئی۔ وبا سے لوگ سلامت رہے۔ اور یہ چھوٹے کیڑے بڑے کیڑوں کے واسطے غذا بھی ہیں کہ وہ ان کو کھاتے ہیں۔

غرض اللہ تعالیٰ نے کسی شی کو بے فائدہ نہیں پیدا کیا۔ جو کوئی اس فائدے کو نہیں جانتا ہی خدا پر اعتراض کرتا اور کہتا ہی۔ ان کو کیوں پیدا کیا؟ ان میں کچھ فائدہ نہیں۔ حالانکہ یہ سب جہل و نادانی ہی کہ خدا کے فعل پر اعتراض بے جا کرتے ہیں، اس کی صنعت و قدرت سے کچھ واقف نہیں۔ میں نے سنا ہی کہ بعضے جاہل آدمی یہ گمان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی فلک قمر سے تجاوز نہیں کرتی اگر وہ تمام موجودات کے احوال میں فکر و تامل کریں تو معلوم ہو کہ عنایت و مہربانی اس کی ہر ایک صغیر و کبیر کے شامل ہی اس واسطے کہ مبدء فیاض سے تمام مخلوقات پر فیضان نعمت ہی۔ ہر ایک اپنی استعداد کے موافق فیض اس کا قبول کرتا ہی۔

اٹھارھویں فصل

حیوانوں کے وکیلوں کے جمع ہونے کے بیان میں

صبح کے وقت کہ تمام حیوانوں کے وکیل ہر ایک ملک سے آکر جمع ہوئے اور جنوں کا بادشاہ قضیے کے انفصال کے واسطے دیوان عام میں آکر بیٹھا، چوبداروں نے بموجب حکم کے پکار کر کہا کہ سب نالش کرنے والے اور داد کے چاہنے والے جن پر ظلم ہوا ہو سامنے آکر حاضر ہوں، بادشاہ قضیے کے انفصال کرنے کو بیٹھا ہے اور قاضی مفتی حاضر ہیں۔

یہ بات سنتے ہی جتنے حیوان و انسان کہ ہر ایک طرف سے آکر جمع ہوئے تھے، صف بصف ہو کر بادشاہ کے آگے کھڑے ہوئے اور آداب و تسلیمات بجا لا کر دعائیں دینے لگے۔ بادشاہ نے ہر طرف خیال کیا۔ دیکھا تو انواع و اقسام کی خلقت بہایت کثرت سے حاضر ہے۔ بہت ساعت متعجب ہو کر تاکتا رہ گیا۔ بعد اس کے ایک حکیم جنی کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ تو اس عجیب و غریب خلقت کو دیکھتا ہے؟

اس نے عرض کیا کہ جہاں پناہ میں ان کو دیدۂ دل سے دیکھتا اور مشاہدہ کرتا ہوں۔ بادشاہ نے پوچھا کہ تعجب ہوتا ہے؟ میں اس صانع حکیم کی حکمت و قدرت سے تعجب کرتا ہوں جس نے ان کو پیدا کیا اور نوع و اقسام کی شکلیں بنائیں، ہمیشہ پرورش اور ... بنا ہے ایک مدت محفوظ رکھتا ہے بلکہ یہ اس کے علم حضوری میں حاضر ہیں ... کہ جب اللہ تعالیٰ اہل بصارت کی نظرت

نور کے پردے میں پوشیدہ ہوا وہاں وہم و فکر کا بھی تصور نہیں پہنچتا۔ ان صنعتوں کو اس نے ظاہر کیا کہ ہر ایک صاحب بصیرت مشاہدہ کرے اور جو کچھ اس کے پردۂ غیب میں تھا اس کو عرصہ گاہِ ظہور میں لایا کہ اہلِ نظر اس کو دیکھ کر اس کی صنعت و بے ہمتائی اور قدرت و یکتائی کا اقرار کریں دلیل و حجت کے محتاج نہ ہوویں۔

اور صورتیں کہ عالمِ اجسام میں نظر آتی ہیں امثال و اشکال ان صورتوں کی ہیں جو عالمِ ارواح میں موجود ہیں۔ وہ صورتیں کہ اس عالم میں ہیں نورانی و لطیف ہیں اور یہ تاریک و کثیف ہیں۔ جس طرح تصویروں کو ہر ایک عضو میں مناسبت ہوتی ہے ان حیوانوں کے ساتھ کہ جن کی وہ تصویریں ہیں اسی طرح ان صورتوں کو بھی مناسبت ہے اُن صورتوں سے کہ عالمِ ارواح میں موجود ہیں مگر وہ صورتیں تحریک کرنے والی ہیں اور یہ متحرک۔ اور جوان سے بھی کم رُتبہ ہیں بے حس و حرکت اور بے زبان ہیں اور یہ محسوس ہیں۔ وہ صورتیں کہ عالمِ بقا میں ہیں باقی رہتی ہیں اور یہ فانی و زائل ہو جاتی ہیں۔

بعد اس کے کھڑے ہو کر یہ خطبہ پڑھا۔ حمد ہے واسطے اس معبود کے جس نے اپنی قدرتِ کاملہ سے تمام مخلوقات کو ظاہر کر کے عرصۂ کائنات میں انواع و اقسام کی خلقت پیدا کی اور تمام مصنوعات کو جس میں کسی مخلوق کی عقل کو رسائی نہیں ہے، موجود کر کے ہر ایک اہلِ بصیرت کی نظر میں تجلّی اپنی صنعت کے نور کی دکھلائی۔ عرصہ گاہِ دنیا کو چھے طرفوں سے محدود کر کے خلق کی آسائش کے واسطے زمان و مکان بنایا۔ فلک کے کتنے درجے بنا کر فرشتوں کو ہر ایک جا متعین کیا۔ حیوانات کو رنگ برنگ کی شکلیں اور صورتیں بخشیں۔ نعمت خانۂ احسان سے انواع و اقسام کی نعمتیں عطا کیں۔ دعا و زاری کرنے والوں کو عنایت بے نہایت سے مرتبہ قرب

کا بخشا جو لوگ اس کی کنہ میں عقل ناقص کو دخل دیتے ہیں ان کو وادیٔ ضلالت میں حیران و سرگردان رکھا۔

جنات کو قبل آدم کے آتش سوزاں سے پیدا کرکے صورتیں عجیب اور اجسام لطیف بخشے۔ اور تمام مخلوقات کو نہانخانۂ عدم سے ظاہر کرکے خصلتیں علیحدہ علیحدہ اور مرتبے جدے جدے عطا کیے۔ بعضوں کو علی علیین پر مکان سکونت کا بخشا اور بعضوں کو تہ خانۂ اسفل السافلین میں ڈالا۔ اور کتنوں کو ان دو درجوں کے درمیان میں رکھا اور ہر ایک کو شبستانِ جہاں میں شمع رسالت سے شاہراہِ ہدایت پر پہنچایا۔ حمد و شکر ہو واسطے اس کے جس نے ہم کو ایمان و اسلام کی بزرگی سے سرفراز کرکے روے زمین کا خلیفہ کیا اور ہمارے بادشاہ کو نعمتِ علم و حلم سے نصیب کیا۔

جب وہ حکیم خطبہ پڑھ چکا بادشاہ نے انسانوں کی جماعت کی طرف دیکھا بہت آدمی صورتیں سب کی مختلف لباس طرح طرح کے پہنے ہوئے کھڑے تھے۔ ان میں سے ایک شخص خوب صورت راست قامت تمام بدن خوش اسلوب نظر آیا وزیر سے پوچھا یہ شخص کہاں رہتا ہے؟ اس نے کہا یہ ایران کا رہنے والا ہے سرزمین عراق میں رہتا ہے۔ بادشاہ نے کہا۔ اس سے کہو کچھ باتیں کرے۔ وزیر نے اس کی طرف اشارہ کیا۔ اس نے آداب بجا لاکر ایک خطبہ کہ جس کا خلاصہ یہ ہے پڑھا۔

شکر ہے واسطے اللہ کے کہ جس نے ہمارے رہنے کے لیے وہ شہر و قریے بخشے جن کی آب و ہوا تمام روے زمین سے بہتر ہے۔ اور اکثر بندوں پر ہم کو فضیلت بخشی۔ حمد و ثنا ہے واسطے اس کے جس نے ہم کو عقل و شعور فکر و دانائی تمیز سے سب بزرگیاں عطا کیں کہ اس کی ہدایت سے ہم نے صنعتیں نادر اور علوم عجیب

ایجاد کیے۔ اسی نے سلطنت و نبوت ہم کو بخشی۔ ہمارے گروہ سے نوح، ادریس، ابراہیمؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اتنے پیغمبر پیدا کیے۔ ہماری قوم سے بہت سے بادشاہ عظیم الشان فریدوں، دارا، اردشیر، بہرام، نوشیرواں اور کتنے سلاطین آلِ ساسان سے پیدا کیے جنھوں نے سلطنت و ریاست اور فوج و رعیت کا بندوبست کیا۔ ہم سب انسانوں کے خُلاصہ ہیں اور انسان حیوانوں کے خُلاصہ ہیں۔ غرض ہم تمام جہان میں سبِ لباب ہیں۔ واسطے اس کے شکر ہے جس نے نعماتِ کاملہ ہم کو بخشیں اور تمام موجودات پر بزرگیں دیں۔

جبکہ آدمی یہ خطبہ پڑھ چکا بادشاہ نے تمام جنّوں کے حکیموں سے کہا کہ اس آدمی نے جو اپنی فضیلتیں بیان کیں اور ان سے اپنا فخر کیا تم اس کا جواب کیا دیتے ہو؟ سب نے کہا۔ یہ سچ کہتا ہے۔ مگر صاحب العزیمت کہ کسی کو اپنے کلام کے آگے بڑھنے نہیں دیتا تھا، اس آدمی کی طرف متوجّہ ہو کر ُچاہتا تھا کہ سب باتوں کا جواب دیوے اور انسانوں کی ذلّت و گمراہی بیان کرے، حکیموں سے مخاطب ہو کر کہا۔ اے حکیمو! اس آدمی نے اپنے خطبے میں بہت سی باتیں چھوڑ دیں اور کتنے عمدہ بادشاہوں کا ذکر نہ کیا۔ بادشاہ نے کہا ان کو تو بیان کر۔

اس نے عرض کی کہ اس عراقی نے اپنے خطبے میں یہ نہ کہا کہ ہمارے سبب جہان میں طوفان آیا جتنے حیوان کہ روئے زمین پر تھے، سب غرق ہوگئے۔ ہماری قوم میں انسانوں نے بہت سا اختلاف کیا، عقلیں پریشان ہوگئیں، سب عُقلا حیران ہوئے۔ ہم میں سے نمرود بادشاہ ظالم پیدا ہوا جس نے ابرہیم خلیل اللہ کو آگ میں ڈالا۔ ہماری قوم سے بخت نصر ظاہر ہوا، اس نے بیت المقدس کو خراب کیا، توریت کو جلادیا، اولاد سلیمان ابنِ داؤد کی اور تمام بنی اسرئیل کو قتل

کہ آلِ عدنان کو فرات کے کنارے سے جنگل اور پہاڑ کی طرف نکال دیا۔ بہت ظالم و سفّاک تھا کہ ہمیشہ خونریزی میں مشغول رہتا تھا۔

بادشاہ نے کہا۔ اس حال کو یہ آدمی کیونکر بیان کرتا ہے؟ اس کہنے سے اس کو فائدہ نہ تھا۔ بلکہ یہ سب اس کی مذمت ہے۔ صاحب العزیمت نے کہا کہ عدل و انصاف سے یہ بات بعید ہے کہ مناظرے کے وقت سب فضیلتیں اپنی بیان کرے اور عیبوں کو چھپاوے توبہ اور عذر نہ کرے۔

بعد اس کے بادشاہ نے پھر انسانوں کی جماعت کی طرف دیکھا۔ ان میں سے ایک شخص گندم رنگ دبلا پتلا داڑھی بڑی کمر میں زنار سرخ دھوتی باندھے ہوئے تھا۔ وزیر سے پوچھا۔ یہ کون شخص ہے؟ اس نے کہا یہ ہندی جزیرۂ سراندیپ میں رہتا ہے۔ بادشاہ نے کہا۔ اسے کہو یہ بھی کچھ اپنا حال بیان کرے۔ چنانچہ اس نے بھی بادشاہ کے بموجب حکم کے کہا۔

شکر خدا کا ہے کہ جس نے ہمارے لیے ملک وسیع اور بہت عطا کیا۔ رات اور دن وہاں ہمیشہ برابر ہے۔ سردی گرمی کی زیادتی کبھی نہیں ہوتی آب و ہوا معتدل ہے۔ درخت بہت ہیں۔ پھل وہاں کے سب دوا۔ کانیں جواہرات کی بے شمار۔ سبزہ وہاں کا صندل۔ لکڑی نیشکر۔ سنگریزے وہاں کے یاقوت و زبرجد۔ حیوانوں میں سے ہاتھی ہے چنانچہ ہاتھی کہ سب حیوانوں سے موٹا اور جسم میں بڑا ہے۔ مرغی بھی ہمارے ملک سے ہے اسی طرح تمام حیوانات کہ سب کی ابتدا خصوصاً ہمارے ملک سے ہے۔ ہمارے شہر سے نبی اور حکما بہت ظاہر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے صنعتیں عجیب و غریب ہم کو عطا کیں۔ نجوم و سحر اور کہانت یہ سب علوم نکلے۔ ہمارے ملک کے انسانوں کو ہر ایک صنعت و حیلے میں سب سے بہتر لیاقت ہے۔ عبادت سے بہرہ ہے اگر تو پیشِ خدمت میں رہ کر

کرتا کہ پھر ہم نے جسم کو جلایا، بتوں کی پرستش کی، زنا کی کثرت سے اولاد پیدا ہوئی، ہم تباہ و روسیاہ ہوئے، تو لائق انصاف کے ہوتا۔

بعد اس کے بادشاہ نے ایک آدمی کو دیکھا۔ قد لنبا زرد چادر اوڑھے ہوئے ہاتھ میں ایک کاغذ لکھا ہؤا لیے اس کو دیکھتا اور آگے پیچھے ہلتا، ور حرکت کرتا ہی۔ وزیر سے پوچھا یہ کون شخص ہی؟ اس نے کہا یہ شخص عبرانی، بنی اسرائیل کی قوم سے، شام کا رہنے والا ہی۔ فرمایا۔ اس سے کہو کچھ باتیں کرے۔ وزیر نے اس کی طرف اشارہ کیا۔ اس نے بموجب حکم کے خطبۂ طویل کر حاصل اور خلاصہ اس کا یہ ہی، پڑھا۔ شکر ہی واسطے اس خالق کے جس نے تمام اولاد آدم میں بنی اسرائیل کو مرتبہ فضیلت کا دیا اور ان کی نسل سے موسیٰ کلیم اللہ کو مرتبہ نبوت کا بخشا۔ حمد و شکر ہی واسطے اس کے جس نے ہم کو ایسے نبی کے تابع کیا اور ہمارے واسطے انواع و اقسام کی نعمتیں عطا کیں۔ صاحبُ العزیمت نے کہا۔ یہ کیوں نہیں کہتا ہی کہ ہم کو خدا نے اپنے غضب سے مسخ کرکے بندر اور ریچھ بنایا اور بُت پرستی کے سبب ذلت و خرابی میں ڈالا۔

بعد اس کے پھر بادشاہ نے انسانوں کی جماعت کی طرف دیکھا۔ ایک شخص لباس پشمینہ پہنے ہوئے نظر آیا۔ کمر میں تسمہ بندھا، ہاتھ میں انگیٹھی اُس میں لوبان جلا کر دُھنواں کر رہا ہی اور الحان سے کچھ بآواز بلند پڑھتا ہی۔ وزیر سے پوچھا یہ کون شخص ہی؟ اس نے کہا یہ شخص سُریانی حضرت عیسیٰ کی اُمت سے ہی۔ فرمایا اس سے کہو کچھ باتیں کرے۔ سُریانی نے بموجب حکم کے خطبہ کہ خلاصہ اس کا یہ ہی، پڑھا۔ شکر ہی واسطے اس خالق کے جس نے حضرت عیسیٰ کو بطنِ مریم سے بغیر باپ کے پیدا کرکے معجزہ نبوت کا بخشا اور اسی کے سبب بنی اسرائیل کو گناہوں سے پاک کیا اور ہم کو اس کے توابع و لواحق سے بنایا۔ ہمارے گروہ

سے بہت سے عالم و عابد پیدا کیے۔ دلوں میں ہمارے رحمت و مہربانی اور رغبت عبادت عطا کی۔ شکر ہو واسطے اُس کے جس نے ہم کو ایسی نعمتیں بخشیں۔ اس کے سوا اور بھی بہت سی فضیلتیں ہم میں ہیں کہ ان کا ذکر ہم نے نہیں کیا۔

صاحبُ العزیمت نے کہا۔ سچ ہے، یہ بھول گیا کہ ہم نے اس کی عبادت کا حق ادا نہ کیا، کافر ہو گئے، صلیب کی پرستش کی اور سور کو قربانی کر اس کا گوشت کھانے لگے۔ خدا پر مکر و بہتان کیا۔

بعد اس کے بادشاہ نے ایک آدمی کو دیکھا۔ دُبلا پتلا گندم رنگ تہ بند باندھے چادر اوڑھے ہوئے کھڑا ہے۔ پوچھا یہ کون شخص ہے؟ وزیر نے کہا۔ یہ شخص عرب ملک کا رہنے والا ہے۔ کہا۔ اس سے کہو یہ بھی کچھ اپنا احوال بیان کرے۔ بموجب حکم کے اس نے کہا۔ شکر ہو واسطے اللہ کے جس نے ہمارے لیے نبی مرسل محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اور ہم کو اس کی اُمت میں داخل کیا۔ قرآن کی تلاوت اور نماز پنجگانہ اور روزہ رمضان اور حج و زکوٰۃ کے واسطے فرمایا بہت سی فضیلتیں اور جنہیں مثل لیلۃ القدر اور نماز جماعت اور عُلوم دین کے ہم کو بخشیں اور بہشت میں داخل ہونے کا ہم سے وعدہ کیا۔ شُکر ہو واسطے اس کے جس نے ہم کو ایسی نعمتیں عطا کیں۔ ان کے سوا اور بھی بہت سی فضیلتیں ہم میں ہیں جن کا بیان نہایت طول طویل ہے۔ صاحبُ العزیمت نے کہا۔ یہ بھی کہ ہم نے پیغمبر کے بعد دین کو چھوڑ دیا، منافق ہو گئے، حُبِّ دنیا کے واسطے اماموں کو قتل کیا۔

بادشاہ نے کچھ انسانوں کی جماعت کی طرف دیکھا۔ ایک شخص سفید رنگ اُصطرلاب اور رصد کے اسباب ہاتھ میں لیے ہوئے نظر آیا۔ پوچھا یہ کون ہے؟ وزیر نے کہا یہ شخص رومی سرزمین یونان کا رہنے والا ہے۔ بادشاہ نے کہا اس سے

کہو یہ بھی اپنا احوال بیان کرے۔ چنانچہ اس نے بھی بموجب حکم کے کہا۔ حمد ہو واسطے اس کے جس نے ہم کو اکثر مخلوقات پر فضیلت بخشی۔ ہمارے ملک میں انواع و اقسام کے میوے اور نعمتیں پیدا کیں۔ اپنے فضل و احسان سے ہم کو علوم عجیب و صنائع غریب بخشے۔ ہر ایک شے کی منفعت پہچاننا، رصد بنا کر آسمان کا احوال جاننا، ہیئت، ہندسہ، نجوم، رمل، طب، منطق، حکمت، اس کے سوا اور بہت سے علوم ہم کو بتائے۔

صاحبِ لعزیمت نے کہا۔ ان علموں پر تم عبث فخر کرتے ہو اس واسطے کہ یہ علوم تم نے اپنی دانائی سے نہیں ایجاد کیے بلکہ بطلیموس کے زمانے میں علمائے بنی اسرائیل سے سیکھ لیے۔ اور بعضے علوم تاسطیوس کے وقت میں مصر کے عالموں سے اخذ کیے ہیں۔ بعد اس کے اپنے ملک میں رواج دے کر اب اپنی طرف نسبت کرتے ہو۔ بادشاہ نے حکیم یونانی سے پوچھا کہ یہ کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا۔ سچ ہے۔ ہم نے اکثر علوم اگلے حکیموں سے حاصل کیے ہیں جس طرح اب ہم سے اور لوگ سیکھتے ہیں۔ یہی کارخانہ دنیا کا ہے کہ ایک دوسرے کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ چنانچہ حکمائے فارس نے نجوم و رصد کا علم ہند کے حکیموں سے اخذ کیا۔ اس طرح بنی اسرائیل کو سحر و طلسم کا علم سلیمان ابن داؤد سے پہنچا۔

بعد اس کے آخر صف میں ایک آدمی نظر آیا۔ بدن قوی بڑی سی داڑھی۔ آفتاب کی طرف نہایت اعتقاد سے دیکھتا تھا۔ بادشاہ نے پوچھا۔ یہ کون ہے؟ وزیر نے کہا۔ یہ شخص خراسانی ہے۔ کہا۔ اس سے کہو کچھ یہ بھی اپنا احوال کہے۔ چنانچہ اس نے بھی بموجب حکم کے کہا۔ شکر ہے واسطے اللہ کے جس نے ہم کو طرح طرح کی نعمتیں اور بزرگیاں بخشیں۔ ہمارے ملک کو کثرتِ آبادی میں سب ملکوں سے بہتر کیا اور اپنے پیغمبروں کی زبانی ہماری تعریف کلام ربانی میں داخل کی۔ چنانچہ کتنی آیتیں قرآن کی ہماری بزرگی و فضیلت پر دلالت کرتی ہیں۔ غرض شکر ہے اس

کاش نے ہم کو قوت ایمان کی سب انسانوں سے زیادہ بخشی اس واسطے کہ ہم میں سے بعضے توریت و انجیل کو پڑھتے ہیں گو کہ اس کے مطلب کو نہیں سمجھتے۔ مگر حضرت موسیٰ و عیسیٰ کی نبوت کو برحق جانتے ہیں۔ اور بعضے قرآن کو پڑھتے ہیں گرچہ اس کے معنی نہیں جانتے لیکن پیغمبر آخرالزماں کے دین کو دل سے قبول کرتے ہیں۔ ہم نے امام حسین کے غم میں لباس ماتمی پہنا۔ اور مروانیوں سے خون کا بدلا لیا اور اس کے فضل سے امیدوار ہیں کہ امام آخرالزماں کا ظہور ہمارے ہی ملک میں ہوگا۔

بادشاہ نے حکیموں کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اس آدمی نے جو اپنا فخر و مرتبہ بیان کیا تم اس کا کیا جواب دیتے ہو؟ ایک حکیم نے کہا اگر یہ فاسق و فاجر و سنگدل نہ ہوتے۔ اور آفتاب و ماہتاب کی پرستش نہ کرتے تو واقعی یہ سب باتیں موجب فخر کی ہوتیں۔ جب کہ سب انسان اپنا اپنا مرتبہ اور بزرگیاں بیان کر چکے چوبدار نے پکار کر کہا صاحبو اب شام ہوئی رخصت ہو صبح کو پھر حاضر ہونا۔

[illegible]

[illegible]

اُنیسویں فصل

شیر کے احوال میں

تیسرے دن جس وقت تمام حیوان و انسان بادشاہ کے روبرو صف باندھ کر کھڑے ہوئے بادشاہ نے سب کی طرف متوجہ ہو کر دیکھا۔ گیدڑ سامنے نظر آیا۔ پوچھا۔ تو کون ہی؟ اس نے عرض کیا کہ میں حیوانوں کا وکیل ہوں۔ بادشاہ نے کہا تجھ کو کس نے بھیجا ہی؟ اس نے کہا مجھ کو درندوں کے بادشاہ شیر ابوالحارث نے بھیجا۔ فرمایا۔ وہ کس ملک میں رہتا اور رعیّت اس کی کون ہی؟ کہا جنگل بیابان میں رہتا ہی اور تمام وُحوش بہائم اس کی رعیّت ہیں۔ پوچھا۔ اس کے مددگار کون ہیں؟ کہا چیتے، پاڑھے، ہرن، خرگوش، لومڑی، بھیڑیے سب اس کے یار و مددگار ہیں۔ فرمایا۔ اس کی صورت اور سیرت بیان کر۔ گیدڑ نے کہا وہ ڈیل ڈول میں سب حیوانوں سے بڑا، قوت میں زیادہ، ہیبت و جلال میں سب سے برتر، سینہ چوڑا، کمر پتلی، سر بڑا، کلائیاں مضبوط، دانت اور چنگل سخت، آواز بھاری، صورت مہیب کوئی انسان اور حیوان خوف سے سامنے نہیں آسکتا۔ ہر ایک بات میں درست، کسی کام میں یار و مددگار کا محتاج نہیں۔ سخی ایسا کہ شکار کر کے سب حیوانات کو تقسیم کر دیتا ہی اور آپ موافق احتیاج کے کھاتا ہی۔ جب کہ دور سے روشنی دیکھتا ہی نزدیک جا کر کھڑا ہوتا ہی اس وقت غصّہ اس کا فرو ہو جاتا ہی۔ کسی عورت اور لڑکی کو نہیں چھیڑتا۔ راگ سے بہت خواہش و رغبت رکھتا ہی۔ کسی سے ڈرتا

نہیں مگر یہ وحشی سے کہ یہ ں پر اور ان کی اولاد پر غالب ہی جس طرح پشہ ہاتھی اور
جبل پر اور مکھی آدمیوں پر غالب ہی۔ بادشاہ نے کہا۔ وہ اپنی رعیت سے کیا سلوک
کرتا ہی؟ عرض کیا کہ وہ رعیت سے بہت سلوک و مراعات کرتا ہی۔ بعد اس کے
میں احوال اس کا مفصل بیان کروں گا۔

بیسویں فصل

ثعبان اور تنّین کے بیان میں

بعد اس کے بادشاہ نے داہنے بائیں جو خیال کیا اچانک یک آواز کان میں پہنچی۔ دیکھا تو ملخ اپنے دونوں بازوؤں کو حرکت دیتا در نپٹ آواز باریک سے نغمہ سرائی کرتا ہے۔ پوچھا۔ تو کون ہے؟ اس نے کہا میں تمام کیڑے مکوڑوں کا وکیل ہوں۔ مجھ کو ان کے بادشاہ نے بھیجا ہے۔ پوچھا۔ وہ کون ہے اور کہاں رہتا ہے؟ عرض کی کہ نام اس کا ثعبان ہے۔ بلند ٹیلوں اور پہاڑوں پر کرۂ زمہریر کے متصل رہتا ہے جہاں ابر و باراں اور روئیدگی کچھ نہیں۔ حیوان وہاں شدت سرما سے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ بادشاہ نے پوچھا۔ اس کی فوج و رعیت کون ہے؟ اس نے کہا۔ تمام سانپ بچھو وغیرہ اس کی فوج و رعیت ہیں اور روئے زمین پر ہر ایک مکان میں رہتے ہیں۔ پوچھا۔ وہ اپنی فوج سے جدا ہو کر اتنی بلندی پر کیوں جا کر رہا ہے؟ کہا۔ اس واسطے کہ اس کے منہ میں زہر ہوتا ہے اس کی گرمی سے تمام بدن جلتا ہے۔ وہاں کرۂ زمہریر کی سردی سے خوش رہتا ہے۔ بادشاہ نے کہا۔ اس کی صورت و سیرت بیان کر۔ کہا۔ صورت و سیرت اس کی بعینہ مثل تنّین کے ہے۔

فرمایا۔ تنّین کے وصف کس کو معلوم ہیں جو بیان کرے؟ ملخ نے کہا۔ دریائی جانوروں کا وکیل مینڈک سامنے حضور میں حاضر ہے اس سے پوچھیے۔ بادشاہ نے اس کی طرف دیکھا۔ یہ دریا کے کنارے ایک ٹیلے پر کھڑا

ہوا تسبیح و تہلیل میں مشغول تھا۔ پوچھا۔ تو کون ہی؟ اس نے کہا۔ میں دریائی جانوروں کے بادشاہ کا وکیل ہوں۔ فرمایا۔ اس کا نام و نشان بیان کر۔ کہا۔ نام اس کا تنّین ہی۔ دریاے شور میں رہتا ہی۔ تمام دریائی جانور کچھوے، مچھلی مینڈک، نہنگ اس کی رعیت ہیں۔

بادشاہ نے کہا۔ اس کی شکل و صورت بیان کر۔ اس نے کہا۔ وہ ڈیل ڈول میں سب دریائی جانوروں سے بڑا، صورت عجیب، شکل مہیب، قد لنبا، تمام دریا کے جانور اس سے خوف کرتے ہیں۔ سر بڑا، آنکھیں روشن، منھ چوڑا، دانت بہت۔ بہت دریائی جانور پاتا ہی، بے شمار نگل جاتا ہی۔ جب کہ بہت کھانے سے بدہضمی ہوتی ہی، اس وقت کمان کی طرح خم ہو کر سر اور دم کے زور پر کھڑا ہوتا اور بیچ کے دھڑ کو پانی سے نکال کر ہوا میں بلند کرتا ہی، آفتاب کی حرارت سے اس کے پیٹ کا کھانا ہضم ہو جاتا ہی اور بیشتر اس حالت میں بے ہوش بھی ہو جاتا اس وقت بادل جو دریا سے اٹھتے ہیں اس کو لے کر خشکی میں ڈال دیتے ہیں۔ پھر تو وہ جانا اور درندوں کی غذا ہوتا ہی۔ اور کبھی بادلوں کے ساتھ بلند ہو کر یاجوج ماجوج کی حد میں جا گرتا ہی اور چند روز ان کے کھانے میں آتا ہی۔

غرض جتنے دریائی جانور ہیں اس سے ڈرتے اور بھاگتے ہیں، وہ کسی سے نہیں ڈرتا مگر ایک جانور چھوٹا چنٹے کے برابر ہی اس سے نہایت خوف کرتا ہی اس وقت کہ وہ اس کے ... اس کو کاٹتا ہی زہر اس کا تمام بدن میں اس کے اثر کر جاتا ہی ... مر جاتا ہی اور تمام دریائی جانور جمع ہو کر ایک مدت تک اس کا گوشت کھاتے ہیں ... طرح اور چھوٹے جانوروں کو یہ کھاتا ہی اسی طرح ... ہی حال شکاری جانوروں اور طائروں کا ... وغیرہ ہوں ... چیونٹیوں کو کھاتے ہیں اور ان کو ... دیتا ہی

شکار کرتے ہیں۔ پھر باز و عقاب اور گدھ باشہ و شاہین کو شکار کرکے کھاتے ہیں۔ آخر کو جب وہی مرتے ہیں تمام کیڑے مکوڑے چھوٹے جانوران کو کھاتے ہیں یہی حال انسانوں کا ہے کہ وہ سب ہرن پاڑھے بکری بھیڑ و طائروں کے گوشت کو کھاتے ہیں۔ جب کہ مرجاتے ہیں قبر میں چھوٹے چھوٹے کیڑے ان کے جسم کو کھاتے ہیں اور کبھی چھوٹے حیوان بڑے حیوان پر دانت مارتے ہیں۔ اسی واسطے حکیموں نے کہا ہے کہ ایک کے مرجانے سے دوسرے کی بہتری ہوجاتی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ۔ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ۔ یعنی نوبت بنوبت پھیرتے ہیں ہم زمانے کو آدمیوں میں اور سوائے عالموں کے کوئی اس بات کو نہیں جانتا ہے۔

بعد اس کے کہا۔ میں نے سنا ہے کہ سب آدمی گمان کرتے ہیں کہ ہم مالک اور تمام حیوان ہمارے غلام ہیں، میں نے جو حیوانوں کا احوال بیان کیا اس سے کیوں نہیں دریافت کرتے کہ سب حیوانات مساوی ہیں؟ کچھ فرق نہیں۔ کبھی تو کھاتے ہیں اور کبھی آپ دوسروں کی غذا ہوجاتے ہیں۔ معلوم نہیں کہ حیوانوں پر کس چیز سے فخر کرتے ہیں حالانکہ جو حال ہمارا ہے وہی حال ان کا ہے۔ کیونکہ نیکی اور بدی بعد مرنے کے ظاہر ہوتی ہے۔ مٹی میں سب مل جاویں گے، آخر خدا کی طرف رجوع کریں گے۔

بعد اس کے بادشاہ سے کہا کہ انسان جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم مالک اور سب حیوان غلام ہیں اس مکر و بہتان سے ان کے سخت تعجب ہے، نپٹ جاہل ہیں کہ ایسی بات خلافِ قیاس کہتے ہیں۔ میں حیران ہوں کہ وہ کیونکر یہ تجویز کرتے ہیں کہ سب درندے چرند شکاری جانور اژدھے، نہنگ، سانپ، بچھو ان کے غلام ہیں۔ یہ نہیں جانتے کہ اگر درندے جنگل سے اور شکاری جانور پہاڑوں سے اور نہنگ دریا سے نکل کر ان پر حملہ کریں کوئی نشان باقی نہ رہے درت

سے مقدمہ میں اگر ہم سب کو تباہ کر دیں، ایک آدمی جیتا نہ بچے۔ غنیمت نہیں کہ ان کا شکر نہیں کرتے ہیں کہ خدا نے ان کے ملک سے ان کے سبب سے ہم کو دور رکھا ہے اور بیچارے حیوان جو ان کے بس گرفتار ہیں رات دن ان کو عذاب میں رکھتے ہیں۔ اسی سبب غرور میں آگئے ہیں کہ بغیر دلیل دعوے کے یہ دعویٰ بے حق کرتے ہیں۔

پھر جن کے بادشاہ نے سامنے دیکھا، جو ایک درخت کی شاخ پر بیٹھا ہوا ہر ایک کی باتیں سنتا تھا۔ پوچھا۔ تو کون ہے۔ اس نے کہا میں شکاری جانوروں کا وکیل ہوں، مجھ کو ان کے بادشاہ عنقا نے بھیجا ہے۔ بادشاہ نے کہا وہ کہاں رہتا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ دریائے شور کے جزیروں میں بلند پہاڑوں پر رہتا ہے وہاں کسی بشر کا گزر نہیں ہوتا اور جہاز بھی وہاں تک نہیں جا سکتے۔ فرمایا اس جزیرے کا احوال بیان کر۔ اس نے کہا۔ زمین وہاں کی بہت عمدہ ہے، آب و ہوا معتدل چشمے خوش گوار، انواع و اقسام کے درخت میوہ دار، حیوانات طرح طرح کے بے شمار۔ بادشاہ نے کہا۔ عنقا کی شکل و صورت بیان کر۔ کہا وہ پرندوں میں سب طائروں سے بڑا ہے۔ اڑنے میں قوی، پنجے اور منقار سخت، بازو نہایت چوڑے چکلے جس وقت ان کو ہوا میں حرکت دیتا ہے جہاز کے بادبان سے معلوم ہوتے ہیں۔ دم لمبی، اڑنے کے وقت حرکت کے زور سے پہاڑ ہل جاتا ہے اور ہاتھی گینڈے وغیرہ بڑے بڑے جانوروں کو زمین سے اٹھا لے جاتا ہے۔ بادشاہ نے کہا خصلت اس کی بیان کر۔ کہا خصلت اس کی بہت اچھی ہے اور وقت میں بیان کروں گا۔

بعد اس کے بادشاہ نے انسانوں کی جماعت کی طرف دیکھا۔ ستر آدمی انواع و اقسام کی شکلیں طرح طرح کے لباس پہنے ہوئے کھڑے تھے۔ ان سے

کہا۔ حیوانوں نے جو کچھ بیان کیا اس کے جواب میں تامّل و فکر کرو۔ پھر پوچھا کہ تمہارا بادشاہ کون ہی؟ انھوں نے جواب دیا ہمارے بادشاہ بہت سے ہیں اور ہر ایک اپنے ملک میں فوج و رعیت لیے ہوئے رہتا ہی۔

بادشاہ نے پوچھا۔ اس کا کیا سبب ہی کہ حیوانوں میں باوجود کثرت کے ایک بادشاہ ہوتا ہی اور تم میں باوصف قلت کے بہت سے بادشاہ ہیں۔ انسانوں کی جماعت سے عراقی نے جواب دیا کہ آدمی بہت سی احتیاج رکھتے ہیں حالات ان کے مختلف ہیں اس واسطے بہت بادشاہ ان کے لیے چاہییں۔ حیوانوں کا یہ طور اُسلوب نہیں ہی اور ان میں بادشاہ وہی ہوتا ہی کہ ڈیل ڈول میں بڑا ہو۔ انسانوں میں بیشتر بالعکس اس کے ہی۔ کیونکہ اکثر ان میں بادشاہ دُبلے پتلے منحنی ہوتے ہیں اس واسطے کہ بادشاہوں سے غرض یہی ہی کہ عادل و منصف اور رعیت پرور ہوویں، ہر ایک کے حال پر شفقت و مہربانی کریں۔

اور انسانوں میں بادشاہی نوکروں کے فرقے بھی بہت ہوتے ہیں۔ بعضے تو سپاہی ہتھیار بند ہیں کہ جو دشمن بادشاہ کا ہوتا ہی اس کو دفع کرتے ہیں چور دغاباز اچکے، جیب کترے، ان کے سبب شہروں میں فتنہ و فساد نہیں کرنے پاتے۔ اور بعضے وزیر دیوان اور منشی ہوتے ہیں جن کے سبب ملک میں بندوبست رہتا، اور فوج کے واسطے خزانہ جمع ہوتا ہی۔ بعضے وہ ہیں کہ زراعت و کشتکاری سے غلّہ پیدا کرتے ہیں۔ بعضے قاضی اور مُفتی ہیں کہ خلائق میں شریعت کے احکام جاری کرتے ہیں اس واسطے کہ بادشاہوں کو دین و شریعت بھی ضرور ہی کہ رعیت گمراہ نہ ہووے۔ اور کتنے سوداگر اور اہل حرفہ ہیں کہ ہر ایک دیار میں خرید و فروخت کا معاملہ کرتے ہیں اور بعضے فقط خدمت کے لیے مخصوص ہیں جس طرح غلام و خدمت گار ہوتے ہیں۔ اسی طرح اور بھی بہت سے فرقے ہیں کہ وہ بادشاہوں کے واسطے

نہایت ضرور ہیں کہ بغیر ان کے کاروبار موقوف ہو جاتا ہی۔ اس واسطے انسانوں کو بہت سے سردار چاہییں کہ ہر ایک شہر میں اپنے اپنے گروہ کے انتظام و بندوبست میں مصروف رہیں، کسی طرح کا خلل نہ ہونے پاوے۔

اور یہ نہیں ہو سکتا ہی کہ ایک بادشاہ تمام انسانوں کا بندوبست کرے اس واسطے کہ تمام ہفت اقلیم میں بہت سے مُلک واقع ہیں، ہر ایک ملک میں ہزاروں شہر ہیں جن میں لاکھوں خلقت رہتی ہی، ہر ایک کی زبان مختلف، مذہب جُدا، ممکن نہیں کہ ایک آدمی سب ملکوں کا بندوبست کر سکے۔ اس واسطے اللہ تعالی نے ان کے لیے بہت سے بادشاہ مقرر کیے ہیں اور یہ سب سلاطین روئے زمین خدا کے نائب کہلاتے ہیں کہ خدا نے ان کو ملک کے مالک اور اپنے بندوں کے سردار کیا ہی تاکہ ملک کی آبادی میں مشغول رہیں اور اس کے بندوں کی قرار واقعی محافظت کریں، ہر ایک کے حال پر شفقت و مہربانی رکھیں، خلق میں احکام عدالت کے جاری کریں جس چیز کو خدا نے منع کیا ہی اس سے خلائق کو باز رکھیں اور حقیقت میں سب کا نگہبان وہی ہی کہ ہر ایک کو پیدا کرتا اور رزق دیتا ہی۔

اکیسویں فصل

مکھیوں کے سردار کے احوال میں

انسان جس وقت اپنے کلام سے فارغ ہوا بادشاہ نے حیوانوں کی طرف نظر کیا ناگاہ ایک بھین آواز کان میں پہنچی۔ دیکھا تو مکھیوں کا سردار یعسوب سامنے اڑتا اور خدا کی تسبیح و تہلیل میں نغمہ سرائی کرتا ہے۔ پوچھا۔ تو کون ہے؟ اس نے کہا۔ میں حشرات الارض کا بادشاہ ہوں۔ فرمایا تو آپ کیوں آیا؟ جس طرح اور حیوانوں نے اپنے قاصد اور وکیل بھیجے تو نے اپنی رعیت اور فوج سے کسی کو کیوں نہ بھیجا؟ اس نے کہا۔ میں نے ان کے حال پر شفقت اور مہربانی کی تاکہ کسی کو کچھ تکلیف نہ پہنچے۔ بادشاہ نے کہا۔ یہ وصف اور کسی حیوان میں نہیں ہے تجھ میں کیونکر ہوا؟ کہا۔ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت و رحمت سے یہ وصف عطا کیا۔ اس کے سوا اور بھی بہت سی بزرگیاں اور خوبیاں بخشی ہیں۔ بادشاہ نے کہا۔ کچھ بزرگیاں اپنی بیان کر کہ ہم بھی معلوم کریں۔

اس نے کہا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اور میرے جدّ و آبا کو بہت سی نعمتیں بخشیں اور کسی حیوان کو ان میں شریک نہیں کیا۔ چنانچہ ملک و نبوّت کا مرتبہ ہم کو بخشا اور ہمارے جدّ و آبا کو نسل در نسل اس کا ورثہ پہنچایا۔ یہ دو نعمتیں اور کسی حیوان کو نہیں دیں۔ اس کے سوا اللہ تعالیٰ نے ہم کو علم ہندسہ اور بہت سی صنعتیں سکھائیں کہ اپنے مکانوں کو نہایت خوبی سے بناتے ہیں۔ تمام جہان کے پھل اور پھول ہم

پر عدل کیے کہ بے غش کھاتے ہیں۔ ہمارے لعاب سے شہد پیدا کیا کہ جس سے
مرد انسانوں کو شفا حاصل ہوتی ہے۔ اس مرتبے پر ہمارے آیات قرآنی ناطق ہیں
اور ہماری صورت و سیرت اللہ تعالیٰ کی صنعت و قدرت پر غافلوں کے
واسطے دلیل ہے کیوں کہ خلقت ہماری نہایت لطیف اور صورت نپٹ عجیب ہے
اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے جسم میں تین جوڑ رکھے ہیں۔ بیچ کے جوڑ کو مربع
اور نیچے کے دھڑ کو مخروط، سر کو مدور بنایا، چار ہاتھ پانو مانند اضلاع شکلِ مسدس
کے نہایت خوبی سے مناسب مقدار کے بنائے جن کے سبب نشست و برخاست
کرتے ہیں اور گھر اپنے اس خوش اسلوبی سے بناتے ہیں کہ ہوا ان میں ہرگز نہیں
جا سکتی کہ جس کے باعث ہم کو یا ہمارے بچوں کو تکلیف پہنچے۔

ہاتھ پانو کی قوت سے درخت کے پھل پتے پھول جو کچھ پاتے ہیں، اپنے
مکانوں میں جمع کر رکھتے ہیں۔ شانوں پر چار بازو بنائے جن کے باعث اڑتے ہیں۔
اور ہمارے ڈنک میں کچھ زہر بھی پیدا کیا ہے کہ اس کے سبب دشمنوں کی شر سے
محفوظ رہتے ہیں۔ اور گردن پتلی بنائی کہ دہنے بائیں سر کو بخوبی پھیرتے ہیں اور
اس کے دونوں طرف دو آنکھیں روشن عطا کی ہیں کہ ان کی روشنی سے ہر ایک
چیز کو دیکھتے ہیں۔ اور منہ بھی بنایا ہے کہ اس سے کھانے کی لذت جانتے ہیں۔
دو ہونٹ بھی دیے جن کے سبب کھانے کی چیزیں جمع کرتے ہیں اور ہمارے
پیٹ میں قوتِ ہاضمہ ایسی بخشی ہے کہ وہ رطوبات کو شہد کر دیتی ہے اور یہی شہد واسطے
ہمارے اور اولاد کے غذا ہے جس طرح چارپایوں کی پستان میں قوت دی ہے کہ اس کے
سبب خون مستحیل ہو کر دودھ ہو جاتا ہے۔ غرض کہ یہ نعمتیں اللہ تعالیٰ نے ہم
کو عطا کی ہیں اس کا شکر کہاں تک کریں؟ اسی واسطے ہم [illegible] کے
حال پر شفقت و مہربانی کر کے اپنے اوپر تکلیف روا رکھتی ہیں [illegible]

نہ بھیجا۔

جس وقت یعسوب اپنے کلام سے فارغ ہوا بادشاہ نے کہا۔ آفرین صد آفریں تو نہایت فصیح و بلیغ ہو۔ سچ ہو کہ تیرے سوا یہ نعمتیں اللہ تعالیٰ نے کسی حیوان کو نہیں بخشیں۔ بعد اس کے پوچھا۔ تیری رعیت اور سپاہ کہاں ہو؟ اس نے کہا۔ ٹیلے پہاڑ، درخت پر جہاں ٹھیکا پاتے ہیں، رہتے ہیں اور بعضے آدمیوں کے ملک میں جا کر ان کے گھروں میں سکونت اختیار کرتے ہیں۔ بادشاہ نے پوچھا۔ ان کے ہاتھ سے کیوں کر سلامت رہتے ہیں۔ کہ۔ بیشتر اُن سے چھپ کر اپنے تئیں بچاتے ہیں مگر کبھی جو وہ قابو پاتے ہیں تکلیف دیتے ہیں بلکہ اکثر چھتوں کو توڑ کر بچوں کو مار ڈالتے ہیں اور شہد نکال کر آپس میں کھا لیتے ہیں۔

بادشاہ نے پوچھا۔ پھر تم اس ظلم پر ان کے کیوں کر صبر کرتے ہو؟ اس نے کہا۔ ہم یہ ظلم سب اپنے اوپر گوارا کرتے ہیں اور کبھی عاجز ہو کر ان کے مُلک سے نکل جاتے ہیں۔ اس وقت وہ صلح کے واسطے بہت حیلے پیش کرتے ہیں، طرح طرح کے سوغات عطر و خوشبو وغیرہ بھیجتے ہیں، طبل اور دف بجاتے ہیں غرض کہ انواع و اقسام کے تحفے و تحائف دے کر ہم کو راضی کرتے ہیں۔ ہمارے مزاج میں شر و فساد نہیں ہو، ہم بھی ان سے صلح کر لیتے ہیں۔ ان کے یہاں پھر چلے آتے ہیں تس پر بھی ہم سے راضی نہیں ہیں۔ بغیر دلیل و حجت کے دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم مالک، یہ غلام ہیں۔

بائیسویں فصل

جنّوں کی اپنے بادشاہوں اور سرداروں کی اطاعت کے بیان میں

بعد اس کے یعسوب نے بادشاہ سے پوچھا کہ جن اپنے بادشاہ رئیس کی اطاعت کس طرح کرتے ہیں، اس حال کو بیان کیجیے۔ بادشاہ نے کہا۔ یہ سب اپنے سردار کی اطاعت و فرماں برداری بخوبی کرتے ہیں اور بادشاہ جو حکم کرتا ہے اس کو بجا لاتے ہیں۔ یعسوب نے کہا۔ اس کو مفصّل بیان کیجیے۔ بادشاہ نے کہا جنّوں کی قوم میں نیک و بد اور مسلمان و کافر ہوتے ہیں، جس طرح انسانوں میں ہیں۔ جو کہ نیک ہیں وہ اپنے رئیس کی اطاعت و فرماں برداری اس قدر کرتے ہیں کہ آدمیوں سے بھی نہیں ہو سکتی اس واسطے کہ اطاعت و فرماں برداری جنّات کی مثل ستاروں کی ہے کیونکہ آفتاب ان میں بمنزلہ بادشاہ کے ہے اور سب ستارے بجائے فوج و رعیّت کے ہیں۔ چنانچہ مریخ سپہ سالار، مشتری قاضی، زحل خزانچی، عطارد وزیر، زہرہ حرم، ماہتاب ولی عہد ہے اور ستارے گویا فوج و رعیّت ہیں۔ اس واسطے کہ سب آفتاب کے تابع ہیں، اسی کی حرکت سے حرکت کرتے ہیں۔ وہ جو ٹھہر رہتا ہے سب متوقّف ہو جاتے ہیں، اپنے معمول و حد سے تجاوز نہیں کرتے۔

یعسوب نے پوچھا کہ ستاروں نے یہ خوبی اطاعت و انتظام کی کہاں سے

حاصل کی؟ بادشاہ نے کہا۔ یہ فیض ان کو فرشتوں سے حاصل ہے کہ وہ سب اللہ تعالیٰ کی فوج ہیں اور اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ یعسوب نے کہا۔ فرشتوں کی اطاعت کس طور پر ہے؟ کہا۔ جس طرح حواسِ خمسہ نفس ناطقہ کی طاعت کرتے ہیں۔ تہذیب و تادیب کے محتاج نہیں۔ یعسوب نے کہا۔ اس کو مفصل فرمائیے۔ بادشاہ نے کہا کہ حواسِ خمسہ نفس ناطقہ کے واسطے محسوسات کے دریافت و معلوم ہونے میں محتاج امر و نہی کے نہیں ہیں۔ جس شے کے دریافت کرنے کے لیے وہ متوجہ ہوا ہو وہی بے تامل و بلا تاخیر اس کو دوسری شے سے ممتاز کر کے نفسِ ناطقہ کو پہنچا دیتے ہیں۔ اسی طرح فرشتے خدا کی اطاعت اور فرماں برداری میں مصروف رہتے ہیں۔ جو حکم ہوتا ہے اس کو فی الفور بجالاتے ہیں۔

اور جنوں میں جو کہ بدذات اور کافر ہیں ہرچند کہ قرار واقعی بادشاہ کی اطاعت نہیں کرتے مگر وہ بھی بدذات انسانوں سے بہتر ہیں اس واسطے کہ بعضے جنوں نے باوجود کفر اور گمراہی کے سلیمان کی اطاعت میں قصور نہ کیا۔ ہرچند کہ انھوں نے عمل کے زور سے بہت رنج و مصیبتیں پہنچائیں پر بے ان کی فرماں برداری میں ثابت قدم رہے اور جو کبھی کوئی آدمی کسی ویرانے یا جنگل میں جن کے خوف سے کچھ دعا اور کلام پڑھتا ہے جب تلک اس مکان میں رہتا ہے کسی طرح کا رنج اس کو نہیں دیتے اگر بحسب اتفاق کوئی جن کسی عورت یا مرد پر مسلط ہو اور کسی عامل نے اس کی رہائی کے واسطے جنوں کے رئیس کی حاضرات اور دعوت کی، فی الفور بھاگ جاتے ہیں اس کے سوا ان کے حسنِ اطاعت پر یہ دلیل ہے کہ ایک بار پیغمبر آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کسی مکان میں قرآن پڑھتے تھے وہاں جنوں کا گزر ہوا، سنتے ہی سب کے سب مسلمان ہوئے اور اپنی قوم میں جا کر کتنوں کو اسلام کی دعوت کر کے نعمت ایمان سے بہرہ اندوز کیا چنانچہ چند

آیات قرآنی اس مقدمے پر ناطق ہیں۔

انسان ان کے بالعکس ہیں۔ طبیعتوں میں اُن کی شرک و نفاق بھرا ہے۔ سراسر متکبر و مغرور ہوتے ہیں۔ بیشتر اخذِ منفعت کے واسطے طریقِ ہدایت سے منحرف ہو کر مشرک و مرتد ہو جاتے ہیں ہمیشہ روئے زمین پر قتال و جدال میں مصروف رہتے ہیں بلکہ اپنے پیغمبروں کی بھی اطاعت نہیں کرتے۔ باوجود معجزے اور کرامت کے صاف منکر ہو جاتے ہیں۔ اور کبھی ظاہر میں اطاعت کرتے ہیں پر دل ان کا شرک و نفاق سے خالی نہیں۔ از بسکہ جاہل اور گمراہ ہیں کسی بات کو نہیں سمجھتے۔ تس پر یہ دعویٰ ہے کہ ہم مالک اور سب ہمارے غلام ہیں۔

انسانوں نے جو دیکھا کہ بادشاہ مکھیوں کے رئیس سے ہم کلام ہو رہا ہے کہنے لگے۔ نہایت تعجب ہے کہ بادشاہ کے نزدیک حشرات الارض کے رئیس کا یہ رتبہ ہے کہ کسی جیوں کا نہیں۔ جنوں کی قوم سے ایک حکیم نے کہا۔ اس بات کا تم تعجب نہ کرو۔ اس واسطے کہ یعسوب مکھیوں کا سردار اگرچہ جسم میں چھوٹا اور منحنی ہے لیکن نہایت عاقل و دانا اور تمام حشرات الارض کا رئیس و خطیب ہے۔ جتنے حیوان ہیں سب کو ریاست و سلطنت کے احکام تعلیم کرتا ہے اور بادشاہوں کا یہی معمول ہے کہ اپنے ہم جنسوں سے جو کہ سلطنت و ریاست میں شریک ہیں، ہم کلام ہوتے ہیں اگرچہ وہ شکل و صورت میں خلاف ہوویں۔ یہ خیال اپنے دل میں نہ لاؤ کہ بادشاہ کسی غرض و مطلب کے واسطے ان کی طرف داری و رعایت کرتا ہے

القصہ بادشاہ [illegible] کی طرف متوجہ ہوا [illegible] کہ حیوانوں نے [illegible]

[illegible]

پر دلالت کرتی ہیں۔ بادشاہ نے کہا۔ انھیں بیان کرو۔ رومی نے کہا کہ ہم بہت سے علوم اور صنعتیں جانتے ہیں۔ دانائی اور تدبیر میں سب حیوانوں سے غالب ہیں۔ دنیا اور آخرت کے امور بخوبی سرانجام کرتے ہیں۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ ہم مالک اور حیوان ہمارے غلام ہیں۔

بادشاہ نے حیوانوں سے کہا۔ اس نے جو اپنی فضیلتیں بیان کیں تم اس کا جواب کیا دیتے ہو؟ حیوانوں کی جماعت نے یہ بات سُن کر سر جھکا لیا۔ کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ مگر بعد ایک گھڑی کے مکھیوں کے وکیل نے کہا کہ یہ آدمی گمان کرتا ہے کہ ہم بہت علوم اور تدبیریں جانتے ہیں جس کے سبب ہم مالک اور حیوان ہمارے غلام ہیں۔ اگر آدمی فکر و تامل کریں تو معلوم ہو کہ ہم اپنے امور میں کس طور پر انتظام و بندوبست کرتے ہیں دانائی و فکر میں ان سے غالب ہیں۔ علم ہندسہ میں یہ مہارت رکھتے ہیں کہ بغیر مسطر اور پرکار کے انواع و اقسام کے دائرے اور شکلیں مثلث و مربع کھینچتے ہیں۔ اپنے گھروں میں طرح طرح کے زاویے بناتے ہیں۔ سلطنت و ریاست کے قاعدے آدمیوں نے بھی ہم سے سیکھے اس واسطے کہ ہم اپنے یہاں دربان اور چوکیدار متعین کرتے ہیں کہ ہمارے بادشاہ کے سامنے بغیر حکم کے کوئی آنے نہیں پاتا۔ درختوں کے پتوں سے شہد نکال کر جمع کرتے ہیں اور فراغت سے اپنے گھروں میں بیٹھ کر بال بچوں کے ساتھ کھاتے ہیں۔ جو کچھ ہمارا جھوٹا بچ رہتا ہے، یہ سب آدمی اس کو نکال کر اپنے تصرّف میں لاتے ہیں۔

یہ ہنر ہم کو کسی نے تعلیم نہیں کیے مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوتا ہے کہ بغیر مدد اور اعانت استاد کے ہم اتنے ہنر جانتے ہیں۔ اگر انسانوں کو یہ گھمنڈ ہے کہ ہم مالک اور حیوان ہمارے غلام ہیں تو ہمارا جھوٹا کیوں کھاتے

ہیں؛ بادشاہوں کا یہ طریق نہیں ہی کہ غلاموں کا جھوٹا کھاویں۔ اور یہ اکثر امور میں ہمارے محتاج رہتے ہیں، ہم کسی امر میں ان سے احتیاج نہیں رکھتے۔ پس یہ دعویٰ بے دلیل ان کو نہیں پہنچتا ہی۔

اگر چونٹی کے احوال پر یہ آدمی نگاہ کرے کہ باوجود چھوٹے جسم کے کیوں کر زمین کے نیچے طرح طرح کے مکان پیچ دار بناتی ہی۔ کیسی ہی سیلابی ہو، پانی اُن میں ہرگز نہیں جاتا اور کھانے کے لیے غلہ جمع کر رکھتی ہی۔ اگر کبھی اس میں سے کچھ بھیگ جاتا ہی نکال کر دھوپ میں سکھاتی ہی۔ جن دانوں میں احتمال جمنے کا ہوتا ہی ان کے چھلکے دور کر کے دو ٹکڑے کر ڈالتی ہی۔ گرمیوں میں بہت چونٹیاں قافلے کے قافلے جمع ہو کر قوت کے واسطے ہر ایک طرف جاتی ہیں۔ اگر کسی چونٹی کو کہیں کچھ نظر آیا اور گرانی کے سبب اُٹھ نہ سکا تھوڑا اس میں سے لے کر اپنے مجمع میں آ کر خبر کرتی ہی ان میں جو آگے بڑھتی ہی وہ اُس چیز سے کچھ تھوڑا پہچان کے واسطے لے کر وہاں جا پہنچتی ہی۔ پھر سب جمع ہو کر کس محنت و مشقت سے اس کو اٹھا لاتی ہیں۔ اگر کسی چونٹی نے محنت میں سستی کی اس کو مار کر نکال دیتی ہیں۔ پس اگر یہ آدمی تامل کرے تو معلوم ہو کہ چونٹیاں کیسا علم و شعور رکھتی ہیں۔

اسی طرح ٹڈی جب کہ فصل ربیع میں کھا پی کر موٹی ہوتی ہی کسی نرم زمین میں جا کر [illegible] انڈے دیتی ہی اور اس کو مٹی سے چھپا کر آپ اُڑ جاتی ہی جب اُس کی موت کا وقت آتا ہی [illegible] جاتے ہیں یا گرمی سردی کی کثرت سے آپ ہلاک ہو جاتی ہی۔ دوسرے برس پھر فصل ربیع میں جن دنوں ہوا معتدل ہوتی ہی ان انڈوں سے ایک چھوٹا بچہ کیڑے کے مانند پیدا ہو کر زمین پر چلنے اور گھاس چرنے [illegible] اس کے نکلتے ہیں اور کھا پی کر موٹا ہوتا ہی یہ بھی [illegible] انڈے دے کر زمین میں چھپا دیتا ہی۔ غرض اسی طور [illegible]

پیدا ہوتے ہیں۔

اسی طرح ریشم کے کیڑے کہ بیشتر پہاڑوں کے درختوں پر خصوصاً توت کے درخت پر رہتے ہیں ایام بہار میں جب کہ خوب موٹے ہوتے ہیں اپنے لعاب کو درخت پر تن کر بآرام تمام اس میں سوتے ہیں۔ جس وقت جاگتے ہیں اسی جال میں انڈے دے کر آپ نکل جاتے ہیں۔ ان کو تو طائر کھا لیتے ہیں یا آپ خود بخود گرمی یا سردی سے مرجاتے ہیں اور انڈے سال بھر بحفاظت اس میں رہتے ہیں۔ دوسرے سال ان میں سے بچے پیدا ہوکر درخت پر چلتے پھرتے ہیں جب یہ تازے و توانا ہوتے ہیں اسی طور پر انڈے دے کر بچے پیدا کرتے ہیں۔

اور بھڑیں بھی دیواروں اور درختوں پر چھتے بنا کر ان میں انڈے بچے دیتی ہیں مگر یہ کھانے کے واسطے کچھ جمع نہیں کرتے ہیں۔ روز روز اپنا قوت ڈھونڈ لیتی ہیں اور جاڑوں کے دنوں میں غاروں یا گڑھوں میں چھپ کر مرجاتی ہیں۔ پوست ان کا تمام جاڑوں بھر وہاں پڑا رہتا ہے ہرگز سڑتا گلتا نہیں۔ پھر فصل ربیع میں خدا کی قدرت سے ان میں روح آجاتی ہے۔ بدستور اپنے اپنے گھر بنا کر انڈے بچے پیدا کرتے ہیں۔

غرض اسی طرح تمام حشرات الارض اپنے بچوں کو پیدا کر کے پرورش کرتے ہیں فقط شفقت و مہربانی سے۔ یہ نہیں کہ ان سے کچھ خدمت کی توقع رکھتے ہیں۔ بخلاف آدمیوں کے کہ وہ اپنی اولاد سے نیکی اور احسان کے امیدوار رہتے ہیں۔ سخاوت اور جود کہ شیوہ بزرگوں کا ہے ہرگز ان میں نہیں۔ پھر کس چیز سے ہم پر فخر کرتے ہیں؟ اور مکھی، مچھر، ڈانس وغیرہ کہ انڈے دیتے اور اپنے بچوں کی پرورش کرتے اور گھر بناتے ہیں صرف اپنے فائدے کے واسطے نہیں بلکہ اس لیے کہ بعد ان کے مرنے کے اور کیڑے آکر آرام پاویں کیونکہ ان میں سے ہر ایک کو اپنی موت

کا یقین کامل حاصل ہے۔ جب کہ موت کے دن پورے ہوتے ہیں رضامندی اور خوشی سے خود فنا ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے پھر دوسرے سال پیدا کرتا ہے۔ غرض کہ یہ کسی حال میں اس کا انکار نہیں کرتے جس طرح بعضے آدمی بعث و قیامت سے منکر ہیں۔ اگر آدمی ان حیوانوں کا احوال معلوم کریں کہ یہ اپنی معاش اور معاد میں ان سے زیادہ تدبیریں جانتے ہیں یہ فخر نہ کریں کہ ہم مالک اور حیوان ہمارے غلام ہیں۔

جس گھڑی مکھیوں کا وکیل اس کلام سے فارغ ہوا جنوں کے بادشاہ نے نہایت خوش ہو کر اس کی تعریف کی اور انسانوں کی جماعت کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اس نے جو کہا سب سنا تم نے۔ اب تمہارے نزدیک کوئی جواب باقی ہے؟ ان میں سے ایک شخص اعرابی نے کہا کہ ہم میں بہت سی فضیلتیں اور نیک خصلتیں ہیں جن سے دعویٰ ہمارا ثابت ہوتا ہے۔ بادشاہ نے کہا۔ انھیں بیان کرو۔ کہا کہ زندگی ہماری بہت عیش سے گزرتی ہے۔ انواع و اقسام کی نعمتیں کھانے پینے کی ہم کو میسر ہیں۔ حیوانوں کو وہ نصیب بھی نہیں ہوتیں۔ میووں کا مغز اور گود ہمارے کھانے میں آتا ہے پوست اور گٹھلی یہ کھاتے ہیں۔ اس کے سوا طرح طرح کے کھانے، شوربا، باقرخانی، گاؤدیدہ، گاؤزبان، کلیجی، متنجن، زیر بریاں، مزعفر، شیر برنج، قورمہ، بورانی، فرنی، دودھ دہی، اچھی قسم قسم کی مٹھائی حلوا، سوہن، جلیبی، لڈو پیڑے، برفی، امرتی، نبات وغیرہ کھاتے ہیں۔ تفریح طبع کے واسطے ناچ رنگ ہنسی چہل فتنے کھیل میسر ہیں۔ لباس فاخرہ اور زیورات طرح بطرح کے پہنتے ہیں۔ نقدی قیمتی، چاندی، جواہر اور بہت سے فرش فروش رکھتے ہیں حیوانوں کو یہ سامان کہاں میسر ہیں؟ ہمیشہ جنگل کی گھاس کھاتے ہیں اور رات دن ننگے بدن غلاموں کی طرح محنت اور مشقت میں رہتے ہیں

یہ سب چیزیں دلیل ہیں اس پر کہ ہم مالک اور سب غلام ہیں۔

طائروں کا وکیل ہزار داستان سامنے شاخ درخت پر بیٹھا تھا۔ اس نے بادشاہ سے کہا کہ یہ آدمی جو اپنے انواع و اقسام کے کھانے پینے پر افتخار کرتا ہے یہ نہیں جانتا کہ حقیقت میں ان کے واسطے یہ سب رنج و عذاب ہے۔ بادشاہ نے کہا۔ یہ کیونکر ہے؟ اسے بیان کر۔ کہا۔ اس واسطے کہ اس آرام کے لیے بہت محنتیں اور رنج اٹھاتے ہیں۔ زمین کھودنا، ہل جوتنا، پُر کھینچنا، پانی بھرنا، اناج بونا، کاٹنا، تولنا، پیسنا، تنور میں آگ جلانا، پکانا، گوشت کے واسطے قصائیوں سے جھگڑنا، بنیوں سے حساب کتاب کرنا، مال جمع کرنے کے لیے محنتیں اٹھانا، علم و ہنر سیکھنا، بدن کو رنج دینا، دور دور ملکوں کو جانا، دو پیسے کے واسطے امیروں کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا۔ غرض اس جد و کد سے مال و اسباب جمع کرتے ہیں۔ بعد مرنے کے وہ غیروں کے حصّے میں آتا ہے۔ گر وجہ حلال سے پیدا کیا ہے تو اس کا حساب و کتاب ہے نہیں تو عذاب و عقاب۔

اور ہم اس رنج و عذاب سے محفوظ رہتے ہیں کیونکہ غذا ہماری فقط گھاس پات ہے۔ جو چیز زمین سے پیدا ہوتی ہے بے محنت و مشقت اس کو اپنے تصرف میں لاتے ہیں۔ انواع و اقسام کے پھل اور میوے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے ہمارے واسطے پیدا کیے ہیں، کھاتے ہیں اور ہمیشہ اس کا شکر کرتے ہیں۔ فکر و تلاش کھانے پینے کی ہمارے دل میں کبھی نہیں آتی۔ جہاں جاتے ہیں فضل الٰہی سے سب کچھ میسر ہو جاتا ہے۔ اور یہ ہمیشہ قوت کی فکر میں غلطاں و پیچاں رہتے ہیں۔ اور طرح طرح کے کھانے جو یہ کھاتے ہیں ویسے ہی رنج و عذاب بھی اٹھاتے ہیں۔ امراضِ مزمنہ میں مبتلا رہتے ہیں۔ بخار، درد سر، ہیضہ، سرسام، فالج، لقوہ، جوڑی، کھانسی، یرقان، تپ دق، پھوڑا، پھنسی، کھجلی، داد،

خنازیر، ہیضہ، اسہال، آتشک، سوزاک، فیل پا، نکوا سا، غرض اقسام اقسام کی بیماریاں ان کو عارض ہوتی ہیں، وہ دارو کے لیے طبیبوں کے یہاں دوڑتے پھرتے ہیں۔ تس پر بے حیائی سے کہتے ہیں کہ ہم ملک اور حیوان ہمارے غلام ہیں۔

انسان نے جواب دیا کہ بیماری کی خصوصیت کچھ ہمارے واسطے نہیں ہے جانور بھی اکثر امراض میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اس نے کہا۔ حیوان جو بیمار ہوتے ہیں صرف تمہاری آمیزش اور اختلاط سے۔ کتے، بلّی، کبوتر، مُرغ وغیرہ حیوانات کہ تمہارے یہاں گرفتار ہیں، اپنے طور پر کھانے پینے نہیں پاتے ہیں اسی واسطے بیمار ہو جاتے ہیں۔ اور جو حیوان کہ جنگل میں مخلّا بالطبع پھرتے ہیں، ہر ایک مرض سے محفوظ ہیں کیونکہ کھانے پینے کے وقت ان کے مقرر ہیں۔ کمی بیشی اس میں نہیں آتی۔ اور سب حیوانات جو تمہارے یہاں گرفتار ہیں اپنے طور پر اوقات سے نہیں کرنے پاتے کہ تا بے وقت کھاتے اور مارے بھوک کے انداز سے زیادہ کھا جاتے ہیں بدن کی ریاضت نہیں کرتے اسی سبب کبھی کبھی بیمار ہو جاتے ہیں۔

تمہارے لڑکوں کے بیمار ہونے کا بھی یہی سبب ہے کہ حاملہ عورتیں اور دائیاں حرص سے غیر مناسب کھانے جن پر تُم بہت فخر کرتے ہو کھا جاتی ہیں۔ اسی سے اخلاط فاسد پیدا ہوتی ہیں، دودھ بگڑ جاتا ہے۔ اُس کے اثر سے لڑکے بدصورت پیدا ہوتے اور ہمیشہ امراض میں مبتلا رہتے ہیں۔ انھیں مرضوں کے باعث رگ مت جانا اور غشی صرع اور غم و غصّے میں گرفتار رہتے ہیں۔ غرض کہ تم اپنے اعمال کی شامت سے ان بیماریوں میں گرفتار ہو اور ہم ان سے محفوظ ہیں۔

کسی نے کہا قسم قسم میں تمہارے یہاں شہد نفیس تر اور بہتر ہے جس کو کھانے اور دوا میں استعمال کرتے ہو سو وہ مکھیوں کا لعاب ہے، تمہاری صنعت سے نہیں پھر کس چیز کا فخر کرتے ہو، باقی پھل اور دانے ان کے کھانے میں ہم تم شریک

ہیں اور قدیم سے ہمارے تمہارے جدّ و آبا شریک ہوتے چلے آئے ہیں۔ جن دنوں تمہارے جدِّ اعلا حضرت آدمؑ و حوّا باغِ بہشت میں رہتے تھے اور بے محنت و مشقت وہاں کے میوے کھاتے، کسی طرح کی فکر و محنت نہ تھی ہمارے جدّ و آبا بھی اس ناز و نعمت میں ان کے شریک تھے۔

جب تمھارے بزرگوار اپنے دشمن کے بہکانے سے خُدا کی نصیحت بھول گئے اور ایک دانے کے واسطے حرص کی، وہاں سے نکالے گئے۔ فرشتوں نے نیچے لاکر ایسی جگہ ڈال دیا جہاں پھل پتّی بھی نہ تھی میووں کا تو کیا ذکر؟ ایک مدّت تلک اس غم میں رویا کیے۔ آخر کو توبہ قبول ہوئی، خدا نے گناہ معاف کیا ایک فرشتے کو بھیجا اس نے یہاں آکر زمین کھودنا، بونا، پیسنا، پکانا لباس بنانا سکھلایا۔ غرض رات دن اس محنت و مشقت میں گرفتار رہتے تھے۔ جب کہ اولاد بہت پیدا ہوئی اور ہر ایک جگہ جنگل اور آبادی میں رہنے لگے پھر تو زمین کے رہنے والوں پر بدعت شروع کی۔ گھر ان کے چھین لیے۔ کتنوں کو پکڑ کر قید کر لیے۔ بہتیرے بھاگ گئے۔ ان کے قید و گرفتار کرنے کے واسطے انواع و اقسام کے پھندے اور جال بنا بنا کر درپے ہوئے۔ آخر کو نوبت یہاں تک پہنچی کہ اب تم کھڑے ہو، فخر و مرتبہ بیان کرتے مناظرے اور مجادلے کے واسطے مستعد ہو۔

اور یہ جو تُم کہتے ہو کہ ہم خوشی کی مجلس کرتے ہیں، ناچ رنگ میں مشغول رہتے ہیں، عیش و عشرت میں اوقات بسر کرتے ہیں، لباس فاخرہ اور زیور انواع و اقسام کے پہنتے ہیں، ان کے سوا اور بہت سی چیزیں جو ہم کو میسر نہیں ہیں، سچ ہے، لیکن ان میں سے ہر ایک چیز کے عوض تم کو عذاب و عقاب بھی ہوتا ہے کہ جس سے ہم محفوظ ہیں کیونکہ تم شادی کی مجلس کے عوض ماتم خانے میں بیٹھتے ہو، خوشی کے بدلے غم اُٹھاتے ہو راگ رنگ اور ہنسی کے بدلے روتے اور رنج کھینچتے ہو

[illegible] قبر میں سوتے ہو [illegible] گلے میں طوق [illegible]
[illegible] ہو، غربت کے بدلے جو میں گرفتار ہوئے ہو [illegible]
[illegible] مصیبتوں سے محفوظ ہیں۔
[illegible]

[illegible] درختوں [illegible]
[illegible] سبزہ دریا کے کنارے
[illegible] اور اپنی طبیعت
[illegible] کے محتاج نہیں
[illegible] چاہیے کہ آپ کو کاندھوں پر اٹھا کر جہاں جی چاہے
[illegible] قادر ہے [illegible]
[illegible] غلام ہیں؟

[illegible] کوئی درجہ
[illegible]
[illegible] ایک شخص عبرانی
[illegible] دین و ثبوت اور
[illegible] آگاہ کرتے
[illegible]
[illegible] ہم کو تعلیم کریں
[illegible]

[illegible]
[illegible]

یہ سب عبادتیں اللہ تعالیٰ نے اس واسطے مقرّر کی ہیں کہ گناہ ان کے عفو ہوجاویں اور گمراہ نہ ہونے پاویں، چنانچہ قرآن میں فرماتا ہے اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ یعنے نیکیاں گناہوں کو دفع کرتی ہیں۔ اگر یہ قواعد شرعی پر عمل نہ کریں تو خدا کے نزدیک روسیاہ ہوویں۔ اسی خوف سے عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔ اور ہم گناہوں سے پاک ہیں۔ ہم کو کچھ احتیاج عبادت کی نہیں جس سے یہ اپنا فخر کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو ان لوگوں کے واسطے بھیجا ہے جو کہ کافر و مشرک اور گنہگار ہیں، اس کی عبادت نہیں کرتے، رات دن فسق و فجور میں مشغول رہتے ہیں، اور ہم اس شرک و معاصی سے بری ہیں۔ خدا کو واحد و لاشریک جانتے ہیں، اور اس کی عبادت میں معروف رہتے ہیں۔ اور انبیا و رسول مثل طبیب و نجومی کے ہیں۔ طبیبوں سے وہی لوگ احتیاج رکھتے ہیں جو کہ مریض و علیل ہوتے ہیں اور نجومیوں سے منحوس و بد طالع التجا کرتے ہیں۔

اور غسل و طہارت تمھارے واسطے اس لیے فرض ہوا ہے کہ ہمیشہ ناپاک رہتے ہو۔ رات دن زنا اور غلام میں اوقات بسر کرتے ہو اور بیشتر گندہ بدن ہوتے ہو، اس واسطے تم کو طہارت کا حکم ہے۔ اور ہم ان چیزوں سے کنارہ کرتے ہیں۔ تمام سال میں ایک بار قربت کرتے ہیں سو بھی شہوت ولذّت کے واسطے نہیں صرف بقاء نسل کے لیے اس امر کے مرتکب ہوتے ہیں۔ نماز روزہ اس واسطے فرض ہے کہ اس کے سبب تمھارے گناہ عفو ہوجاویں۔ ہم گناہ کرتے نہیں، ہم پر کیوں فرض ہووے۔ صدقہ زکوٰۃ اس لیے واجب ہے کہ تم بہت مال حلال و حرام سے جمع رکھتے ہو، پر حقوق کو نہیں دیتے۔ اگر غریب و مسکین پر خرچ کرو تو کاہے کو زکوٰۃ فرض ہووے اور ہم اپنے ابنائے جنس پر شفقت و مہربانی کرتے ہیں بخل سے کبھی کچھ جمع نہیں کرتے۔

اور [illegible] جو [illegible] اللہ تعالیٰ نے ہمارے واسطے حلال و حرام اور حدود و قصاص [illegible] تمہاری تعلیم کے واسطے ہیں کیونکہ قلب تمہارے تاریک [illegible] اور [illegible] فائدے اور نقصان کو نہیں سمجھتے ہو، اسی واسطے عقل [illegible] اور ہم کو بواسطہ پیغمبروں کے ہر چیز سے استغنا [illegible] وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ [illegible] ہوئی ہیں اور [illegible] مکھی سے کہا کہ پہاڑ پر اپنا گھر بنا، اور ایک مقام [illegible] قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ۔ حاصل یہ ہے کہ ہر [illegible] اور ایک موقع پر یوں فرمایا ہے فَبَعَثَ اللّٰهُ [illegible] فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ قَالَ يٰوَيْلَتٰى [illegible] هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ [illegible] کو بھیجا کہ جا کر زمین کھودے اور قابیل کو دکھا دے کہ وہ [illegible] بھائی کی لاش کو زمین کھود کر دفن کرے۔ اس وقت قابیل نے [illegible] اس کوے کے برابر بھی عقل نہیں ہے کہ بھائی کی [illegible] طرح دفن کرتا، اس بات سے نہایت ندامت اٹھائی۔

اور یہ جو کہتے ہو کہ ہم جماعت کی نماز پڑھنے کے واسطے مسجدوں اور خانقاہوں [illegible] ہمارے واسطے سب مکان مسجد [illegible] نظر آتا ہے، اور جمعہ و عید کی نماز کے واسطے [illegible] ہمیشہ رات [illegible] نماز روزے میں مشغول [illegible] کرتے ہو، ہم کو اس کی کچھ حاجت نہیں اور [illegible] نے انسانوں کی طرف دیکھا [illegible]

اب اور جو کچھ تم کو کہنا باقی ہو بیان کرو۔ انسانوں کی جماعت سے عراقی نے جواب دیا کہ ابھی بہت فضیلتیں اور بزرگیاں ہم میں باقی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہی کہ ہم مالک اور حیوان ہمارے غلام ہیں۔ چنانچہ زیب و آرائش کے واسطے انواع و اقسام کے لباس دوشالہ، کمخواب، حریر، دیبا، سمور، مشروع، گلبدن، ململ، مخملی، صحن، اطلس، چاندانی، ڈوریا، چارخانہ۔ طرح طرح کے فرش قالین، نمد، جاجم، چاندنی اس کے سوا اور بہت نعمتیں ہم کو میسر ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہی کہ ہم مالک اور یہ غلام ہیں کیونکہ حیوانوں کو یہ سامان کہاں میسر ہی۔ عریان محض جنگل میں غلاموں کی طرح پڑے پھرتے ہیں۔ یہ سب خدا کی بخششیں اور نعمتیں ہماری ملکیت پر دلیل ہیں۔ ہم کو لائق ہی کہ ان پر حکومت خداوندانہ کریں۔ جس طرح چاہیں ان کو رکھیں۔ یہ سب ہمارے غلام ہیں۔

بادشاہ نے حیوانوں سے کہا اب تم اس کا کیا جواب دیتے ہو؟ درندوں کے وکیل کلیلہ نے اس آدمی سے کہا کہ اس لباس فاخرہ اور ملائم پر جو اتنا فخر کرتے ہو یہ کہو کہ یہ طرح طرح کے لباس اگلے زمانے میں کہاں تھے؟ مگر حیوانوں سے ظلم و بدعت کرکے چھین لیے۔ آدمی نے کہا۔ یہ بات تو کس وقت کی کہتا ہی؟ کلیلہ نے کہا۔ تمہارے یہاں سب لباسوں میں نازک و ملائم دیبا و حریر و ابریشم ہوتا ہی سو وہ کیڑے کے لعاب سے ہی۔ اور یہ کیڑا آدم کی اولاد میں نہیں ہی بلکہ حشرات الارض کی قسم سے ہی کہ اپنی پناہ کے واسطے درختوں پر لعاب سے تنتا ہی کہ جاڑے گرمی کی آفت سے محفوظ رہے۔ تم نے بجبر و ظلم اس سے چھین لیا۔ اس واسطے خدا نے تم کو اس عذاب میں گرفتار کیا ہی کہ اسے بڑی محنت سے تنتے بُنتے ہو۔ پھر درزی سے سلاتے اور دھوبی سے دُھلاتے ہو۔ غرض ایسے ایسے رنج و محنت اٹھاتے ہو کہ اس کو احتیاط سے رکھتے اور بیچتے ہو۔ ہمیشہ اسی فکر میں غلطاں پیچاں رہتے ہو۔

[illegible] بیشتر میوہ جات کی کھال سے بنتے ہیں۔ خصوصاً
[illegible] تمھارے [illegible] حیوانوں کی پشم ہوتے ہیں۔ ظلم و تعدی سے [illegible] سے
[illegible] ہو۔ اس پر اتنا فخر کرنا بے جا ہے۔ اگر ہم [illegible] سے
[illegible] اللہ تعالیٰ نے ہمارے بدن پر پیدا کیا ہے کہ ہم اپنے
[illegible] شفقت و مہربانی سے [illegible] ہم کو عطا کیا ہے کہ سردی
[illegible] ہم پیدا ہوتے ہیں اسی وقت سے اللہ تعالیٰ
[illegible] پیدا کرتا ہے۔ اس مہربانی سے بے محنت و مشقت یہ
[illegible] مرگ تک اسی فکر میں مبتلا رہتے ہو۔ تمھارے
[illegible] نافرمانی کی تھی، اس کے بدلے تم کو یہ عذاب ہوتا ہے۔

[illegible] آدم کی خلقت کا احوال ہم سے بیان کر
[illegible] غذا اور پوشش مثل حیوانات
[illegible] یاقوت کے پہاڑ پر خط استوا کے
[illegible] سر کے بالوں
[illegible] انھیں بالوں کے سبب سردی گرمی سے محفوظ رہتے
تھے [illegible] میووں سے میوے کھاتے تھے۔ کسی نوع
[illegible] کرتے رہیں مگر یہی
[illegible] درخت کے نزدیک نہ جاویں۔ شیطان
[illegible] اس وقت سب مرتبہ جاتا رہا۔ سر کے بال
[illegible] حکم ہی کے وہاں سے نکال
[illegible] احوال تو یہی مفصل [illegible] بیان کیا
ہے۔

جس وقت درندوں کے وکیل نے یہ احوال بیان کیا آدمی نے کہا۔ اے درندو! تُم کو لازم و مناسب نہیں ہے کہ ہمارے سامنے گفتگو کرو، بہتر یہ ہے کہ چپکے ہو رہو۔ کلیلہ نے کہا۔ اس کا کیا سبب ہے؟ کہا۔ اس واسطے کہ حیوانوں میں تُم سے زیادہ شریر و بدذات کوئی نہیں ہے۔ اور کسی حیوان میں تمھاری سی قساوت قلبی نہیں اور مردار کھانے میں بھی اتنا حریص کوئی نہیں ہے۔ حیوانوں کے ضرر کے سوا تم میں کوئی فائدہ نہیں۔ ہمیشہ ان کے قتل و غارت میں رہتے ہو۔ اس نے کہا۔ یہ کیونکر ہے؟ اسے بیان کر۔ کہا۔ اس واسطے کہ جتنے درندے ہیں حیوانات کو شکار کرکے کھا جاتے ہیں۔ اُستخوان توڑتے اور لوہو پیتے ہیں، ہرگز اُن کے حال پر رحم نہیں کرتے۔

درندوں کے وکیل نے کہا کہ ہم جو یہ حرکت حیوانوں سے کرتے ہیں فقط تمھاری تعلیم سے، ورنہ ہم اس سے کچھ واقف بھی نہ تھے، اس واسطے کہ قبل آدم کے درند کسی حیوان کو شکار نہ کرتے تھے۔ جو حیوان کہ جنگل بیابان میں مرجاتا تھا اس کا گوشت کھاتے، زندہ حیوان کو تکلیف نہ دیتے۔ غرض جب تلک اِدھر اُدھر سے گرا پڑا گوشت پاتے کسی جانور کو نہ چھیڑتے۔ مگر وقت احتیاج اضطرار کے مجبور تھے۔ جب کہ تم پیدا ہوئے اور بکری، بھیڑ، گائے، بیل، اونٹ، گدھے پکڑ کر قید کرنے لگے، کسی حیوان کو جنگل میں باقی نہ رکھا، پھر گوشت ان کا جنگل میں کہاں سے ملتا؟ لاچار ہو کر زندہ حیوان کو شکار کرنے لگے۔ اور ہمارے واسطے یہ حلال ہے جس طرح تم کو اضطرار کی حالت میں مردار کھانا روا ہے۔ اور یہ جو تم کہتے ہو کہ درندوں کے دلوں میں قساوت اور بے رحمی ہے، ہم کسی حیوان کو اپنا شاکی نہیں پاتے جیسا کچھ تُم سے شکوہ کرتے ہیں۔

اور یہ جو کہتے ہو کہ درند حیوانوں کا پیٹ چاک کرکے لوہو پیتے اور گوشت کھاتے ہیں، تم بھی یہی کرتے ہو۔ چھریوں سے کاٹنا، ذبح کرکے کھال کھینچنا پیٹ

[illegible] بھوں [illegible] حرکتیں تم سے وقوع میں [illegible] ہیں [illegible] معصوم ہو [illegible] درندوں کا ظلم تم سے برابر نہیں [illegible] میں چھپے [illegible] واقف بھی نہیں ہیں۔

[illegible] نہیں [illegible] ہماری [illegible] گرفتار ہیں تمکار [illegible] فائدہ پہنچتا ہے۔ نقصان [illegible] گوشت کھاتے ہو۔ اور ہم سے تم کو [illegible] ہم کو نہ [illegible] درندوں سے۔

[illegible] کو قتل و غارت کرتے ہیں سو یہ تم کو دیکھ [illegible] وقت تک دیکھتے چلے [illegible] مشغول [illegible] رستم، اسفندیار، جمشید [illegible] ہمیشہ قتل و جدال میں [illegible] مشغول ہو [illegible] بے حیائی [illegible] جو اگر و بہتان سے چاہتے ہو کر اپنی ملکیت [illegible] رہتے ہو [illegible] کو بھی کبھی دیکھ کر [illegible] درندوں کے حال کو خوب تامل [illegible] کہیں بہتر ہیں۔

[illegible] بھی [illegible] تمہاری [illegible] ملک سے نکل کر بیابان [illegible] جنگل [illegible]

درندوں کے مکان میں، جاتے ہیں اور انھیں سے رات دن گرم صُحبت رکھتے ہیں۔ درند بھی ان کو نہیں چھیڑتے۔ پس اگر درند تُم سے بہتر نہ ہوتے تمہارے زاہد وعابد کاہے کو ان کے پاس جاتے؟ کیونکہ صالح اور پرہیزگار شریروں کے پاس نہیں جاتے بلکہ ان سے دُور بھاگتے ہیں۔ یہی دلیل ہے کہ درند تُم سے بہتر ہیں۔

اور دوسری دلیل یہ ہے کہ تمہارے ظالم بادشاہوں کو اگر کسی آدمی کی صلاح و زُہد میں شک واقع ہوتا ہے اس کو جنگل میں نکال دیتے ہیں، اگر درند اس کو نہیں چھیڑتے تو اس سے وہ معلوم کرتے ہیں کہ یہ شخص صالح اور متقی ہے کیونکہ ہر ایک جنس اپنے ہم جنس کو پہچان لیتی ہے۔ اسی واسطے درند صالح جان کر ان سے تعرض نہیں کرتے سچ ہے۔ ولی را ولی می شناسد۔ ہاں درندوں میں شریر اور بد ذات بھی ہوتے ہیں سو یہ کہاں نہیں۔ ہر جنس میں نیک و بد ہوتے ہیں مگر جو درند کہ شریر ہیں وہ بھی نیکوں اور صالحوں کو نہیں چھیڑتے۔ پر بد ذات آدمیوں کو کھا جاتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ نُوَلِّی بَعْضَ الظَّالِمِیْنَ بَعْضًا بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ۔ یعنے ظالموں پر ہم ظالموں کو مسلط کرتے ہیں کہ اپنے گناہوں کا نتیجہ پاویں۔

جس گھڑی درندوں کا وکیل اس کلام سے فارغ ہوا جنّوں کے گروہ سے ایک حکیم نے کہا۔ یہ سچ کہتا ہے۔ جو نیک لوگ ہیں وہ بدوں سے بھاگ کر نیکوں سے الفت کرتے ہیں اگرچہ غیر جنس ہوویں، اور جو بد ہیں وہ بھی نیکوں سے بھاگتے اور بدوں سے جا کر ملتے ہیں۔ اگر انسان شریر و بدذات نہ ہوتے تو عابد وزاہد ان کے کاہے کو جنگل پہاڑ میں جا کر رہتے اور درندوں سے باوجود غیر جنسیت کے محبت پیدا کرتے؟ کیونکہ ان کی اُن کی مناسبت ظاہری نہیں ہے، مگر نیک خصلت میں البتہ شریک ہیں۔ تمام جنّوں کی جماعت نے کہا۔ یہ سچ کہتا ہے اس میں کچھ

[illegible] جب [illegible] نے ہر طرف سے جو یہ لعن طعن سنی بہت شرمندہ ہوا [illegible] ۔ اتنے میں شام ہوئی، دربار برخاست ہوا، سب [illegible] اپنے اپنے مکانوں کو گئے ۔

[illegible]

[illegible]

تیئسویں فصل

انسان اور طوطے کے مناظرے میں

صبح کے وقت تمام انسان و حیوان دربار عدالت میں حاضر ہوئے۔ بادشاہ نے انسانوں سے فرمایا کہ اگر تم کو اپنے دعوے پر کوئی دلیل اور کسی بات کا بیان کرنا ہو تو اسے بیان کرو۔ انسان فارسی نے کہا کہ ہم میں بہت وصف حمیدہ ہیں جن سے دعویٰ ہمارا ثابت ہوتا ہے۔ بادشاہ نے کہا، کچھ بیان کرو۔ اس نے کہا ہمارے گروہ میں بادشاہ، وزیر، امیر، منشی، دیوان، عامل، خزانچی ... اور پرہیزگار ہیں۔ ان کے سوا ہم میں بہت فرقے اور بہت عمدہ ... اہل علم، زاہد، عابد، پرہیزگار، خطیب، شاعر، ... فقیہ، قاضی، صوفی، منطقی، حکیم، مہندس، نجومی، کاہن، منجم، کیمیا گر، ساحر ہیں، اور اہل حرفہ، معمار، جولاہے، رنگریز، کفش دوز، درزی وغیرہ بہت سے فرقے۔ اور ان سب فرقوں میں ہر ایک کے مختلف عادت، خلق و صفات اور مذاہب و مسالک جدا جدا ہیں۔ یہ سب خوبیاں اور اوصاف ہمارے واسطے خاص ہیں۔ حیوانوں کو ان سے بہرہ نہیں۔ ان سے یہ معلوم ہوا کہ ہم مالک اور حیوان ہمارے غلام ہیں۔

انسان جس وقت یہ کہہ چکا طوطے نے بادشاہ سے کہا کہ یہ آدمی جن فرقوں کی زیادتی پر فخر کرتا ہے اگر ان کے قسم اور ورد ... تو معلوم ہو کہ ان کے مقابلے میں بہت کم ہیں۔ لیکن ہم ہر ایک ان کے نیک فرقے کے

یہ فعل بد نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ ان سے کیوں فرماتا کہ شکر کرو ہمارا، اور اپنے ماں باپ کا، ہماری اولاد پر یہ حکم نہیں کیا کیونکہ یہ کفر و نافرمانی نہیں کرتے۔

طوطا جس وقت اس کلام تک پہنچا جنات کے حکیموں نے بھی کہا۔ یہ سچ کہتا ہے۔ انسانوں نے شرمندہ ہو کر سر جھکایا۔ کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ اتنے میں بادشاہ نے ایک حکیم سے پوچھا کہ جن بادشاہوں کا وصف بیان کیا کہ اپنی رعیت اور فوج پر نہایت شفقت اور مہربانی کرتے ہیں وہ کون بادشاہ ہیں؟ حکیم نے کہا۔ مراد ان بادشاہوں سے ملائکہ ہیں اس واسطے کہ جتنے حیوانات کے اجناس و انواع و شخص ہیں سب کے واسطے اللہ کی طرف سے ملائکہ مقرر ہیں کہ ہر ایک کی حفاظت اور رعایت کرتے ہیں۔ اور ملائکوں کے گروہ میں بھی رئیس و سردار ہوتے ہیں کہ اپنے اپنے گروہ پر شفقت و مہربانی رکھتے ہیں۔

بادشاہ نے پوچھا کہ فرشتوں میں یہ شفقت و مہربانی کہاں سے ہوئی؟ اس نے کہا کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یہ فائدہ حاصل کیا ہے کیونکہ جس طرح وہ اپنے بندوں پر شفقت کرتا ہے دنیا میں کسی کی شفقت اس کے لاکھویں حصہ کو نہیں پہنچتی اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے جب اپنے بندوں کو پیدا کیا ہر ایک کی حفاظت کے لیے فرشتے مقرر کیے۔ شکل و صورت نہایت خوبی اور لطافت سے بنائی حواسِ مدرکہ بخشے، نفع اور نقصان سے سب کو خبردار کیا اور انھیں کے آرام کے واسطے آفتاب و ماہتاب اور بروج و ستارے پیدا کیے، درختوں کے پھل اور پتوں سے رزق پہنچایا۔ غرض انواع و اقسام کی نعمتیں پیدا کیں۔ یہ سب اس کی شفقت و رحمت پر دلیل ہے۔

بادشاہ نے پوچھا۔ آدمیوں کی حفاظت کے واسطے جو ملائکہ مقرر ہیں ان کا سردار کون ہے؟ حکیم نے کہا۔ وہ نفس ناطقہ ہے کہ جس وقت سے آدم پیدا

ہو [illegible] وقت سے [illegible] کے جسم کا شریک ہے۔ جن فرشتوں نے کہ بموجب حکم الٰہی
کے آدم کو سجدہ کیا ان کو نفسِ حیوانی کہتے ہیں کہ نفس ناطقہ کے تابع ہیں اور
جس نے کہ سجدہ نہ کیا وہ قوت غضبیہ و نفس امارہ ہے۔ ابلیس بھی اسی کو کہتے
ہیں نفس ناطقہ آدم کی اولاد میں اب تک باقی ہے جس طرح صورت جسمیہ آدم
کی اب تک اولاد میں باقی ہے۔ اس صورت پر پیدا ہوتے اور رہتے ہیں اور اسی صورت
سے قیامت کے دن بنی آدم اٹھ کر بہشت میں داخل ہوویں گے۔

[illegible] نے پوچھا [illegible] کا کیا سبب کہ ملائکہ اور نفوس نظر نہیں آتے؟
حکیم نے کہا۔ اس واسطے کہ وہ نورانی اور شفاف ہیں۔ حواس جسمانی سے محسوس
نہیں ہوتے۔ مگر انبیا اور اولیا قلب کی صفائی کے سبب ان کو دیکھتے ہیں کیونکہ
نفوس ان کے [illegible] نجاست سے پاک ہیں۔ خواب غفلت سے بیدار رہتے ہیں۔
نفوس [illegible] ملائکہ [illegible] مناسبت ہے اس واسطے ان کو دیکھتے اور ان کا کلام
[illegible] سنتے اور سمجھتے ہیں

[illegible] نے [illegible] پیغمبر نے فرمایا جزاک اللہ۔ بعد اس کے طوطے
کی طرف دیکھ کر کہا خوب کلام کو [illegible] اس نے کہا۔ یہ آدمی جو دعویٰ کرتا ہے
کہ ہماری قوم میں [illegible] اور اہل حرفہ ہوتے ہیں سو یہ موجب فضیلت
کا نہیں [illegible] بھی [illegible] حیوان ان صنعتوں میں ان کے شریک ہیں۔
چنانچہ مکھی [illegible] تعمیر [illegible] میں زیادہ سلیقہ رکھتی ہے
[illegible] چوکھٹے [illegible] بنانی [illegible]
مسدس [illegible] نہیں رکھتی اور یہ اسباب و آلات کے محتاج
ہوتے ہیں [illegible] معیوب [illegible]
سے جدا [illegible] زیادہ ہوتی [illegible]

مثل خطوط کے بنا کر پھر اوپر سے اس کو درست کرتی ہے اور بیچ میں کچھ تھوڑا سا مکھیوں کے شکار کے واسطے کھلا رکھتی ہے۔ اور اس ہنر میں محتاج کسی اسباب کی نہیں۔ اور جلاہے بغیر اسباب کے کچھ بُن نہیں سکتے۔

اسی طرح ریشم کے کیڑے نہایت ضعیف ہیں مگر ان کے کاریگروں سے علم و ہنر زیادہ جانتے ہیں۔ جس وقت کھا کر آسودہ ہوتے ہیں اپنے رہنے کی جگہ پر آکر پہلے لعاب سے مثل خطوط باریک کے تنتے ہیں بعد اس کے اوپر سے پھر اس کو درست اور مضبوط کرتے ہیں کہ ہوا اور پانی کا اس میں دخل نہیں ہوتا اور اسی میں اپنے معمول کے موافق سو رہتے ہیں۔ یہ سب ہنر بغیر تعلیم ماں باپ اور استاد کے جانتے ہیں سوئی تاگے کے محتاج نہیں ہوتے جس طرح ان کے درزی اور رفوگر بغیر اس کے کچھ بنا نہیں سکتے۔ اور ابابیل اپنے گھر کو چھتوں کے نیچے معلق ہوا میں بناتی ہے۔ سیڑھی وغیرہ کی محتاج نہیں کہ جس پر چڑھ کر وہاں تک پہنچے۔ اسی طرح دیمک کہ بغیر مٹی اور پانی کے گھر بناتی ہے، کسی چیز کی محتاج نہیں۔

غرض سب طائر اور حیوان گھر اور آشیانے بنانے اور اولاد کی پرورش کرنے میں۔ انسانوں سے زیادہ شعور و ہنر جانتے ہیں۔ چنانچہ شتر مرغ کہ طائر اور بہائم سے مرکب ہے کس خوبی سے اپنے بچوں کی پرورش کرتا ہے۔ جس وقت کہ بیس یا تیس انڈے جمع ہوتے ہیں تین حصے کر کے بعضوں کو مٹی میں بند کرتا ہے اور بعضوں کو آفتاب کی گرمی میں اور بعضوں کو اپنے پر کے نیچے رکھتا ہے۔ جب کہ بہت سے بچے پیدا ہوتے ہیں ان کی پرورش کے لیے زمین کھود کر کیڑوں کو نکالتا اور بچوں کو کھلاتا ہے۔ آدمیوں میں کوئی عورت اس طرح اپنے لڑکے کو پرورش نہیں کرتی۔ دائی جنائی خبر لیتی ہے۔ وقت جننے کے پیٹ سے نکال کر نہلاتی دھلاتی ہے اور دودھ پلا کر گہوارے میں سُلاتی ہے۔ سب کچھ وہی کرتی ہیں۔ لڑکے کی ماں کو کچھ خبر بھی

نہیں ہوتی۔

اور لڑکے بھی ان کے بہت حمق ہوتے ہیں، نفع نقصان اصلا نہیں سمجھتے۔ بعد دو تین برس کے حد تمیز کو پہنچتے ہیں۔ پھر بھی معلم و ادیب کے محتاج رہتے ہیں۔ مدتوں پھر لکھنے پڑھنے میں اوقات بسر کرتے ہیں۔ تس پر حمق کے حمق رہتے ہیں اور ہمارے بچے جس وقت پیدا ہوتے ہیں اسی وقت ہر ایک نیک و بد سے واقف ہوتے ہیں۔ جیسے بچہ مرغ تیتر، بٹیر کے بچے انڈے سے نکلتے ہی بے تعلیم ماں باپ کے چگنے لگتے ہیں، جو کوئی پکڑنے کا قصد کرتا ہے اس سے بھاگ جاتے ہیں۔ یہ عقل و شعور ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوتا ہے کہ سب نیک و بد جانتے ہیں۔ سبب اس کا یہ ہے کہ بعضے جانور بچوں کے پالنے میں نر اور مادہ دونوں شریک نہیں ہوتے جس طرح اور طائر کبوتر وغیرہ کے نر اور مادہ مل کر بچوں کی پرورش کرتے ہیں۔ اس واسطے خدا نے ان کے بچوں کو یہ عقل عطا کی کہ ماں باپ کی پرورش کے محتاج نہیں ہیں، آپ سے چگ چگ کھاتے ہیں۔ جس طرح [illegible] دانہ چبانے اور دانہ کھلانے کی احتیاج رکھتے ہیں [illegible] اب اللہ تعالیٰ کے نزدیک کس کا رتبہ بڑا ہے؟ ہم رات دن اس کی تسبیح و تہلیل میں مشغول رہتے ہیں اس واسطے اس نے ہمارے حال پر یہ مہربانی کی ہے۔

[illegible] شاعر و خطیب اور مشغول و ذاکر [illegible] ہیں [illegible] حشرات الارض کی تسبیح، کیڑوں کی تکبیر، بہائم کی تہلیل، [illegible] کا وعظ، [illegible] کا خطبہ، مرغ کی اذان، کبوتر کا [illegible] دینا، بلبل کا وصف کرنا، الو کا خوف خدا سے ڈرانا [illegible] کا قول [illegible] تو معلوم ہو۔

ان میں بھی فصیح بلیغ، شاعر، خطیب، شاغل، ذاکر ہوتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ حاصل یہ ہے کہ ہر ایک شے خدا کی حمد میں تسبیح کرتی ہے، لیکن تم نہیں سمجھتے ہو تسبیح ان کی۔ پس خدا نے تم کو جہل کی طرف نسبت کی ہے یعنے تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے ہو۔ اور ہم کو علم کی طرف منسوب کیا اور کہا ہے كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِیْحَهٗ۔ یعنی ہر ایک حیوان دعا و تسبیح اپنی جانتا ہے۔ پس جاہل اور عالم برابر نہیں ہوتے، ہم کو تم پر فوقیت ہے۔ پھر کس چیز سے فخر کرتے اور مکر و بہتان سے کہتے ہو کہ ہم مالک اور حیوان غلام ہیں؟

اور نجّموں کا ذکر جو کرتے ہو سو یہ عمل جاہلوں پر چلتا ہے، عورتیں اور لڑکے اس کے معتقد ہوتے ہیں، عقلا کے نزدیک کچھ اس کا مرتبہ نہیں ہے۔ بعضے نجومی حمقا کے بہکانے کے واسطے کہتے ہیں کہ فلانے شہر میں دس یا بیس برس کے بعد یہ حادثہ در پیش ہوگا حالانکہ اپنے احوال سے خبر نہیں کہ ان پر کیا گزرے گا، اور ان کی اولاد کا کیا حال ہوگا۔ چند مدت کے قبل دیار بعید کا احوال بیان کرتے ہیں تا کہ عوام الناس اس کو سچ جانیں اور معتقد ہو دیں۔ نجومیوں کے کہنے کا وہی لوگ اعتبار کرتے ہیں۔ جو گمراہ و بدبخت ہیں جس طرح آدمیوں کے بادشاہ ظالم و جابر عاقبت کے منکر ہیں قضا و قدر کو نہیں جانتے مثل نمرود اور فرعون کے کہ نجومیوں کے کہنے سے سیکڑوں لڑکے بلکہ ہزاروں قتل کر ڈالے۔ یہ جانتے تھے کہ دنیا کا انتظام سات تاروں اور بارہ برجوں پر موقوف ہے۔ یہ نہ معلوم تھا کہ بغیر حکم الٰہی کے جس نے بروج اور تاروں کو پیدا کیا ہے کچھ نہیں ہوتا۔ سچ ہے مصرع تقدیر کے آگے کچھ تدبیر نہیں چلتی۔ آخر خدا نے جو چاہا تھا وہی ہوا۔

بیان اس کا یہ ہے کہ نمرود کو نجومیوں نے خبر دی کہ ایک لڑکا تمھارے عہد میں پیدا ہوگا۔ بعد پرورش ہونے کے مرتبہ عظیم حاصل کرکے بت پرستوں کے

دین کو برہم ؎ درہم کرے گا۔ جب کہ اُن سے پوچھا کس جگہ اور کون سی قوم میں پیدا ہوگا اور کہاں پرورش پاوے گا؟ یہ نہ بتلا سکے۔ بادشاہ نے کہا جتنے لڑکے اس سال پیدا ہوویں سب کو حکم قتل کا کیجیے۔ یہ گمان کیا کہ وہ لڑکا بھی ان میں قتل ہو جاوے گا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو پیدا کیا اور کافروں کے شر سے محفوظ رکھا۔ یہی معاملہ فرعون نے بنی اسرئیل سے کیا۔ یہاں بھی خدا نے حضرت موسیٰ کو ان کی بدی سے پناہ میں رکھا۔ غرض نجومی کاہن فقط خرافات پر مقتدر نہیں تھے اور تم ان سے اپنا فخر کرتے اور کہتے ہو کہ ہماری قوم میں نجومی اور حکیم ہوتے ہیں، یہ لوگ گمراہوں کے بہکانے کے واسطے ہیں۔ جو لوگ کہ متوکل علی اللہ ہیں وہ ان کی باتوں کو نہیں مانتے۔

جس وقت طوطا اس کلام تک پہنچا بادشاہ نے اس سے پوچھا، اگر نجوم سے آفت کا دفع ہونا ممکن نہیں پھر نجومی اسے کیوں سیکھتے اور دلیلوں سے ثابت کرتے ہیں اور اس سے خوف کیوں کرتے ہیں؟ اس نے کہا البتہ اس سے بلا کا دفع ہونا ممکن ہے لیکن نہ اس طرح کہ نجومی کہتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی استعانت سے کہ وہ پیدا کرنے والا نجوم کا ہے۔ بادشاہ نے پوچھا کہ استعانت اس کی اللہ سے کیونکر کرے؟ کہا کہ احکام شرعی پر عمل کرے۔ گریہ و زاری کرنا، نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، صدقہ اور زکوٰۃ دینا خلوص دل سے عبادت کرنا یہی استعانت ہے۔ جس وقت اللہ تعالیٰ سے آفت کے دفع ہونے کے واسطے سوال کرے البتہ خدا محفوظ رکھتا ہے۔ اس واسطے کہ نجومی اور کاہن قبل وقوع حوادث کی خبر دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ یہ حادثہ ظاہر کرے گا۔ اس کے واسطے بہتر ہے کہ رجوع کرے اللہ سے اس کے دفع کے واسطے اور مانے نہ یہ کہ قواعد نجوم پر عمل کرے

؎ درہم برہم

بادشاہ نے کہا جس وقت احکام شرعی پر عمل کیا اور بلا اس سے دفع ہوئی اس سے یہ لازم آتا ہے کہ مقدرہ الٰہی ٹل جاوے۔ اس نے کہا۔ مقدر اس کی نہیں ٹلتی۔ مگر جو لوگ کہ اس کے دفع کے واسطے مناجات کرتے ہیں ان کو اس حادثے سے محفوظ رکھتا ہے۔ چنانچہ منجّموں نے جس وقت نمرود کو خبر دی کہ ایک لڑکا بُت پرستوں کے دین کا مخالف پیدا ہو کر تمہاری رعیّت اور فوج کو برہم درہم کرے گا اور مراد اس سے ابراہیم خلیل اللہ تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا کر کے نمرود اور اس کی فوج کو ان کے ہاتھوں سے ذلیل و خراب کیا۔ اگر نمرود اس وقت خدا سے اپنی بہتری کے واسطے دُعا مانگتا اللہ تعالیٰ اپنی توفیق سے اس کو ابراہیم کے دین میں داخل کرتا وہ اور اس کی فوج ذلّت و خرابی سے محفوظ رہتے۔ اسی طرح موسیٰؑ کے پیدا ہونے کی جب فرعون کو نجومیوں نے خبر دی اگر خدا سے اپنی بہتری کے واسطے دُعا مانگتا اس کو بھی خدا ان کے دین میں داخل کر کے ذلّت سے محفوظ رکھتا جس طرح اس کی عورت کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی اور نعمت ایمان کی بخشی۔ قوم یونس نے جس وقت عذاب میں مبتلا ہو کر خدا سے دُعا مانگی اللہ نے اُن کو اس عذاب سے پناہ میں رکھا۔

بادشاہ نے کہا سچ ہے اب نجوم کا سیکھنا اور قبل وقوع حادثے کی خبر دینا اور خدا سے اس کے دفع کرنے کے لیے دُعا مانگنا ان سب چیزوں کا فائدہ معلوم ہوا۔ اسی واسطے حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل کو نصیحت کی تھی کہ جس وقت تم کسی بلا سے خوف کرو اس وقت خُدا سے دُعا مانگو اور تضرع و زاری کرو، کیونکہ وہ تم کو صدق دُعا کے سبب اس حادثے سے محفوظ رکھے گا۔ آدم سے لے کر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ طریقہ جاری تھا کہ ہر ایک حادثے کے وقت اپنی اُمّت کو یہی حکم کرتے تھے۔ پس لازم ہے کہ احکام نجوم کے واسطے

اس طور پر عمل کرے۔ جس طرح کہ اس زمانے کے نجومی خلق کو بہکاتے ہیں، خدا کو چھوڑ کر گردشِ فلک کی طرف دوڑتے ہیں۔

مریضوں کی صحت کے واسطے بھی پہلے خدا کی طرف رجوع کرے کیونکہ شفا بھی اسی کی عنایت اور مہربانی سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ نہ چاہیے کہ بارگاہِ شافیِ حقیقی سے پھر کر طبیبوں کے یہاں رجوع کرے۔ بعضے آدمی کہ ابتدائے مرض میں طبیبوں سے رجوع کرتے ہیں ان کے علاج سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا پھر وہاں سے ناامید ہو کر خدا کی طرف رجوع کرتے ہیں بلکہ بیشتر عرضیوں پر احوال اپنا نہایت لجاجت و زاری سے لکھ کر مسجدوں کی دیواروں یا ستونوں پر لٹکا دیتے ہیں، خدا شفا بخشتا ہے۔

اسی طرح چاہیے کہ تاثیرات نجوم کے واسطے اسی خدا سے رجوع لاوے، نجومیوں کے بہکانے پر عمل نہ کرے۔ چنانچہ ایک بادشاہ تھا اس کو نجومیوں نے خبر دی کہ اس شہر میں ایک حادثہ ہوگا جس سے شہر کے رہنے والوں کو بہت خوف ہے۔ اس نے پوچھا کس طرح ہوگا؟ تفصیل اس کی نہ بتلا سکے مگر اتنا کہا کہ فلانے مہینے فلانی تاریخ یہ حادثہ وقوع میں آوے گا۔ بادشاہ نے لوگوں سے پوچھا کہ اس بلا کے دفع کے واسطے کیا تدبیر کیا چاہیے۔ جو لوگ اہل شرع تھے انھوں نے [illegible] کہ اس روز بادشاہ اور تمام شہر کے رہنے والے چھوٹے بڑے سب [illegible] میدان میں رہیں اور خدا سے اس کے دفع کے لیے الحاح و زاری [illegible] خدا اُس بلا سے محفوظ رکھے۔ بموجب اُن کے کہنے کے بادشاہ [illegible] شہر سے باہر جا رہا اور بہت سے آدمی بادشاہ کے ساتھ باہر نکلے۔ [illegible] اس بلا سے محفوظ رہیں اور تمام رات وہاں جاگتے رہے۔

مگر بعضے آدمیوں نے نجومیوں کے کہنے سے کچھ خوف نہ کیا، اسی شہر میں رہ گئے، رات کو نہایت شدت سے پانی برسا وہ شہر زمین نشیب میں واقع تھا۔ چاروں طرف سے پانی کھنچ کر شہر میں بھر گیا۔ جتنے آدمی بستی میں رہ گئے تھے سب ہلاک ہو گئے اور جو لوگ کہ شہر کے باہر دعا و زاری میں مشغول تھے سلامت رہے جس طرح طوفان سے نوحؑ اور وہی لوگ کہ ایمان لائے تھے محفوظ رہے اور باقی سب غرق ہو گئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَأَنجَيْنَاهُ وَالَّذِينَ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ وَأَغْرَقْنَا الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا عَمِينَ۔ یعنے نجات دی ہم نے نوحؑ کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ کشتی پر بیٹھے تھے اور جنھوں نے ہماری آیتوں کو جھوٹھا جانا تھا، ان کو غرق کر دیا کیونکہ وہ قوم گمراہ تھی۔

فلسفی اور منطقی پر جو تم فخر کرتے ہو سو وہی تمھارے فائدے کے واسطے نہیں ہیں بلکہ تمھیں گمراہ کرتے ہیں۔ آدمی نے کہا۔ یہ کیونکر ہے؟ اسے بیان کر۔ کہا۔ اس واسطے کہ وہی راہِ شریعت سے پھیر دیتے ہیں۔ کثرتِ اختلاف سے احکام دین کے اٹھا دیتے ہیں۔ سب کی رائیں اور مذہب مختلف۔ بعضے تو عالم کو قدیم کہتے ہیں۔ بعضے ہیولا کو قدیم جانتے ہیں۔ بعضے صورت کے قدم پر دلیل لاتے ہیں۔ بعضے کہتے ہیں کہ علّتیں دو ہیں۔ بعضے تین علّتیں ثابت کرتے ہیں۔ بعضے چار کے قائل ہیں، بعضے پانچ کہتے ہیں بعضے چھ سے سات تک ترقی کرتے ہیں۔ بعضے صانع اور مصنوع کی معیت کے قائل ہیں۔ بعضے زمانے کو غیر متناہی کہتے ہیں۔ بعضے تناہی پر دلیل لاتے ہیں۔ بعضے معاد کے مُقِر ہیں بعضے منکر۔ بعضے رسالت اور وحی کا اقرار کرتے ہیں بعضے انکار۔ بعضے شک میں حیران سرگردان ہیں۔ بعضے عقل و دلیل کے مُقِر ہیں۔ بعضے تقلید پر قائم ہیں۔ ان کے سوا اور بھی بہت سے مذہب مختلف ہیں کہ جن میں یہ سب گرفتار ہیں۔

اور ہمارا دین و طریق ایک ہے۔ خدا کو واحد لاشریک جانتے ہیں۔ رات دن اس کی تسبیح و تہلیل میں مشغول ہیں۔ کسی بندے پر اس کے اپنا فخر نہیں بیان کرتے۔ جو کچھ ہماری قسمت میں مقدر کیا ہے اس پر شاکر ہیں۔ اس کے حکم سے باہر نہیں ہیں۔ یہ نہیں کہتے کہ یہ کیوں اور کس واسطے ہے؟ جس طرح آدمی اس کے احکام اور مشیت و صنعت میں اعتراض کرتے ہیں۔

ہندسوں اور حسابوں پر جو تم اپنا فخر کرتے ہو سو وے دلیلوں کی فکر میں رات دن گھبرائے ہوئے رہتے ہیں۔ جو چیزیں کہ وہم و تصور سے باہر ہیں اُن کا دعویٰ کرتے ہیں اور آپ نہیں جانتے۔ جو علوم کہ ان پر واجب ہیں ان کی طرف میل نہیں کرتے۔ خرافات کی طرف جس سے کچھ احتیاج متعلق نہیں، قصد کرتے ہیں۔ بعضے اجرام و ابعاد کی مساحت کی فکر میں رہتے ہیں۔ بعضے پہاڑ اور ابر کی بلندی دریافت کرنے کے واسطے حیران ہیں۔ کتنے دریا اور جنگل ناپتے پھرتے ہیں۔ بعضے افلاک کی حرکت اور زمین کا مرکز معلوم کرنے کے واسطے فکر و تامل کرتے ہیں۔ اپنے بدن کی ترکیب و مساحت سے خبر نہیں۔ یہ نہیں جانتے کہ انتڑیاں اور رودے کتنے ہیں، جوف سینہ میں کس قدر وسعت ہے، دل و دماغ کا کیا حال ہے، معدہ و جگر طول اور دانتوں کی کیا صورت ہے۔ بدن کے جوڑ کس وضع پر واقع ہیں۔ ان چیزوں کا جاننا اور پہچاننا واجب ہے، ہرگز نہیں جانتے حالانکہ اللہ تعالیٰ کی معرفت و قدرت معلوم ہوتی ہے جیسے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ۔ یعنے جس نے اپنے تئیں جانا اس نے خدا کو بھی جانا۔ انسان جاہل و نادان ہیں۔ منتر کلام الٰہی نہیں سمجھتے فرض و سنت کے احکام نہیں جانتے۔

اور ہم ... نے جو ... حیوان سے ہم کو ابھی تلک خفیات ہے کہ

حرص و شہوت سے مختلف کھانے کھاکر بیمار ہو جاتے ہو اور ان کے دروازوں پر قارورہ لے کر حاضر ہوتے ہو۔ طبیب و عطّار کے دروازے پر وُہی جاتا ہی جو بیمار ہووے جس طرح نجومیوں کے دروازے پر منحوس اور بدبختوں کا مجمع رہتا ہی حالانکہ ان کے یہاں جانے سے زیادہ نحوست ہوتی ہی اس واسطے کہ سعد و نحس ساعت کی تقدیم و تاخیر میں ان کو اختیار نہیں ہی۔ تس پر بھی بعضے نجومی اور رمّال ایک کاغذ لے کر کچھ مزخرفات احمقوں کے بہکانے کے واسطے لکھ دیتے ہیں۔ یہی حال طبیبوں کا ہی کہ ان کے یہاں التجا لے جانے سے بیماری زیادہ ہوتی ہی۔ جن چیزوں سے کہ مریض بیشتر شفا پاتا ہی انھیں چیزوں سے پرہیز بتلاتے ہیں۔ اگر طبیعت پر چھوڑ دیویں تو بیمار کو شفا ہو دے۔ پس طبیبوں اور نجومیوں پر تمھارا فخر کرنا محض حُمق ہی ہم ان کے محتاج نہیں ہیں کیونکہ غذا ہماری ایک وضع پر ہی۔ اسی واسطے ہم بیمار نہیں ہوتے، طبیبوں کے یہاں التجا نہیں لے جاتے، کسی شربت اور معجون سے غرض نہیں رکھتے۔ شیوہ آزادوں کا یہی ہی کہ کسی سے احتیاج نہ رکھیں۔ یہ طریقہ غلاموں کا ہی کہ ہر ایک کے یہاں دوڑتے پھرتے ہیں۔

اور سوداگر و معمار اور زراعت کرنے والے جن پر تم اپنا فخر کرتے ہو سو وی غلاموں سے بھی بدتر ہیں۔ فقیر و محتاج سے بھی زیادہ ذلیل ہیں۔ رات دن محنت و مشقت میں گرفتار رہتے ہیں۔ ایک ساعت آرام نہیں کرنے پاتے ہمیشہ مکانات بناتے ہیں حالانکہ آپ ان میں نہیں رہنے پاتے۔ زمین کھود کر درخت بٹھلاتے ہیں پھل اور میوہ اس کا نہیں کھاتے۔ ان سے زیادہ کوئی احمق نہیں ہی کہ مال و متاع جمع کرکے وارثوں کو چھوڑ جاتے ہیں اور آپ ہمیشہ فاقہ کشی میں رہتے ہیں۔ سوداگر بھی ہمیشہ مال حرام جمع کرنے کی فکر میں رہتے ہیں۔ گرانی کی اُمّید پر غلّہ مول لے کر

رکھتے ہیں۔ قحط کے دنوں میں گراں قیمت بیچتے ہیں۔ فقیر اور غریب کو کچھ نہیں دیتے۔ ایک بار سب مال مدّت کا جمع کیا ہوا غارت ہو جاتا ہے، دریا میں ڈوب جاتا ہے یا چور لے جاتا ہے یا کوئی ظالم بادشاہ چھین لیتا ہے۔ پھر تو خراب و ذلیل ہو کر دربدر محتاج پھرتے ہیں۔ تمام عمر اپنی ہرزہ گردی میں ضائع کرتے ہیں۔ وہی تو یہ جانتے ہیں کہ ہم نے فائدہ اٹھایا یہ نہیں معلوم کہ نقدِ عزیز کہ عبارت زندگی سے ہے، مفت ہاتھ سے دیا۔ آخرت کو دنیا کے واسطے بیچا۔ دُنیا بھی حاصل نہ ہوئی دین برباد گیا۔ دُبدھا میں دونوں گئے، مایا ملی نہ رام۔ اگر اس ظاہری فائدے پر تم افتخار کرتے ہو تو ہم اس پر لعنت کرتے ہیں۔

اور یہ جو کہتے ہو کہ ہماری قوم میں صاحب مروّت ہیں سو غلط ہے۔ عزیز و اقربا اور ہمسائے ان کے فقیر، محتاج، ننگے بھوکے گلی گلی سوال کرتے پھرتے ہیں۔ یہ ان کے حال پر نگاہ نہیں کرتے۔ اسی کو مُروّت کہتے ہیں کہ آپ فراغت سے اپنے گھروں میں عیش کریں، عزیز و اقربا اور ہمسائے گدائی کریں؟ اور یہ جو کہتے ہو کہ ہماری قوم میں [illegible] اور دبلون ہوتے ہیں ان پر بھی تم کو فخر کرنا لائق نہیں ہے۔ ان سے زیادہ شریر و بدذات دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ فطرت و دانائی اور زبان درازی و خوش تقریری سے ہر ایک ہم چشم کی بیخ کنی میں رہتے ہیں۔ ظاہر میں [illegible] اور نیکی سے خطوط و دستانے لکھتے ہیں، پر باطن میں ان کی جڑ اکھاڑنے کی فکر میں مصروف رہتے ہیں۔ رات دن یہی خیال رہتا ہے کہ فلانے شخص کو اس کام سے موقوف کرکے کسی اور شخص کو کچھ نذرانہ لے کر مقرر کیجیے۔ [illegible] حیلے سے اس کو معزول ہی کر دیتے ہیں۔

اور زاہدوں عابدوں کو جو تم اپنے زعم میں نیک جانتے ہو اور یہ گمان کرتے ہو کہ دعا [illegible] ان کی خدا کے نزدیک قبول ہوتی ہے انھوں نے

بھی تم کو اپنا زہد اور تقویٰ دکھلا کر فریب دیا ہے کیونکہ ظاہر میں یہ ان کا عبادت کرنا، داڑھی بڑھانا، لبوں کے بال لینا، پیراہن پہننا، موٹے کپڑے پر اکتفا کرنا، پیوند پر پیوند لگانا، چپکے رہنا، کسی سے نہ بولنا، کم کھانا، لوگوں سے اخلاق کرنا، احکام شریعت کے سکھلانا، دیر تک نماز پڑھنا کہ پیشانی پر داغ پڑ گئے ہیں، کھانا کم کھانے سے ہونٹھ لٹک آئے ہیں، دماغ خشک، بدن دُبلا، رنگ متغیر ہو گیا ہے، یہ سر بسر مکر و زور ہے۔ دل میں بغض و کینہ اتنا بھرا ہے کہ کسی کو تو جوا نہیں سمجھتے۔ ہمیشہ خدا پر اعتراض کرتے ہیں کہ ابلیس شیطان کو کیوں پیدا کیا۔ فاسق اور فاجر کس واسطے مخلوق ہوئے۔ ان کو رزق کیوں دیتا ہے۔ یہ بات غیر مناسب ہے۔ ایسے ایسے وسواس شیطانی دلوں میں ان کے بھرے ہیں۔ تم کو تو وہ نیک معلوم ہوتے ہیں مگر خدا کے نزدیک ان سے زیادہ بد کوئی نہیں ہے۔ ان پر کیا فخر کرتے ہو؟ تمہارے واسطے تو یہی لوگ عار و ننگ ہیں۔

اور عالم اور فقیہ تمہارے وہ بھی دنیا کے واسطے کبھی حرام کو حلال کرتے ہیں اور کبھی حلال کو حرام بتلاتے ہیں۔ خدا کے کلام میں بے معنی تاویلیں کرتے ہیں۔ اصل مطلب کو خود منفعت کے واسطے پھیر ڈالتے ہیں۔ زہد و تقویٰ کا کیا امکان؟ دوزخ انہیں لوگوں کے واسطے ہے جن پر فخر کرتے ہو۔ اور قاضی مفتی تمہارے جب تک کہیں نوکر نہیں ہوتے صبح و شام مسجدوں میں جا کر نماز پڑھتے اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے ہیں۔ جب کہ قاضی یا مفتی ہوئے پھر تو غریبوں اور یتیموں کا مال لے کر ظالم بادشاہوں کو خوشامد سے پہنچاتے ہیں۔ رشوت لے کر حق تلفی کرتے ہیں۔ جو راضی نہیں ہوتا اس کو خوف اور چشم نمائی سے راضی کرتے ہیں۔ غرض یہ لوگ سخت مفسد ہیں کہ حق کو ناحق اور ناحق کو حق کر دیتے ہیں، خدا کا خوف مطلق نہیں کرتے۔ انہیں لوگوں کے واسطے

عذاب و عقاب ہے۔

اور اپنے خلیفوں اور بادشاہوں کا جو تم ذکر کرتے ہو کہ یہ پیغمبروں کے وارث ہیں ان کے اوصافِ ذمیمہ ظاہر ہیں کہ یہ بھی طریقِ نبوی چھوڑ کر پیغمبروں کی اولاد کو قتل کرتے ہیں۔ ہمیشہ شراب پینے اور خدا کے بندوں سے اپنی خدمت لیتے ہیں۔ سب آدمیوں سے اپنے تئیں بہتر جانتے ہیں۔ دُنیا کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں۔ جب کہ ان میں کوئی شخص حاکم ہوتا ہے جس نے کہ قدیم سے ان کے جدو آبا کی خدمت کی ہے، اُسی کو پہلے قید کرتے ہیں۔ حقِ خدمت اُس کا بالکل دل سے بُھلا دیتے ہیں۔ اپنے عزیزوں اور بھائیوں کو طمعِ دنیا کے واسطے مار ڈالتے ہیں۔ یہ خصلت بزرگوں کی نہیں ہے۔ ان بادشاہوں اور میروں پر فخر کرنا تمہارے واسطے ضرر ہے اور ہم پر دعویٰ ملکیت کا بغیر دلیل اور حجت کے سراسر مکر و غدر۔

چوبیسویں فصل

دیمک کے احوال میں

جس گھڑی طوطا اس کلام سے فارغ ہوا بادشاہ نے جن اور انس کی جماعت کی طرف دیکھ کر کہا کہ دیمک باوجود اس کے کہ ہاتھ پاؤں کچھ نہیں رکھتی مٹی کیونکر اٹھاتی اور اپنے بدن پر مکان اپنا محراب دار بناتی ہے؟ اس کا احوال ہم سے بیان کرو۔ عبرانیوں کی جماعت سے ایک شخص نے کہا کہ اس کیڑے کو جن مٹی لا دیتے ہیں اس واسطے کہ اس نے ان سے یہ احسان کیا تھا کہ حضرت سلیمان کا عصا کھا لیا، وہ گر پڑے۔ جنوں نے جانا کہ انہوں نے وفات پائی، وہاں سے بھاگے اور محنت و عذاب سے اُن کو مخلصی ہوئی۔ بادشاہ نے جنوں کے عالموں سے پوچھا کہ یہ شخص جو کہتا ہے تم بھی اس بات سے واقف ہو؟ سب نے کہا ہم کیونکر کہیں کہ جنات مٹی اور پانی اس کو لا کر دیتے ہیں اس واسطے کہ اگر جنوں سے اس نے یہی سلوک کیا تھا جو کہ اس شخص نے بیان کیا تو اب بھی وہ اس محنت و مشقت میں گرفتار ہیں۔ مخلصی نہ ہوئی کیونکہ حضرت سلیمانؑ بھی ان سے مٹی پانی اٹھوا کر مکانات بنواتے تھے، اور کسی طور کی تکلیف ان کو نہیں دیتے تھے۔

حکیم یونانی نے بادشاہ سے کہا۔ ایک وجہ اس کی مجھ کو معلوم ہے۔ بادشاہ نے کہا۔ بیان کر۔ اس نے کہا کہ دیمک کی خلقت عجیب و غریب ہے۔ طبیعت اس کی

نہایت [illegible] تمام [illegible] اور [illegible] ہمیشہ کھلے رہتے ہیں۔ ہوا جو اندر جسم کے [illegible] کثرت برودت سے منجمد ہو کر پانی ہو جاتی ہے۔ جا بجا بدن پر دبی [illegible] ہے اور جب ہوا اس کے بدن پر پڑتی ہے میل ہو کر جم جاتا ہے۔ اس کو یہ جمع کر کے [illegible] اپنے بچاؤ کے واسطے مکان بناتی ہے کہ ہر ایک آفت سے محفوظ رہے۔ اور [illegible] نہایت تیز ہوتے ہیں کہ ان سے پھل پتے لکڑی کاٹتی ہے اور [illegible] پتھر میں سوراخ کرتی ہے۔

بادشاہ نے شغال سے کہا کہ دیمک کیڑوں کی قسم سے ہے اور تو کیڑوں کا وکیل [illegible] یہ حکیم یونان یہ کہتا ہے۔ شغال نے کہا یہ سچ کہتا ہے مگر تمام وصف [illegible] بیان نہ کیے۔ بادشاہ نے کہا۔ تو اسے تمام کر۔ اس نے کہا۔ [illegible] حیوانات کو پیدا کیا اور ہر ایک کو اپنی نعمتیں عطا کیں [illegible] سب کو برابر رکھی بعضوں کو ڈیل ڈول بڑا اور بھاری [illegible] اور بعضوں کو جسم چھوٹا اور ضعیف دیا [illegible] کیا۔ زیادتی [illegible] ادھر ادھر کی برابر ہو گئی [illegible] نہیں [illegible] ہے کہ ایک لڑکے کا تابع ہو جاتا ہے [illegible] جائے۔ ذات یا وصف [illegible] کے کر [illegible] تھا کہ جس نے مہار پکڑی اس سے [illegible] چاہے تو اس کو لیے پھرے۔ اور بچھو اگرچہ جسم میں چھوٹا [illegible] ہاتھی [illegible] مارتا ہے تو اس کو بھی ہلاک کرتا ہے۔ اسی [illegible] جسم میں نہایت چھوٹا اور کمزور ہے مگر نہایت [illegible] چھوٹے ہیں وہ سب عاقل اور ہوشیار ہیں۔

بادشاہ نے پوچھا۔ اس کا کیا سبب کہ بڑے جسم والے احمق اور چھوٹے جسم کے عاقل ہوتے ہیں اس میں کیا حکمت الٰہی ہے؟ کہا۔ خالق نے جب کہ اپنی قدرت کاملہ سے معلوم کیا کہ جن حیوانوں کے جسم بڑے ہیں وہ رنج و مشقت کے قابل ہیں۔ پس اگر ان کو نفس قوی عطا کرتا ہرگز کسی کے تابع نہ ہوتے، اور چھوٹے جسم والے گر عاقل و عالم نہ ہوتے تو ہمیشہ رنج و تکلیف میں رہتے۔ اسی واسطے ان کو نفس ذلیل اور ان کو نفسِ عاقل عطا کیا۔ بادشاہ نے کہا۔ اس کو مفصل بیان کر۔ اس نے کہا۔ ہر ایک صنعت میں خوبی یہ ہے کہ صانع کی صنعت کسی پر معلوم نہ ہو کہ کس طرح بناتا ہے جس طرح مکھی بغیر مسطر اور پرگار کے اپنے گھر میں انواع و اقسام کے زاویے اور دائرے بناتی ہے، کچھ دریافت نہیں ہوتا کہ کیونکر بناتی اور یہ موم اور شہد کہاں سے لاتی ہے۔ اگر جسم اس کا بڑا ہوتا تو یہ صنعت اس کی ظاہر ہو جاتی۔

اسی طرح ریشم کے کیڑے کہ ان کا بھی تانا بانا کسی کو معلوم نہیں ہوتا۔ یہی حال دیمک کا ہے کہ اس کے مکان بنانے کی حقیقت کچھ نہیں کھلتی۔ یہ نہیں دریافت ہوتا کہ کس طرح مٹی اٹھاتی اور بناتی ہے۔ حکما فلسفی اس کے منکر ہیں کہ وجود عالم کا بغیر ہیولا کے ممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مکھی کی صنعت کو اس پر دلیل کیا ہے کیونکہ وہ بغیر ہیولا کے موم کے گھر بناتی اور شہد سے قوت اپنی جمع کرتی ہے۔ اگر ان کو یہ گمان ہے کہ وہ پھول اور پتے سے اس کو جمع کرتی ہے، یہ بھی اس کو جمع کر کے کچھ بناتے کیوں نہیں؟ اور اگر پانی اور ہوا کے درمیان سے جمع کرتی ہے، اگر آپ بصارت رکھتے ہیں اس کو دیکھتے کیوں نہیں کہ کس طرح جمع کرتی اور گھر اپنا بناتی ہے؟

اسی طرح ظالم بادشاہوں کے واسطے کہ باغی اور گمراہ ہیں اس کی نعمت

کا شکر نہیں کرتے۔ چھوٹے جسم کے حیوانوں کو اپنی قدرت و صنعت پر دلیل کیا ہے چنانچہ نمرود کو پشّے نے قتل کیا باوجود اس کے کہ سب حشرات الارض میں چھوٹا ہے۔ اور فرعون نے جس وقت گمراہی اختیار کی اور حضرت موسیٰؑ سے باغی ہوا اللہ تعالیٰ نے فوج ملخ کی بھیجی کہ انھوں نے جاکر اس کو زیر و زبر کیا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جب حضرت سلیمانؑ کو سلطنت و نبوّت بخشی اور جن و انس کو ان کے تابع کیا اکثر گمراہوں کو ان کے مرتبۂ نبوّت میں شک ہو کر انھوں نے [illegible] سلطنت مکر و حیلے سے بہم پہنچائی ہے۔ ہرچند کہ وہ کہتے تھے [illegible] مجھ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و احسان سے یہ مرتبہ بخشا ہے تب بھی ان کے دل سے شک نہ گیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسی دیمک [illegible] آکر حضرت سلیمانؑ کا عصا کھا لیا ہے تو محراب میں گر پڑے۔ مگر کسی [illegible] ان کو [illegible] نہ ہوئی کہ اس پر جرأت کر سکے۔ یہ قدرت اللہ تعالیٰ کی [illegible] کے واسطے نصیحت ہے کہ اپنے ڈیل ڈول اور دبدبے [illegible] صنعتیں اور [illegible] کی دیکھتے ہیں تب [illegible] کے سبب جو [illegible] ادنیٰ کیڑوں سے عاجز ہیں، اپنا فخر کرتے ہیں۔

[illegible] سب دریائی جانوروں سے [illegible] سب سے دانا اور ہوشیار [illegible] کے [illegible] نبوّت [illegible] اندر [illegible]

بعد اس کے پھر دریا کی تہ میں چلی جاتی ہے۔ مدّت تک ان دو سیپیوں کو بند رکھتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ پانی پختہ ہو کر موتی ہو جاتا ہے۔ بھلا ایسا علم کسی انسان میں کاہے کو ہے۔

خُدا نے انسانوں کے دلوں میں دیبا اور حریر و ابریشم کی محبّت بہت دی ہے سو وہ ان چھوٹے کیڑوں کے لعاب سے ہوتے ہیں۔ کھانے میں شہد زیادہ لذیذ جانتے ہیں، سو وہ مکّھی سے پیدا ہوتا ہے۔ مجلسوں میں موم کی بتیاں روشن کرتے ہیں، وہ بھی اُسی کی بدولت ہے۔ بہتر سے بہتر ان کی زینت کے واسطے موتی ہے سو اس چھوٹے کیڑے کی حکمت سے پیدا ہوتا ہے جس کا میں نے ابھی مذکور کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کیڑوں سے ایسی نفیس چیزیں اس واسطے پیدا کی ہیں کہ یہ آدمی اُن کو دیکھ کر اس کی صنعت و قدرت کا اقرار کریں۔ باوجود اس کے کہ سب قدرتیں اور صنعتیں دیکھتے ہیں، تس پر غافل ہیں، گمراہی اور کفر میں اوقات ضائع کرتے ہیں۔ اُس کی نعمت کا شکر نہیں کرتے۔ غریب اور عاجز بندوں پر اس کے جبر اور ظلم کرتے ہیں۔

جس وقت ملخ اس کلام سے فارغ ہوا بادشاہ نے انسانوں سے کہا۔ اب کچھ اور بھی تم کو کہنا باقی ہے؟ انھوں نے کہا ابھی بہت فضیلتیں ہم میں باقی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ہم مالک اور یہ ہمارے غلام ہیں۔ بادشاہ نے کہا۔ انھیں بیان کرو۔ اُن میں سے ایک آدمی نے کہا۔ صورتیں ہماری واحد ہیں اور ان کی صورتیں شکلیں مختلف۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہم مالک اور یہ غلام ہیں۔ اس واسطے کہ ریاست و مالکیت کے واسطے وحدت مناسب ہے اور اکثر کو عبودیت سے مشابہت ہے۔ بادشاہ نے حیوانوں سے کہا۔ تم اس کا کیا جواب دیتے ہو؟ سب حیوانوں نے ایک گھڑی متفکّر ہو کر

سر جھکا لیا۔

بعد ایک دم کے ہزار داستان جانوروں کے وکیل نے کہا۔ یہ آدمی سچ کہتا ہے۔ لیکن اگرچہ صورتیں حیوانوں کی مختلف ہیں پر نفوس سب کے متحد ہیں اور آدمیوں کی صورتیں گو کہ واحد ہیں مگر نفوس ان کے جدا جدا ہیں۔ بادشاہ نے کہا اس پر دلیل کیا ہے؟ کہا، اختلاف دین اور مذہب کا اس پر دلالت کرتا ہے کیونکہ ان میں ہزاروں ہی فرقے ہیں۔ یہود، نصاریٰ، مجوس، مشرک کافر، بت پرست، آتش پرست، اختر پرست۔ اس کے سوا ایک دین میں بہت سے فرقے ہوتے ہیں جس طرح اگلے حکما ہیں سب کی رائیں جدا جدا ہیں۔ چنانچہ یہودیوں میں سامری، عنانی، جالوتی، نصرانیوں میں نسطوری، یعقوبی، ملکانی، مجوسیوں میں زرادشتی، زروانی، خرمی، مزدکی، بہرامی، مانوی؛ مسلمانوں میں شافعی، حنفی، خارجی، رافضی، ناصبی، مرجی، قدری، جہمی، معتزلی، [illegible] ہی رستے ہوتے ہیں کہ سب کے دین و مذہب مختلف۔

بعد اس کے [illegible] کرتے ہیں۔ اور ہم سب اختلاف سے بری ہیں مذہب و اعتقاد ہمارا واحد ہے۔ غرض سب حیوان موحد و مومن ہیں شرک و نفاق و [illegible] و فجور نہیں جانتے۔ اس کی قدرت اور وحدانیت میں خلل و شبہ نہیں کرتے۔ اسے خالق و رازق برحق جانتے ہیں۔ اسی کو [illegible] یاد کرتے اور تسبیح و تحمید میں مشغول رہتے ہیں مگر یہ آدمی ہماری تسبیح سے واقف نہیں ہیں۔

[illegible] نے کہا کہ ہم بھی خدا کو خالق و رازق اور واحد مانتے [illegible] ہیں۔ [illegible] نے پوچھا پھر تمہارے دین اور مذہب میں [illegible] اختلاف کیوں ہے [illegible] ان سب کے [illegible] مذہب [illegible] جس سے

مقصود حاصل ہو اور مقصود و مطلوب سب کا ایک ہی ہو، کسی رستے سے پہنچیں۔ جس طرف جاویں خدا ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ بادشاہ نے پوچھا۔ اگر سب کا قصد یہی ہو کہ خدا کی طرف پہنچیں پھر ایک دوسرے کو کیوں قتل کرتا ہو؟ اس نے کہا۔ دین کے واسطے نہیں۔ کیونکہ دین میں کچھ کراہت نہیں ہو بلکہ مُلک کے واسطے کہ یہ سُنّت دین ہو۔

بادشاہ نے کہا۔ اسے مفصّل بیان کر۔ اس نے کہا ملک اور دین دونوں توام ہیں کہ ایک بدوں دوسرے کے نہیں رہ سکتا۔ مگر دین مُقدّم اور ملک مؤخّر ہو۔ ملک کے واسطے دین ضرور ہو کہ سب آدمی دیانت دار ہو دیں۔ اور دین کے واسطے ایک بادشاہ چاہیے کہ خلق میں بحکومت احکام دین کے جاری کرے۔ سی واسطے بعضے اہلِ دین بعضوں کو مُلک اور ریاست کے واسطے قتل کرتے ہیں۔ ہر ایک اہلِ دین یہی چاہتا ہو کہ سب آدمی ہمارا ہی مذہب و دین اور احکام شریعت کے اختیار کریں۔ اگر بادشاہ متوجہ ہو کر سُنے تو میں ایک دلیل واضح اس پر بیان کروں۔ فرمایا۔ بیان کر۔

اس نے کہا۔ قتل کرنا نفس کا جمیع دین و مذہب میں سُنّت ہو اور نفس کا قتل کرنا یہ ہو کہ طالبِ دین اپنے تئیں قتل کرے اور ملک کا طریقہ یہ ہو کہ مُلک کے دوسرے طالب کو قتل کرے۔ بادشاہ نے کہا مُلک کی طلب کے واسطے بادشاہوں کا قتل کرنا ظاہر ہو مگر طالبِ دین اپنے نفس کو کیونکر قتل کرتے ہیں؟ اسے بیان کر۔ اس نے کہا۔ دینِ اسلام میں بھی یہ امر ظاہر تر ہو چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہو۔ إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ حاصل یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے نفس و مال اُن کا مول لے کر ان کے واسطے جنّت مقرّر

کہ جو کوئی خدا کی راہ پر قتل کرتے ہیں اور آپ قتل ہو جاتے ہیں۔ اس کے سوا اور بھی بہت سی آیتیں اس مقدمے پر ناطق ہیں اور ایک مقام موافق حکم توریت کے یہ فرمایا ہے فَتُوبُوا إِلَىٰ بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوا أَنفُسَكُمْ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِندَ بَارِئِكُمْ۔ یعنی اگر خدا کی طرف رجوع کرتے ہو تو اپنے تئیں قتل کرو کہ یہی بات تمہارے خدا کے نزدیک بہتر ہے۔

اور حضرت عیسیٰؑ نے جس وقت کہا۔ راہِ خدا میں کون ہمارا مددگار ہے تب دوستوں نے جواب دیا ہم راہِ خدا میں مددگار ہیں۔ اس وقت حضرت عیسیٰؑ نے کہا۔ اگر ہماری مدد کیا چاہتے ہو تو موت اور دار کے واسطے مستعد ہو کر ہمارے ساتھ دشمن پر چل کر اپنے بھائیوں کے قریب ہوگے اور اگر ہماری مدد نہ کرو گے تو ہمارے گروہ سے تم نہیں ہو۔ آخر وہی سب خدا کی راہ میں قتل ہوئے اور حضرت عیسیٰؑ کے دین سے نہ پھرے۔ اسی طرح اہل ہند بھی بعض وقت اپنے تئیں قتل کرتے ہیں اور جیتے جی طلبِ دین کے واسطے جل جاتے ہیں۔ اعتقاد ان کا یہ ہے کہ سب عبادتوں میں یہی عبادت بزرگ ہے جو کوئی ایسا کرے وہ اپنے تئیں قتل کرے اور بدن کو جلا دیوے۔ سب گناہ اس کے معاف ہو جاتے ہیں۔

یہی حال عابدوں کا ہے کہ اپنے نفس کو حرص و شہوت سے باز رکھ کر عبادت کا وظیفہ کرتے ہیں یہاں تک اپنے نفس کو ذلیل کرتے ہیں کہ دنیا کی خواہش ان میں باقی نہیں رہتی۔ غرض اسی طور پر سب اہلِ دین اپنے نفس کو قتل کرتے ہیں اور اس کو عبادت عظیم جانتے ہیں کہ اس کے سبب سے دوزخ سے نجات پا کر بہشت میں پہنچتے ہیں اگرچہ ایک دین مذہب میں ایک طرح کے ہوتے ہیں لیکن سب مذہبوں میں یہ غرض ہے

بد ہو کہ روزِ قیامت کا مُقِر اور ثوابِ حسنات کا امیدوار نہ ہووے اور گناہوں کی مُکافات سے خوف نہ کرے، اس کی وحدانیت کا مُقِر نہ ہووے کیونکہ رجوع سب کی اسی کی طرف ہے۔

انسانِ فارسی نے جس وقت یہ احوال بیان کر کے سکوت کیا ہندی نے کہا کہ بنی آدم حیوانوں سے عددِ اجناس اور انواع در اشخاص میں بہت زیادہ ہیں۔ اس واسطے کہ تمام رُبعِ مسکون میں اُنیس ہزار شہر ہیں کہ انواع و اقسام کی خلقت ان میں رہتی ہے چنانچہ چین، ہند، سندھ، حجاز، یمن، حبش، نجد، مصر، اسکندریہ، قیروان، اندلس، قسطنطنیہ، آذربیجان، ارمن، شام، یونان، عراق، بدخشاں، جرجان، جیلان، نیشاپور، کرمان، کابل، ملتان، خراساں، ماوراء النہر، خوارزم، فرغانہ وغیرہ ہزاروں ہی شہر و بلاد ہیں کہ جن کا شمار نہیں ہو سکتا۔ ان شہروں کے سوا جنگلوں، پہاڑوں اور جزیروں میں بھی ہزاروں آدمی استقامت اور سکونت رکھتے ہیں۔ ہر ایک کی زبان، رنگ، اخلاق طبیعت، مذہب و صنعت مختلف ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو رزق پہنچاتا اور اپنی حفاظت میں رکھتا ہے۔ یہ کثرتِ عدد اور اختلافِ احوال اور انواع و اقسام کے مقاصد و مطالب اس پر دلالت کرتے ہیں کہ انسان اپنے غیر جنس سے بہتر ہیں۔ ان کے سوا جو اور حیوانات کی خلقت ہے اس پر فوقیت رکھتے ہیں۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ انسان مالک اور سب حیوان ان کے غلام ہیں۔ ان کے سوا اور بھی فضیلتیں ہم میں ہیں کہ جن کی شرح نہایت طول طویل ہے۔

مینڈک نے بادشاہ سے کہا کہ اس آدمی نے انسانوں کی کثرت بیان کی اور اس پر فخر کرتا ہے۔ اگر دریائی جانوروں کو دیکھے اور ان کی انواع و اقسام کی شکلیں اور صورتیں مشاہدہ کرے تو اس کے نزدیک انسان بہت کم معلوم

جو ویران شہر و بلاد ہو گئے ہیں ویسے ہی پھر نظر آویں۔ کیونکہ تمام ربع مسکون میں سترہ دریا بڑے ہیں: دریائے روم، دریائے جرجان، دریائے گیلان، دریائے قلزم، دریائے فارس، دریائے ہند، دریائے سند، دریائے چین، دریائے یاجوج، دریائے اخضر، دریائے غربی، دریائے شمالی، دریائے حبش، دریائے جنوب، دریائے شرقی اور پانسو دریا چھوٹے ہیں اور دوسرے بڑے ہیں مثل جیحون و سیحون، دجلہ، فرات و نیل وغیرہ کے کہ ہر ایک کا طول سو کوس سے لے کر ہزار کوس تک ہے۔ اور پہاڑی اور جنگل بیابان میں جو چھوٹے بڑے نالے ندی تالاب حوض وغیرہ ہیں ان کا شمار نہیں ہو سکتا اور ان میں مچھلی، کچھوے، نہنگ، سانپ، مینڈک وغیرہ ہزاروں قسم کے دریائی جانور رہتے ہیں جن کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا اور شمار نہیں کر سکتا ہے۔

خلاصہ جب کہ دریائی جانوروں کی سات سو جنس ہیں سوائے انواع و اقسام کے۔ اور خشکی کے رہنے والے وحوش و درند و بہائم وغیرہ کی پانسو جنس ہیں سوائے انواع و اقسام کے۔ اور یہ سب خدا کے بندے اور مملوک ہیں کہ اس نے سب کو اپنی قدرت سے پیدا کیا اور رزق دیا اور ہمیشہ جہاں کہیں جاتا ہے محفوظ رکھتا ہے اور کوئی امر ان کا اس سے چھپا نہیں ہے۔ اگر یہ نفس عاقل اپنی سمجھ والے انسان کے گروہ کو دریافت کرے تو ظاہر ہو کہ انسانوں کی نسبت [illegible] بھی دلالت کرتی کہ وہی مالک اور حیوان غلام ہیں۔

پچیسویں فصل

عالمِ ارواح کے بیان میں

مینڈک جس گھڑی اس کلام سے فارغ ہوا جنّ[ن] کے ایک حکیم نے کہا۔ اے انسانوں اور حیوانوں کے گروہ کثرتِ خلائق کی معرفت سے تم غافل ہو۔ وے لوگ جو رُوحانی اور نُورانی ہیں کہ جسم سے کچھ علاقہ نہیں رکھتے ان کو نہیں جانتے ہو اور وے ارواحِ مُجرّدہ اور نفوسِ بسیط ہیں کہ طبقاتِ افلاک پر رہتے ہیں۔ بعضے ان میں سے کہ گروہ ملائکہ ہیں وے کرۂ افلاک پر متعیّن ہیں۔ اور بعضے کہ کرۂ زمہریر کی وسعت میں رہتے ہیں وے جنّات اور گروہِ شیاطین ہیں۔

پس اگر تُم اس خلائق کی کثرت کو دریافت کرو تو معلوم ہو کہ انسان اور حیوان ان کے مقابلہ میں کچھ وجود نہیں رکھتے اس واسطے کہ کُرۂ زمہریر کی وسعت دریا اور خشکی سے دہ چند ہے اور کُرۂ فلک کی وسعت بھی کرۂ زمہریر سے دس حصّے زیادہ ہے۔ غرض ہر ایک کُرۂ فوقانی کو کرۂ تحتانی سے یہی نسبت ہے اور یے سب کُرّے خلائقِ رُوحانی سے بھرے ہیں ایک بالشت بھر جگہ باقی نہیں ہے کہ ارواحِ مُجرّدہ وہاں رہتے ہیں جیساکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے مَا فِی السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ مَوْضِعُ شِبْرٍ اِلَّا وَهُنَاكَ مَلَكٌ قَائِمٌ اَوْ رَاكِعٌ اَوْ سَاجِدٌ۔ یعنی ساتوں آسمان پر ایک بالشت بھر جگہ خالی نہیں ہے کہ وہاں فرشتے خدا کی

ن جنوّں

عبادت میں قیام و رکوع اور سجود نہ کرتے ہوں۔ پس اے انسانو! اگر تم ان کی کثرت دیکھو تو معلوم کرو کہ تمھارا گروہ ان کے آگے کچھ مرتبہ نہیں رکھتا۔ اور تمھاری کثرت اور جمعیت اس پر نہیں دلالت کرتی کہ تم مالک ہو اور سب تمھارے غلام۔ کیونکہ سب بندے اللہ کے اور اس کی فوج و رعیت ہیں۔ بعضوں کو بعضوں کے واسطے مسخر اور تابع کیا ہے۔ غرض جس طرح اس نے چاہا اپنی حکمتِ بالغہ سے ان میں احکام انتظام کے جاری کیے۔ ہر حال میں اس کا حمد و شکر ہے۔

حکیم جنّی جس وقت اس کلام سے فارغ ہوا بادشاہ نے انسانوں سے کہا۔ جس چیز پر تم اپنا فخر کرتے ہو اس کا جواب حیوانوں نے دیا۔ اب اور جو کچھ کہنا باقی ہو اُسے بیان کرو خطیب حجازی نے کہا۔ ہم میں اور بھی فضیلتیں ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہم مالک اور حیوان غلام ہیں۔ بادشاہ نے کہا۔ انھیں بیان کرو۔ اس نے کہا۔ اللہ تعالیٰ نے ہم سے بہت نعمتوں کا وعدہ کیا ہے۔ قبر سے نکلنا، تمام روئے زمین پر منتشر ہونا، حساب قیامت، پل صراط پر چلنا، بہشت میں داخل ہونا، فردوس، جنّتِ النعیم، جنّتِ خلد، جنّتِ عدن، جنّتِ ماوی، دارالسلام دارالقرار، دارالمقام، دارالمتقین، درخت طوبیٰ، چشمۂ سلسبیل، نہریں شراب اور دودھ اور پانی سے بھری ہوئیں، مکانات بلند، حوروں کی ملاقات، خدا کا قرب ان کے سوا اور بہت سی نعمتیں کہ قرآن میں مذکور ہیں اللہ تعالیٰ نے ہمارے واسطے مقرر کی ہیں۔ حیوانوں کو یہ چیزیں کہاں میسر ہیں؟ یہی دلیل ہے کہ ہم مالک اور حیوان ہمارے غلام ہیں۔ ان نعمتوں اور فضیلتوں کے سوا اور بھی بزرگیاں ہم میں ہیں جن کو ہم نے مذکور نہیں کیا۔

طائروں نے دلیل [illegible] بادشاہ نے کہا۔ جس طرح تم سے اللہ تعالیٰ نے وعدے نیک کیے ہیں اسی طرح تمھارے عذاب کے واسطے وعدے بد بھی

کیے ہیں۔ چنانچہ عذابِ قبر، سوالِ منکر و نکیر، دہشتِ روزِ قیامت، شدتِ حساب، دوزخ میں داخل ہونا، عذابِ جہنّم، جحیم، سقر، لظی، سعیر، حُطمہ، ہاویہ، پیراہن قطران پہننا، زرداب پینا، زقوم کے درخت کھانا، مالکِ دوزخ کے قریب رہنا، شیطانوں کے ہمسائے عذاب میں گرفتار ہونا، یہ سب تمہارے واسطے ہیں۔ ان کے سوا اور بھی بہت سے عذاب و عقاب کہ قرآن میں مذکور ہیں اور ہم ان سے بری ہیں۔ جیسا ہم سے وعدہ ثواب کا نہیں کیا ویسا ہی وعید عذاب کا بھی نہیں کیا۔ خُدا کے حُکم سے ہم راضی و شاکر ہیں۔ کسی فعل و حرکت سے ہم کو نہ فائدہ ہے اور نہ نقصان۔ پس ہم تم دلیل میں برابر ہیں تُم کو فوقیت ہم پر نہیں۔

حجازی نے کہا ہم تم کیونکر برابر ہیں؟ کیونکہ ہم ہر حال میں ہمیشہ باقی رہیں گے۔ اگر خدا کی اطاعت ہم نے کی ہے تو انبیا اور اولیا کے ساتھ رہیں گے اور ان لوگوں سے صحبت رکھیں گے جو کہ سعید، حکیم، فاضل، ابدال، اوتاد، زاہد، عابد، صالح، عارف ہیں اور شابہت ان لوگوں کو ملائکۂ مقرّبین سے ہے کہ نیکی کرنے میں سبقت کرتے ہیں لقائے ربانی کے مشتاق ہیں اور اپنے جان و مال سے اسی کی طرف متوجہ ہیں اور اسی پر توکّل کرتے ہیں، اسی سے سوال کرتے اور اُمّید رکھتے ہیں اور اسی کے خوف سے ڈرتے ہیں۔ اور اگر ہم گنہگار ہیں کہ اس کی اطاعت نہیں کرتے تو انبیا کی شفاعت سے ہماری مخلصی ہو جاوے گی خصوصاً نبی برحق، رسول بے شک سَیّدُ المُرسَلِین، خاتمُ النّبیین، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کی شفاعت سے سب گناہ ہمارے عفو ہو جاویں گے۔ بعد اس کے ہم ہمیشہ جنّت میں حور و غلمان کی صحبت میں رہیں گے اور فرشتے ہم سے یہ کہیں گے۔ سَلٰمٌ عَلَیۡکُمۡ طِبۡتُمۡ فَادۡخُلُوۡھَا خٰلِدِیۡنَ۔ یعنے سلام تُم پر، خوش ہو تُم اور

جنّت میں داخل ہو، ہمیشہ اس میں رہو۔ اور تم جتنے گروہ حیوانوں کے ہو سب ان نعمتوں سے محروم ہو کر دُنیا کی مُفارقت کے بعد بالکل فنا ہو جاؤ گے، نام و نشان بھی تُمہارا نہ رہے گا۔

اس بات کے سُنتے ہی سب حیوانات کے وکیلوں نے اور جنّات کے حکیموں نے کہا اب تُم نے بات حق کی کہی اور دلیل مضبوط بیان کی۔ فخر کرنے والے ایسی چیزوں سے فخر کرتے ہیں۔ لیکن اب یہ بیان کرو کہ وہ لوگ جن کے یہ اوصاف و محامد ہیں اخلاق و خوبیاں اور نیکیاں ان کی کس طور پر ہیں؟ اگر جانتے ہو تو مفصّل بیان کرو۔ سب انسانوں نے ایک ساعت متفکر ہو کر سکوت کی۔ کسی سے بیان نہ ہو سکا۔

بعد ایک دم کے ایک فاضل ذکی نے کہا۔ اے بادشاہِ عادل جب کہ حضوؑر میں انسانوں کے دعوے کا صدق ظاہر ہوا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ان میں ایک جماعت ایسی ہے کہ وہ مقرّبِ الٰہی ہیں اور ان کے واسطے اوصافِ حمیدہ، صفاتِ پسندیدہ، اخلاقِ جمیلۂ ملکیّہ، سیرتیں عادلۂ قُدسیہ، احوالِ عجیبۂ غریبہ ہے کہ زبان اُن کے بیان سے قاصر ہے، عقل اُن کی کُنہ صفات میں عاجز ہے، تمام واعظ اور خطیب ہمیشہ مُدّت العمران کے وصف کے بیان میں پیروی کرتے ہیں پر فی الواقع اُن کے کُنہِ معارف کو نہیں پہنچے۔ اب بادشاہِ عادل ان غریب انسانوں کے حق میں کہ حیوانات جن کے غلام ہیں، کیا حکم کرتا ہے؟ بادشاہ نے فرمایا کہ سب حیوانات انسانوں کے تابع اور زیرِ حکم رہیں اور ان کی فرماں برداری سے تجاوُز نہ کریں۔ حیوانوں نے بھی قبول کیا اور راضی ہو کر سب نے بہ حفظ و امان وہاں سے مراجعت کی۔

انجمن کی چند نئی مطبوعات

معلوماتِ سائنس اس کتاب میں سائنس کے نہایت اہم مسائل یعنی ٹیلیفون، گراموفون، موٹر، ہوائی جہاز، لاسلکی، ریڈیو وغیرہ کو نہایت سلیس زبان میں پیش کیا گیا ہے۔ متعلقہ مضامین کی وضاحت کے لیے متعدد تصاویر اور بلاک بھی دیے گئے ہیں۔ حجم دو سو صفحوں سے زائد۔ قیمت مجلد (عہ۱۲) غیر مجلد (عہ)

ہماری نفسیات E. A. Mander کی کتاب Psychology for Every Man and Woman کا ترجمہ ہے۔ اس میں نفسیات کے مختلف پہلوؤں پر خوب دل چسپ بحث کی گئی ہے۔ قیمت مجلد ایک روپیہ چار آنے (عہ) غیر مجلد ایک روپیہ (عہ)

انتخابِ وحید وحید الٰہ آبادی کے اُستاد تھے اور اپنے زمانے کے مشہور شاعر تھے۔ ان کا کلام اب تک نہیں شایع ہوا تھا۔ یہ بزرگ شاعر تھے اور ان کا کلام دو ضخیم جلدوں میں ہے۔ انجمن نے بڑی کوشش سے اسے دستیاب کیا اور اب اُس کا انتخاب شایع کیا ہے۔ اُمید ہے وحید کے کلام کے مشتاق اس کی ضرور قدر کریں گے۔ قیمت مجلد (عہ) غیر مجلد (عہ)

شکنتلا یہ کالی داس کی مہا تصنیف ہے۔ اس کا ترجمہ دنیا کی تمام شائستہ زبانوں میں ہو چکا ہے۔ اردو میں بھی اس کا وجود ہے لیکن مسخ صورت میں۔ اب پہلی بار راست سنسکرت سے سید اختر حسین صاحب رائے پوری نے اردو میں ترجمہ کیا ہے اور اس امر کا التزام کیا ہے کہ کالی داس کی خوبیوں کو قائم رکھا جائے۔ حجم ۱۴۰ صفحات۔ قیمت مجلد (عہ) غیر مجلد (عہ)

اندرونِ ہند نامور ترکی خاتون خالدہ ادیب خانم کی جدید تصنیف Inside India کا ترجمہ ہے جو مولوی سید ہاشمی صاحب نے بہت فصیح اور سلیس زبان میں کیا ہے۔ انھوں نے مختلف یونیورسٹیوں میں لکچر دیے اور انھیں اس ملک کے دیکھنے اور یہاں کے نامور اصحاب سے ملنے کا موقع ملا۔ ان کے مشاہدات اور خیالات پڑھنے کے قابل ہیں۔ بہت دل چسپ کتاب ہے۔ حجم ۴۲۰ صفحات۔ قیمت مجلد تین روپے چار آنے (عہ) غیر مجلد تین روپے (عہ)

انجمن ترقی اردو (ہند) دہلی

Anjuman-e-Taraqqi-e-Urdu Series No. 120.

IKHWÁN-US-SAFÁ

Translated from the Arabic into Urdu

by

MAULVI IKRAM ALI

Published by :

The Anjuman-e-Taraqqi-e-Urdu (India),

DELHI

1939